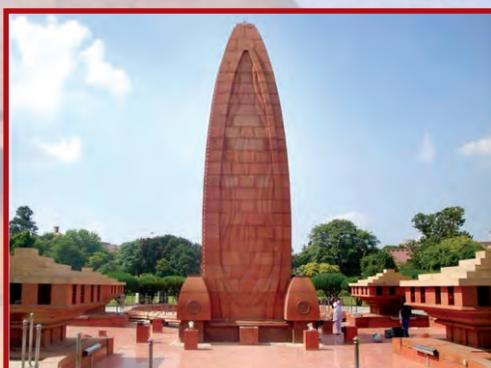
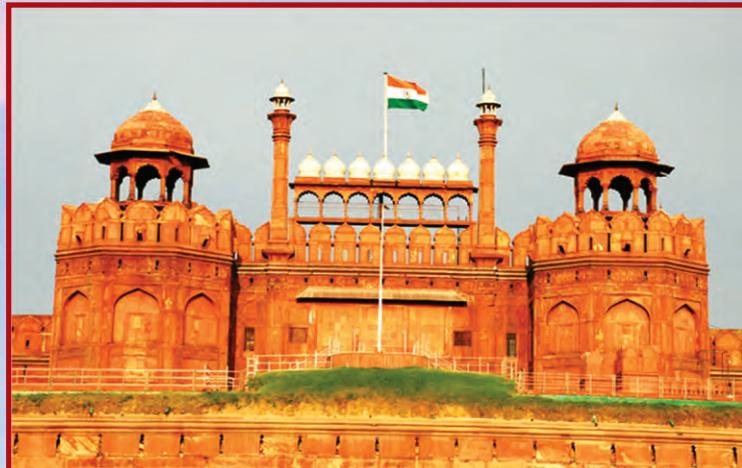


# تاریخ اور شہریت

آٹھویں جماعت



# بھارت کا آئین

## حصہ 4 الف

### بنیادی فرائض

#### حصہ 51 الف

بنیادی فرائض - بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ...

- (الف) آئین پر کاربندر ہے اور اس کے نصب اعین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔
- (ب) ان اعلیٰ نصب اعین کو عزیز رکھے اور ان کی تقليد کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔
- (ج) بھارت کے اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر کے ان کا تحفظ کرے۔
- (د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے۔
- (ه) مذہبی، لسانی اور علاقائی و طبقائی تفرقتوں سے قطع نظر بھارت کے عموم الناس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیک پہنچی ہو۔
- (و) ملک کی ملی جملی ثقافت کی قدر کرے اور اُسے برقرار رکھے۔
- (ز) قدرتی محول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تینیں محبت و شفقت کا جذبہ رکھے۔
- (ح) دانشورانہ روپیے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی و اصلاحی شعور کو فروغ دے۔
- (ط) قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔
- (ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشش رہے تاکہ قوم متواتر ترقی و کامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرم عمل رہے۔
- (ک) اگر ماں باپ یا ولی ہے، پچھے سال سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا وارڈ، جیسی بھی صورت ہو، کے لیے تعلیم کے موقع فراہم کرے۔

سرکاری فیصلہ نمبر: ابھیاں-۲۱۱۶ / (پر-نمبر ۳۳/۱۶) ایس ڈی-۲۵-موئز خہ ۲۰۱۶ء  
کے مطابق قائم کردہ رابطہ کار کمیٹی کی ۲۹ دسمبر ۲۰۱۷ء کو منعقدہ نشست میں اس کتاب کو  
تعلیمی سال ۲۰۱۸-۱۹ سے درسی کتاب کے طور پر منظوری دی گئی۔

## تاریخ اور شہریت

### آٹھویں جماعت



مہاراشٹر راجہیہ پاٹھیہ پستک نرمی و ابھیاں کرم سنشو دھن منڈل، پونہ۔



اپنے اسماڑ فون میں انسٹال کردہ Diksha App کے توسط سے درسی کتاب  
کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور ہر  
سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس و مدرسیں کے لیے  
مفید سمعی و بصری وسائل دستیاب ہوں گے۔

پہلا ایڈیشن: ۲۰۱۸ء  
(2018)

اصلاح شدہ ایڈیشن: ستمبر ۲۰۲۱ء  
(September 2021)

۳۱۰۰-۳ مہاراشراجیہ پٹک نرمی وابھیاس کرم سنشو دھن منڈل، پونہ

اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشراجیہ پٹک نرمی وابھیاس کرم سنشو دھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشراجیہ پٹک نرمی وابھیاس کرم سنشو دھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

### مصنفوں:

- شری راہل پر بھو
- شری پرشانت سروڑ کر
- شری سخنے وزریکر
- شری بھاؤ صاحب امام
- پروفیسر شیوانی لیے
- پروفیسر سادھنا ملکرنی

### مترجمین:

- ڈاکٹر غلام نبی مومن
- جناب وجاہت عبدالستار
- جناب خان عاقب حسین بن محمد شہباز خان

### رابطہ کار مراثی:

- شری موگل جادھو، اپیش آفیسر، تاریخ و شہریت، بال بھارتی، پونہ
- شریکتی ورشا سروڑے، سجھیک اسٹنٹ، تاریخ و شہریت

### Co-ordinator (Urdu)

Khan Navedul Haque Inamul Haque,  
Special Officer for Urdu,  
M.S. Bureau of Textbooks, Balbharati

### Urdu D.T.P. & Layout

Asif Nisar Sayyed, Yusra Graphics,  
305, Somwar Peth, Pune-11.

### Cover & Designing

Mr. Dilip Kadam

### Cartographer

Shri Ravikiran Jadhav

### Production

Shri Sachchitanand Aphale,  
Chief Production Officer

Shri Prabhakar Parab, Production Officer

Shri Shashank Kanikdale,  
Assistant Production Officer

Paper : 70 GSM Creamvowe

### Print Order :

### Printer :

### Publisher

Shri Vivek Uttam Gosavi

Controller,

M.S. Bureau of Textbook Production,  
Prabhadevi, Mumbai - 25.

### مضمون تاریخ کمیٹی:

- ڈاکٹر سدانند مورے، صدر
- شری موہن شیط، رکن
- ڈاکٹر شمہا لگنا آترے، رکن
- ڈاکٹر سونما تھر روڑے، رکن
- شری باپو صاحب شندے، رکن
- شری بال کرشن چوڑپے، رکن
- شری پرشانت سروڑ کر، رکن
- شری موگل جادھو، رکن - رکن سکریٹری

### مضمون شہریت کمیٹی:

- ڈاکٹر شری کاننت پرانچے، صدر
- ڈاکٹر پرکاش پوار، رکن
- ڈاکٹر موهن کاشیکر، رکن
- پروفیسر اجکیہ گائیکوڑا، رکن
- شری ویجناتھ کالے، رکن
- پروفیسر سینگیتا اہیر، رکن
- شری موگل جادھو، رکن - سکریٹری

### مدعوین:

- ڈاکٹر سونما تھر روڑے

### مضمون تاریخ اور شہریت کا اسنڈی گروپ:

- شری راہل پر بھو
- شری سخنے وزریکر
- شری سجاش راٹھور
- شری رام داس ٹھاکر
- ڈاکٹر سینتا دلوی
- پروفیسر شیوانی لیے
- شری بھاؤ صاحب امام
- ڈاکٹر ناگنا تھا یو لے
- شری سدانند روڈنگرے
- شری رویندر پائل
- شریکتی روپالی گر کر
- ڈاکٹر پر بھا کر لوٹھے
- ڈاکٹر بینا کاشی اپا دھیائے
- ڈاکٹر مانجھی بھالے راؤ
- پروفیسر شیشی ٹکھو جکر
- ڈاکٹر متیش چاپلے

## بھارت کا آئین

### تمہید

ہم بھارت کے عوام ملت و سنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو  
ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں  
اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:  
النصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛  
آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛  
مساویت بے اعتبار حشیثت اور موقع،  
اور ان سب میں  
اُنخوٹ کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور  
ساملیت کا تیقّن ہو؛  
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھپیں نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین  
ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں،  
وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

## راشتہ گپت

جن گن من - ادھ نایک جیہے ہے  
بھارت - بھالیہ و دھاتا۔

پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا  
در اوڑ، اتلک، بنگ،

وندھیہ، ہماچل، سینا، گنگا،  
اچھل جل دھرنگ،  
تو شہ نامے جاگے، تو شہ آشیں ماگے،  
گا ہے تو جیہے گا تھا،

جن گن منگل دایک جیہے ہے،  
بھارت - بھالیہ و دھاتا۔

جیہے ہے، جیہے ہے، جیہے ہے،  
جیہے جیہے جیہے، جیہے ہے۔

## عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بھنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور میں اس کے عظیم و گونا گوں ورثے پر  
فخر محسوس کرتا ہوں۔ میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزت کروں گا اور ہر ایک  
سے خوش اخلاقی کا برداشت کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی فتح کھاتا  
ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

عزیز طلبہ!

## پیش لفظ

آپ نے تیسری سے پانچویں جماعت تک مضمون تاریخ و شہریت ماحولیات کا مطالعہ۔ حصہ اول، اور ماحولیات کا مطالعہ۔ حصہ دوم، کے عنوانات کے تحت پڑھا ہے۔ چھٹی جماعت سے تاریخ اور شہریت کو نصاب میں آزادانہ مضمون کی حیثیت دی گئی ہے۔ چھٹی جماعت سے ان دونوں مضامین کو ایک ہی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ آٹھویں جماعت کی کتاب پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرت ہو رہی ہے۔

ہم نے اس کتاب کو اس مقصد کے تحت تیار کیا ہے کہ آپ اس مضمون کو صحیح طور پر سمجھ سکیں، یہ آپ کو پُر لطف محسوس ہو اور آپ کو اپنے اسلاف کے کارناموں سے تحریک حاصل ہو سکے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس کتاب کے ذریعے آپ کو علم کے ساتھ ساتھ مسرت بھی حاصل ہو جس کے لیے کتاب میں رنگین تصویریں اور نقشے بھی دیے گئے ہیں۔ درسی کتاب کے ہر سبق کا بغور مطالعہ کیجیے۔ سبق کا جو حصہ آپ کی سمجھ میں نہ آئے اس کے بارے میں اپنے استاد یا سرپرست سے دریافت کر کے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ چوکونوں میں دیا ہوا مواد آپ کے علم میں اضافہ ہی کرے گا۔ اگر آپ تاریخ کو ایک دلچسپ مضمون سمجھ کر پڑھیں گے تو یقیناً آپ اس مضمون کو پسند کرنے لگیں گے۔

حصہ تاریخ میں 'جدید بھارت کی تاریخ'، دی ہوئی ہے۔ تاریخ کے نئے نظریے، تعلیم کے قومی بنیادی اصولوں اور اکتسابی ما حصل کے امتزاج سے یہ کتاب تحریر کی گئی ہے۔ درسی کتاب کے مطالعے سے واضح ہو گا کہ جدید بھارت کی تاریخ میں آزادی، مساوات، اخوت اور انصاف کے اصولوں کا ارتقا کس طرح ہوا۔ کتاب میں جدید بھارت کی تاریخ کے مأخذ سے متعارف کرایا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ اس امر کا جائزہ بھی لیا گیا ہے کہ بھارت میں انگریزوں کا اقتدار کس طرح وسیع ہوتا گیا۔ انگریز حکومت کے شکنخ سے بھارت کو آزاد کرنے کے لیے عوام کی ناقابل فراموش جنگ، ان کے ایثار کی معلومات بھی دی گئی ہے۔

'شہریت' کے حصے میں پارلیمانی طرز حکومت کا تعارف کرایا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ ہمارے ملک کا کام کا ج دستور، قوانین اور اصولوں کے مطابق چلتا ہے۔ کتاب میں بھارت کی پارلیمنٹ، مرکزی مجلس عاملہ، بھارت کا عدالتی نظام، ریاستی حکومتوں کا کام کا ج د، نوکرشاہی کی ساخت اور سماج کو جھوہریانے کے عمل میں ان سب کے کردار کو واضح کیا گیا ہے۔

(ڈاکٹر سنیل مگر)

ڈاکٹر

مہاراشٹر راجہیہ پاٹھیہ پستک نرمی و  
ابھیاس کرم سنثودھن منڈل، پونہ

پونہ۔

تاریخ: ۱۸ اپریل ۲۰۱۸ء، آکشن ترٹیہ

بھارتی سور: ۲۸، چیتر ۱۹۳۰ء

## اساتذہ کے لیے

ہم نے چھٹی اور ساتویں جماعت میں بالترتیب عہدِ قدیم اور عہدِ وسطیٰ کے بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ آٹھویں جماعت کی تاریخ میں بھارت میں نوآبادیات کے قیام اور اس کے خاتمے کے عمل نیز آزادی کے بعد کے زمانے میں متحده مہاراشٹر کی تحریک شامل ہے۔ جنگ آزادی کی فکری تحریک، بھارت میں قومیت کے آغاز و ارتقا اور مجاہدین آزادی کی خدمات کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے طلبہ میں قومی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگا اور ان کے قومی اتفاقی میں اضافہ ہوگا۔

تاریخ ایک علمی مضمون ہے جس میں تاریخ کے مأخذات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی عہد بہ عہدِ بدلتی ہوئی نویعت کے پیش نظر پہلے باب میں ان کے مطالعے کو شامل کیا گیا ہے۔ یورپ میں دورِ نشانہ اثاثیہ اور دورِ انقلاب کی وجہ سے سامراجیت کی توسعہ ہوئی اور براعظِ ایشیا اور افریقہ میں نوآبادیات کے قیام میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ بھارت مغربی سامراجیت کا کس طرح شکار ہوا، انگریز حکومت کے بھارت پر کون سے اثرات ہوئے، آگے چل کر بھارتیوں کی غیرت بیدار ہونے پر آزادی کی تحریک کس طرح شروع ہوئی، یہاں ان سارے امور پر غور و خوض کیا جائے گا۔

بھارت کی جنگ آزادی کی تدرییں کرتے ہوئے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی، انڈین نیشنل کانگریس کا قیام، اعتدال پسندوں اور انہما پسندوں کے دور میں نیشنل کانگریس کی سرگرمیاں، گاندھی جی کے دور میں ستیگرہ کی تحریک، مسلح انقلابی تحریک، آزاد ہند فوج کی جدوجہد، بھارت کا آزادی حاصل کرنا، دیسی ریاستوں کا بھارت میں انعام، فرانسیسی اور پرتگالی نوآبادیات کی آزادی جیسے واقعات کی معلومات طلبہ کو سمعی و بصری وسائل (فلم، معلوماتی فلم، ڈائیمینٹری، آڈیو ٹیپ وغیرہ)، علاقائی سیر، نمائش، ذخائر اور اخبارات کے ذریعے فراہم کی جاسکتی ہے۔

سیاسی واقعات اور تبدیلیوں پر غور کرتے ہوئے طلبہ کو بتایا جاسکے گا کہ بھارت کے سماجی و معاشری شعبے میں کس طرح تبدیلیاں واقع ہوئیں اور بھارتیوں کے ذہن میں سماجی و سیاسی مساوات کا خیال کس طرح پیدا ہوا۔ بھارت کی تاریخ کے پس منظر کا مطالعہ کرتے ہوئے ریاست مہاراشٹر کی تشكیل کے واقعے اور متحده مہاراشٹر تحریک پر بھی غور کیا جائے گا۔

ساتویں جماعت کے علم شہریت کے حصے میں ہم نے اس کے ان افکار و نظریات اور اقدار کا مطالعہ کیا ہے جن کا اظہار دستور سے ہوتا ہے۔ آٹھویں جماعت کے علم شہریت کے حصے میں دستور کے وضع کردہ طرزِ حکومت، انتظامیہ (عامله)، انصافِ رسانی کی مشینی (عدالتی نظام) اور اس کے طریق کا رپورٹ کیا گیا ہے۔ یعنی مذکورہ مواد کی تدرییں معاصر واقعات کی مدد سے کی جائے اور انھیں دستور کے افکار و نظریات، اقدار اور اصولوں سے مربوط کیا جائے۔

طلبہ کو اس حقیقت سے روشناس کرایا جائے کہ دستور ایک متحرک دستاویز ہے جس کے ذریعے جمہوریت اور قانون کی حکمرانی عملی شکل اختیار کرتی ہے۔ اس طرح طلبہ کے سماجی و معاشری شعور کے مزید پختہ ہونے میں مدد ہوگی۔ طلبہ کے لیے جمہوری اداروں اور ان کی مختلف سیاسی سرگرمیوں کا تعلق معلوم کرنا ممکن ہو جائے گا۔ درسی کتاب میں دیے ہوئے مواد کی مدد سے بحث و تجویض، گروہی مباحثہ، پروجیکٹ، دیواریے، ایک ہی موضوع کی مدد سے کئی سیاسی پہلوؤں کو تجھنے چیزیں سرگرمیاں طلبہ سے کروائی جاسکتی ہیں۔

درسی کتاب تیار کرتے وقت تشكیلِ علم کے نظریے پر بنی تعلیم اور عملِ مرکوز تدرییں کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس وجہ سے سبق کے متن سے متعلق اضافی اور دلچسپ معلومات چوکوں میں دی ہوئی ہے جن کے مطالعے سے طلبہ کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ اسی کے ساتھ آئیے، بحث کریں، عمل کیجیے، سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ کے آموزشی عمل کو فعال بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ طلبہ میں کارکردگی کی صلاحیت ان کی قوتِ تخلیل اور اظہار رائے کی صلاحیت میں اضافے کے نقطہ نظر سے مشق اور سرگرمیاں ترتیب دی ہوئی ہیں۔ ہر سبق کے موضوع سے متعلق اضافی معلومات فراہم کرنے کے لیے درسی کتاب میں QR Code شامل کیا گیا ہے۔ اس کا استعمال کر کے آپ اپنی تدرییں کو مؤثر بناسکتے ہیں۔

# تاریخ

## (جدید بھارت کی تاریخ)

### فہرست

نمبر شمار	سبق کا نام	صفحہ نمبر
۱	تاریخ کے مأخذ .....	۱
۲	یورپ اور بھارت .....	۵
۳	برطانوی حکومت کے اثرات .....	۱۰
۴	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی .....	۱۵
۵	سماجی اور مذہبی بیداری .....	۲۱
۶	تحریکِ آزادی کے دور کا آغاز .....	۲۵
۷	تحریک عدم تعاون .....	۳۱
۸	سوں نافرمانی کی تحریک .....	۳۶
۹	جنگِ آزادی کا آخری دور .....	۳۰
۱۰	مسلح انتقلابی تحریکیں .....	۳۵
۱۱	مساوات کی جنگ .....	۴۰
۱۲	آزادی کا حصول .....	۴۶
۱۳	جنگِ آزادی کا اختتام .....	۵۰
۱۴	ریاستِ مہاراشٹر کا قیام .....	۶۲

**S.O.I. Note :** The following foot notes are applicable : (1) © Government of India, Copyright : 2018. (2) The responsibility for the correctness of internal details rests with the publisher. (3) The territorial waters of India extend into the sea to a distance of twelve nautical miles measured from the appropriate base line. (4) The administrative headquarters of Chandigarh, Haryana and Punjab are at Chandigarh. (5) The interstate boundaries amongst Arunachal Pradesh, Assam and Meghalaya shown on this map are as interpreted from the “North-Eastern Areas (Reorganisation) Act. 1971,” but have yet to be verified. (6) The external boundaries and coastlines of India agree with the Record/Master Copy certified by Survey of India. (7) The state boundaries between Uttarakhand & Uttar Pradesh, Bihar & Jharkhand and Chattisgarh & Madhya Pradesh have not been verified by the Governments concerned. (8) The spellings of names in this map, have been taken from various sources.

## آموزشی ماحصل

آموزشی ماحصل	درس میں تجویز کردہ تعلیمی عمل
طالب علم -	طالب علم کو انفرادی طور پر / جوڑی میں / گروہ میں موقع فراہم کرنا اور انھیں درج ذیل امور کی تغییب دینا۔
08.73H.01 ٦٨٧٣ تاریخ کے مختلف مأخذ کو پہچانتا ہے اور موجودہ دور میں از سرنو تاریخ نویسی میں ان کے استعمال کی وضاحت کرتا ہے۔	• بُرُش ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہندوستانی حکمرانوں کے خاندانی جنگلوں میں مداخلت کرنا کیوں ضروری محسوس ہوا؛ اس طرح کے مختلف امور اور واقعات پر سوال پوچھنا۔
08.73H.02 ٦٨٧٣ مختلف ذرائع، مختلف علاقوں کے لیے استعمال کے گئے ناموں کی فہرست اور ان زمانوں میں وقوع ہونے والے تاریخی واقعات کی بنیاد پر جدید عہد، عہدِ سلطی، اور قدیم عہد میں موجود فرق واضح کر سکتا ہے۔	• نوآبادیاتی انتظامی مرکز اور بھارت کی جنگ آزادی کے اہم مقامات جیسے تاریخی اہمیت کے حامل مقامات کی سیر کرنا۔
08.73H.03 ٦٨٧٣ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کس طرح ایک طاقتور حکومت بن گئی اس بات کی وضاحت کرتا ہے۔	• گاندھی جی کا اہنسا کا نظریہ اور اس کا بھارت کی آزادی / قومی تحریک پر اثر۔
08.73H.04 ٦٨٧٣ مختلف علاقوں میں زراعت کی برطانوی پالیسیوں کے فرق کو واضح کرتا ہے۔ مثلاً نیل کی بغاوت۔	• بھارتی تحریک آزادی کے اہم واقعات کو ظاہر کرنے والا زمانی خط۔
08.73H.05 ٦٨٧٣ اُنیسویں صدی میں ادی واسی سماج کی ساخت اور ماحول کے تعلق کو بیان کرتا ہے۔	• چوری چوراوا قلعے پرمنی ڈراما کی پیش کش۔
08.73H.06 ٦٨٧٣ ادی واسی سماج سے متعلق برطانوی حکومت کی انتظامی پالیسیوں کی وضاحت کرتا ہے۔	• بھارت کے نقشے میں نوآبادیاتی دور میں نقدی فصلیں اگانے کی وجہ سے بر باد ہونے والے علاقے دکھانا، اس طرح کے پروجیکٹ / عملی کام / سرگرمی کا انعقاد کرنا۔
08.73H.07 ٦٨٥٧ اے کی جنگ آزادی کی اپناء، نویت اور وسعت اور اس سے حاصل ہونے والے سبق کو بیان کرتا ہے۔	• ملکی اور انگریزی تحریریں، سوانح حیات، سوانح، ناول، تصاویر، فوٹو، ہم عصر ادب، دستاویزات، اخبارات کے مضامین، ذخیرہ معلومات، فلمیں اور جدید ادب؛ اس طرح کے وسائل اُس زمانے کی مختلف تحریکوں کی تاریخ سمجھنے اور تشکیل نو کے لیے استعمال کرنا۔
08.73H.08 ٦٨٧٣ برطانوی سامراج میں قدیم، شہری اور تجارتی مرکز اور دستکاری پرمنی صنعتوں کا زوال اور نئے شہری تجارتی مرکز اور صنعتوں کے عروج کا تجزیہ کرتا ہے۔	• خود قدر پیائی کے لیے تدریس تحقیقی و تحلیلی اور تجزیاتی سوالات کی (مثلاً پلاسی کی جنگ کی وجود ہات کیا تھیں؟) پہچان کرنا۔
08.73H.09 ٦٨٧٣ بھارت میں نئے تعلیمی نظام کے اداروں کی بنیاد کس طرح پڑی، اس کی وضاحت کرتا ہے۔	
08.73H.10 ٦٨٧٣ ذات پات کا نظام، خواتین کا مقام، بیواؤں کی دوبارہ شادی، بچپن کی شادی، سماجی اصلاح اور ان مسائل سے متعلق انگریزوں کی پالیسیوں اور قوانین کا تجزیہ کرتا ہے۔	
08.73H.11 ٦٨٧٣ فنون لطیفہ سے متعلق جدید زمانے میں ہوئی اہم تبدیلیوں کا خاکہ بیان کرتا ہے۔	
08.73H.12 ٦٨٧٠ اے سے آزادی تک کے بھارتی قومی تحریک کے سفر کا جائزہ لیتا ہے۔	
08.73H.13 ٦٨٧٣ قومی تغیر کے عمل میں خصوصی عوامل کا تجزیہ کرتا ہے۔	

# ۱۔ تاریخ کے مأخذ

کیا آپ جانتے ہیں؟



**عجائب گھر اور تاریخ :** عجائب گھروں میں مختلف اشیا، تصاویر، فوٹو وغیرہ محفوظ رکھے جاتے ہیں جن سے تاریخ کا مطالعہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ پونہ کے آغا خان پیلس میں گاندھی میموریل میوزیم میں مہاتما گاندھی کے استعمال کی کئی چیزیں اور کاغذات دیکھنے کو ملتے ہیں۔



آغا خان پیلس، پونہ

**مجسمے اور یادگاریں :** آزادی سے قبل اور آزادی کے بعد عہد میں کئی شخصیات کی یادگاریں مجسمے کی شکل میں قائم کی گئی ہیں۔ یہ مجسمے بھی جدید بھارت کی تاریخ کے مطالعے کے نقطہ نظر سے اہمیت کے حامل ہیں۔ مختلف مجسموں کے ذریعے اس زمانے کے حکمرانوں اور سماج کے محترم افراد کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہے۔ جس شخص کا مجسمہ ہے اس کا پورا نام، ولادت اور وفات کی تاریخ، اس کے کاموں کا مختصر احوال، حالاتِ زندگی کی معلومات ایک تختی پر تحریر ہوتی ہے۔ مہاتما جیوتی راؤ پھلے، لوکمانیہ تک، ڈاکٹر بابا صاحب امبدیکر کے مجسموں کی طرح مختلف واقعات کی یاد میں تعمیر کی گئی یادگاریں بھی متعلقہ واقعہ، واقعہ کا

ہم قدیم بھارت اور عہدِ وسطیٰ کے بھارت کی تاریخ کے مأخذوں کا مطالعہ کرچکے ہیں۔ اس سال ہم جدید بھارت کی تاریخ کے مأخذوں کا مطالعہ کریں گے۔ تاریخ کے مأخذوں میں طبعی، تحریری اور زبانی مأخذ شامل ہیں۔ اسی طرح جدید تکنالوجی پر بنی سمعی، بصری اور سمعی و بصری مأخذ بھی شامل ہیں۔

**طبعی مأخذ :** تاریخ کے طبعی مأخذ میں مختلف اشیا، عمارتوں، سکوں، مجسموں، مہروں وغیرہ کو شامل کر سکتے ہیں۔

**عمارتیں اور تعمیرات :** جدید بھارت کی تاریخ کا عہد یورپی بالخصوص برطانوی حکومت اور دلیسی ریاستوں کا دورِ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس دور میں مختلف عمارتیں، پل، سڑکیں، پانی کی سسیلیں، فوارے وغیرہ تعمیر کیے گئے۔ ان عمارتوں میں انتظامی دفاتر، افسران، رہنماؤں اور انقلابیوں کی رہائش گاہیں، دلیسی ریاستوں کے حکمرانوں کے محلات (رجواڑے)، قلعے، جیل جیسی عمارتیں شامل ہیں۔ ان تعمیرات میں سے کئی عمارتیں آج بھی اچھی حالت میں نظر آتی ہیں۔ بعض عمارتوں کو قومی یادگار قرار دیا گیا ہے جبکہ کچھ عمارتوں کو عجائب گھر بنادیا گیا ہے۔ مثلاً اندمان میں سیلوار جیل۔

ان تعمیرات کو دیکھنے کے بعد ہمیں اس دور کی تاریخ، فنِ تعمیر، عمارت کی نوعیت سے اس زمانے کی معاشی خوشحالی کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہے۔ جیسے اندمان کی سیلوار جیل کی سیر کرنے پر سواترٹر ویرساور کر کے انقلابی کاموں، بنیان کے بھون یا اوردھا میں سیوا گرام آشرم دیکھنے پر مہاتما گاندھی کے دور کی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

وشنو شاستری چپلو نکر کے ماہنامے 'عیندھ مالا' اور لوک ہت وادی عرف گو پال ہری دیشمنگھ نے 'پر بھا کر' نامی ہفت روزے میں لکھے گئے 'سو خطوط' کے ذریعے مختلف سماجی اور تہذیبی موضوعات پر اظہارِ خیال کیا ہے۔

## آئیے، جان لیں...

### ڈاکٹر بابا صاحب امبدیڈ کراور اخبارات : ڈاکٹر بابا

صاحب امبدیڈ کرنے جنوری ۱۹۲۰ء میں 'ماؤک ناٹک' نامی پندرہ روزہ شروع کیا لیکن انھیں اعلیٰ تعلیم کے لیے برطانیہ جانا پڑا جس کی وجہ سے وہ اس اخبار کو اپنے ساتھیوں کے سپرد کر گئے۔ ڈاکٹر بابا صاحب امبدیڈ کرنے اپریل ۱۹۲۷ء میں بھی شکرت بھارت نامی اخبار شروع کیا۔ انھوں نے عام لوگوں کو بیدار کرنے اور منظم کرنے کے لیے اس اخبار میں مضامین لکھے۔ اس کے علاوہ انھوں نے 'جننا' اور 'پر بدھ بھارت' نامی مزید دو اخبار جاری کیے۔



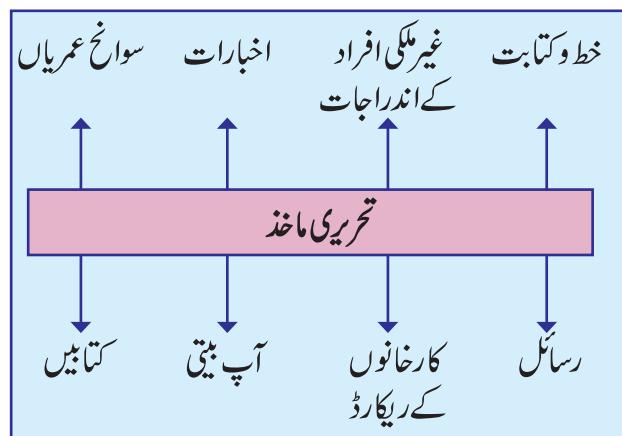
**نقشوں کو بھی تاریخ کا اہم مأخذ تسلیم کیا جاتا ہے۔** نقشوں کی وجہ سے ہم شہروں یا کسی مخصوص مقام کی تبدیل ہوتی نوعیت کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ برطانوی دور میں قائم شدہ ایک آزاد ملکہ 'سرودے آف انڈیا' نے بھارت، بھارت کے مختلف صوبوں اور شہروں کا سائنسنک طریقے سے جائزہ لے کر نقشے تیار کیے ہیں۔ نقشوں کی طرح ماہر تعمیرات (آرکیٹیکٹ) کے تیار کردہ خاکے بھی فنِ عمارت سازی نیز کسی حصے کی ترقی کے

زمانہ، اس واقعے سے جڑے ہوئے افراد وغیرہ کی معلومات فراہم کرتی ہیں۔ مثلاً مختلف مقامات پر شہیدوں کی یادگاریں۔

### عمل کیجیے۔

آپ کے قرب و جوار میں موجود یادگاروں اور مجسموں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔ اس واقعے یا شخص کے بارے میں جو معلومات حاصل ہو، اس کا اندرجایہ کیجیے۔

**تحریری مأخذ :** جدید بھارت کی تاریخ کے تحریری مأخذ میں درج ذیل وسائل شامل ہیں۔



**اخبارات و رسائل :** اخبارات سے عصری واقعات سے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ واقعہ کا جامع تجزیہ، محترم شخصیات کی موافق و مخالف رائے، اداریے شائع ہوتے ہیں۔ ہمیں ان کے ذریعے اس زمانے کی سیاسی، سماجی، معاشی اور تہذیبی تبدیلیوں کی معلومات حاصل ہوتی ہے۔ آزادی سے قبل کے دور میں گیانووے، گیان پر کاش، کیسری، دین بندھو، امرت بازار پتھریکا جیسے اخبارات عمومی بیداری کے اہم ذرائع تھے۔ ان اخبارات کے ذریعے ہم برطانوی حکومت کی بھارت سے متعلق پالیسیوں اور ان کے بھارت پر ہونے والے اثرات کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ برطانوی دور میں اخبارات صرف سیاسی نہیں بلکہ سماجی بیداری کے وسیلے کے طور پر بھی کام کر رہے تھے۔

حصولہ بیدار کرنے کے لیے ان پوواڑوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ جنگ آزادی کی طرح ستیہ شودھک سماج نے پوواڑوں کے ذریعے پچھڑے طبقے میں بیداری پیدا کرنے، متحده مہاراشٹر کی جدوجہد جیسے واقعات پر بنی پوواڑے لکھے ہیں۔

### سمی، بصری اور سمی و بصری مأخذ :

مکان لو جی کی ترقی کی وجہ سے فوٹو گرافی، آواز کی ریکارڈنگ، فلم وغیرہ فنون کا ارتقا ہوا۔ اس سے تیار ہونے والے فوٹو، ریکارڈس، فلم کا استعمال تاریخ کے مأخذ کے طور پر کیا جاتا ہے۔

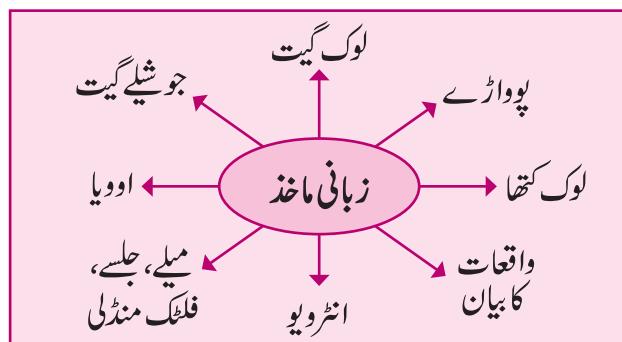
### فوٹو :

فوٹو جدید بھارت کی تاریخ کا بصری مأخذ ہے۔ فوٹو گرافی کے فن کی ایجاد کے بعد مختلف افراد، واقعات نیز اشیا اور عمارتوں کے فوٹو اُتارے جانے لگے۔ فوٹو کے ذریعے فرد اور واقعہ جیسا تھا یا وقوع پذیر ہوا، اس کے منظر کی صورت میں معلومات حاصل ہوتی ہے۔ عہد و سلطی میں انسان کیسا دکھائی دیتا تھا یا واقعہ کس طرح رونما ہوا، ان کی تصویریں دستیاب ہیں لیکن ان تصویروں کے قابل اعتبار ہونے پر سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں فوٹو نہایت قابل اعتبار تسلیم کیے جاتے ہیں۔ انسان کے فوٹو سے پتا چلتا ہے کہ وہ کیسا دکھائی دیتا تھا اور اس کا پہناؤ کیسا تھا۔ کسی واقعہ کے فوٹو سے وہ واقعہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اسی طرح عمارتوں یا اشیا کے فوٹو سے اس کی شکل و صورت سمجھ میں آتی ہے۔

**ریکارڈس :** فوٹو گرافی کے فن کی طرح آواز کو ریکارڈ کرنے کے آلات کی ایجاد بھی اہم ہے۔ ریکارڈس تاریخ کے سمعی مأخذ ہیں۔ موجودہ عہد کے لیڈروں یا اہم افراد کی تقریریں، گیت ریکارڈ کی شکل میں دستیاب ہیں۔ ان کا استعمال تاریخ کے مأخذ کے طور پر کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً خود را بندرا ناخ ٹیگور کا گایا ہوا راشٹر گیت 'جن گن من' یا سجاش چندر بوس کی تقریر کا استعمال جدید بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے لیے سمعی مأخذ کے طور پر کر سکتے ہیں۔

مراحل کو سمجھنے کے نقطہ نظر سے اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً ممبئی پورٹ ٹرسٹ کے پاس ممبئی بندراگاہ کے پہلے پہل تیار کردہ خاکے ہیں۔ آگے چل کر بندراگاہ کو ترقی دینے کے لیے ماہر تعمیرات اور انجینئروں کے تیار کردہ خاکوں کی مدد سے ممبئی شہر کی ترقی کی معلومات حاصل ہو سکتی ہے۔

**زبانی مأخذ :** جدید بھارت کی تاریخ کے زبانی مأخذوں میں درج ذیل وسائل شامل ہیں۔



**جو شیلے گیت :** تحریک آزادی کے دور میں کئی جوشیلے گیت لکھے گئے۔ ان میں سے کئی گیت آج تحریری شکل میں موجود ہیں لیکن کئی غیر مطبوعہ جوشیلے گیت مجاہدین آزادی کو زبانی یاد ہیں۔ ان جوشیلے گیتوں سے آزادی سے قبل کے حالات اور آزادی کی تحریک کے پس پشت ترغیب کی معلومات حاصل ہوتی ہے۔

**پوواڑے :** پوواڑے کے ذریعے تاریخی واقعات نیز کسی فرد کے کاموں کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہے۔ برطانوی دور میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی، مختلف انقلابیوں کے دلیرانہ کارناموں پر بنی پوواڑے لکھے گئے۔ لوگوں میں تحریک اور



بھارت کی آزادی کی تحریک کے زمانے سے متعلق جوشیلے گیتوں اور پوواڑوں کو جمع کر کے انھیں پیش کیجیے۔

دستیاب ہیں۔ اس زمانے کے طبعی (ماڈے) ماذد بڑی حد تک اچھی حالت میں ہیں۔ محافظ خانے (آر کا یوز) میں حفاظت سے رکھے ہوئے کئی تحریری ماذد بھی موجود ہیں۔ تحریری ماذدوں کو استعمال کرتے ہوئے جانچ کرنا پڑتی ہے کہ اس میں مذکور خیال کن خیالات سے متاثر ہے اور ماذد تیار کرنے والے کا کسی واقعہ کو دیکھنے کا نقطہ نظر کیا ہے۔ ایسے ماذدوں کی نگہداشت بہت ضروری ہے۔ تاریخی ماذدوں کی حفاظت کرنے کی وجہ سے ہم تاریخ کا یہ زبردست ورثہ اپنی اگلی نسل کے سپرد کر سکیں گے۔

**فلم :** فلم کو جدید تکنالوجی کی غیر معمولی ایجاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ بیسویں صدی میں فلم کی تکنیک میں بڑے پیمانے پر ترقی ہوئی۔ دادا صاحب پھاٹکے نے ۱۹۱۳ء میں بھارت کی فلمی دنیا کا آغاز کیا۔ بھارت کی جنگِ آزادی کے تاریخی واقعات جیسے دانڈی یا ترا، نمک کا ستیہ گرہ، بھارت چھوڑ و تحریک کے کیسٹ دستیاب ہیں۔ ان کیسٹوں کی وجہ سے وقوع پذیر واقعہ ہمیں جوں کا توں دیکھنے کو ملتا ہے۔

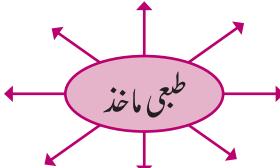
قدیم اور عہدِ وسطیٰ کے مقابلے میں جدید بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے لیے بڑی تعداد میں اور مختلف قسم کے ماذد

## مشق

### (۳) نوٹ لکھیے۔

- ۱۔ فوٹو
- ۲۔ عجائب گھر اور تاریخ
- ۳۔ سمی ماذد

### (۴) درج ذیل تصوّراتی خاکہ مکمل کیجیے۔



### سرگرمی

- ۱۔ انٹرنیٹ کی مدد سے بھارت کی جنگِ آزادی کے مختلف واقعات کے فوٹو جمع کیجیے۔
- ۲۔ جنگِ آزادی کے مشہور رہنماؤں اور ان کی سوانح عمریوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ان کا مطالعہ کیجیے۔



A1274I

### (۱) صحیح تبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

- ۱۔ تاریخ کے ماذدوں میں سے ..... ماذد جدید

تکنالوجی پر منی ہے۔

### (الف) تحریری (ب) زبانی

### (ج) طبعی (د) سمی و بصری

- ۲۔ پونہ کے ..... میں مہاتما گاندھی میموریل میوزیم میں گاندھی جی کی تاریخ سے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہے۔

### (الف) آغا خان پیلس (ب) سامر متی آشرم

### (ج) سیلوار جیل (د) لکشمی و لاس پیلس

- ۳۔ بیسویں صدی میں جدید تکنالوجی کی غیر معمولی ایجاد

..... ہے۔

### (الف) پوواڑا (ب) تصاویری

### (ج) انٹرویو (د) فلم

### (۲) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ برطانوی دور میں اخبارات سماجی بیداری کے وسائل کی حیثیت سے بھی کام کر رہے تھے۔

- ۲۔ فوٹو کو جدید بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے لیے نہایت قابل اعتبار ماذد تسلیم کیا جاتا ہے۔

## ۲۔ یورپ اور بھارت

دکھائی دیتے ہیں۔ نشاة الثانیہ کے عہد میں فنونِ لطیفہ اور ادب کے ذریعے انسانی جذبات اور احساسات کی عکاسی ہونے لگی۔ مقامی زبانوں میں ایسا ادب تخلیق ہونے لگا جسے عوام سمجھ سکیں۔ تقریباً ۱۸۵۰ء میں جرمی کے جوانس گیٹن برگ نے چھپائی کی مشین ایجاد کی۔ چھپائی کی ایجاد کی وجہ سے سماج میں ہر فرد تک نئے افکار، نئے تصورات اور علوم پہنچنے لگے۔

**مذہبی اصلاح کی تحریک :** عقل کی بنیاد پر آزادانہ طور پر غور و فکر کرنے والے مفکرین نے رومان کیتھولک چرچ کے قدیم مذہبی تصورات کی شدید مخالفت کی۔ عیسائی مذہبی پیشواؤں نے عوام کی علمی کافائندہ اٹھا کر ان پر رسومات کا بوجھ لا دیا تھا۔ وہ مذہب کے نام پر لوگوں کو لوٹتے تھے۔ ان کے خلاف یورپ میں جو تحریک شروع ہوئی اسے مذہبی اصلاح کی تحریک کہتے ہیں۔ اس تحریک کے نتیجے میں مذہب میں انسانی آزادی اور عقلیت پسندی کو اہمیت حاصل ہوئی۔

**جغرافیائی دریافتیں :** ۱۸۵۳ء میں عثمانی ترکوں نے بازنطینی حکومت (مشرقی رومی سامراجیت) کا دارالخلافہ قسطنطینیہ (استنبول) فتح کر لیا۔ اس شہر سے ایشیا اور یورپ کو ملانے والا خشکی کا تجارتی راستہ گزرتا تھا۔ ترکوں نے اس راستے کو بند کر دیا تو یورپی ممالک کے لیے ایشیا کی طرف جانے کے لیے نئے راستے تلاش کرنا ضروری ہو گیا۔ اسی سے جغرافیائی دریافتیں کا نیا سلسلہ شروع ہوا۔



**جغرافیائی دریافت :** پندرہویں صدی میں یورپی جہاز راں بھارت کی طرف جانے والے آبی راستے تلاش کرنے کے لیے بحری سفر پر روانہ ہوئے۔

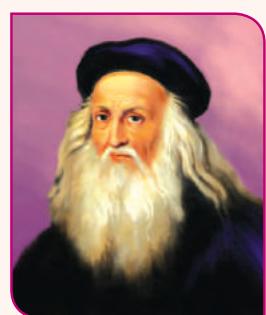
جدید دور میں یورپ میں ہونے والی تبدیلیوں کے اثرات بھارت پر مرتب ہو رہے تھے۔ اس وجہ سے جدید بھارت کی تاریخ کے عہد کا مطالعہ کرتے وقت اس وقت کے یورپ میں موقع پذیر واقعات کا مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔

**نشاة الثانیہ کا دور :** یورپ کی تاریخ میں عہدِ وسطیٰ کے آخری مرحلے یعنی تیرہویں صدی سے سوٹھویں صدی میں احیائے علوم، مذہبی اصلاح کی تحریک اور جغرافیائی دریافتیں جیسے واقعات کی وجہ سے جدید دور کی بنیاد پڑی۔ اسی بنا پر اس دور کو ”نشاة الثانیہ کا دور“ کہتے ہیں۔

نشاة الثانیہ کے دور میں یورپ میں فنونِ لطیفہ، فنِ تعمیر، فلسفہ وغیرہ کے شعبوں میں یونانی اور رومی روایات نے دوبارہ زندگی پائی۔ اس سے ہم جہت ترقی کو تحریک ملی۔ نشاة الثانیہ کے دور میں انسان دوستی کو فروغ حاصل ہوا۔ انسان کا دوسرا انسانوں کے تینیں زاویہ نظر تبدیل ہوا۔ مذہب کی بجائے انسان تمام افکار و خیالات کا مرکز و محور بن گیا۔

**لیونارڈو-دا-وچی :** اسے نشاة الثانیہ کے دور کی

ہشت پہلو شخصیت مانا جاتا ہے۔ وہ سنگ تراشی، فنِ تعمیر، ریاضی، انجینئرنگ، موسیقی، فلکلیات جیسے مختلف علوم و فنون میں ماہر تھے لیکن انھیں مصور



کی حیثیت سے عالمی شهرت حاصل ہوئی۔ ان کی ”مونالیزا“ اور ”د لاست سپر“ نامی پینٹنگ لافانی ہیں۔

نشاة الثانیہ کی تحریک نے زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کیا۔ ہمیں علم، سائنس اور مختلف فنون کے شعبوں میں اس کے اثرات

آف رائٹس کے ذریعے بادشاہ کے اختیارات کو محدود کر دیا گیا اور پارلیمنٹ کا اقتدار قائم ہو گیا۔

**امریکہ کی جنگ آزادی :** یورپ میں ہونے والی انقلابی تبدیلیوں کے پس منظر میں امریکہ کی جنگ آزادی پر بھی غور کرنا اہم ہے۔ براعظم امریکہ کی دریافت کے بعد یورپی ممالک اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ سامراجی یورپی ممالک نے براعظم امریکہ کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی نوآبادیات قائم کیں۔ انگلستان نے شمالی امریکہ کے مشرقی ساحلی علاقے میں تیرہ نوآبادیات قائم کیں۔ ابتدا میں انگلستان کو نوآبادیات پر برائے نام بالادستی حاصل تھی لیکن آگے چل کر انگلستان کی پارلیمنٹ نے امریکی نوآبادیات پر کڑی بندشیں اور ٹیکس عائد کرنا شروع کر دیا۔ امریکی نوآبادیات کے آزادی پسند عوام نے اس کی مخالفت کی۔ انگلستان نے نوآبادیات کو دبانے کے لیے ان کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ امریکی نوآبادیات نے جارج واشنگٹن کی قیادت میں فوج کو منظم کر کے مزاحمت کی۔ آخر کار اس جنگ میں نوآبادیات کی فوج کو فتح حاصل ہوئی۔ اس واقعے کو امریکہ کی بنیاد ڈالی جاتا ہے۔ نوآبادیات نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی بنیاد ڈالی جس نے وفاقی طرز حکومت اختیار کیا۔ تحریری دستور اور جمهوری نظام والا یہ پہلا ملک وجود میں آیا۔

**انقلاب فرانس :** ۱۷۸۹ء میں فرانس کے باشندوں نے وہاں کی مطلق العنوان بادشاہت اور جاگیر دارانہ نظام کے خلاف بغاوت کر دی اور عوامی جمہوریہ کی بنیاد ڈالی۔ اس واقعے کو انقلاب فرانس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ انقلاب فرانس نے دنیا کو آزادی، مساوات اور اخوت جیسے اقدار کا تحفہ دیا۔ دنیا کی تاریخ کے سیاسی انقلاب میں امریکہ کی جنگ آزادی اور فرانس کے سیاسی انقلاب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

**صنعتی انقلاب :** یورپ میں اٹھارہویں صدی کے

- ۱۷۸۷ء میں پرتگالی جہاز راں بار تھاومیوڈ اس بھارت کی تلاش میں نکلا لیکن وہ افریقہ کے جنوبی کنارے تک

یعنی کیپ آف گلڈ ہوپ (راسِ امید) تک پہنچا۔

- ۱۷۹۲ء میں مغربی جانب جا کر بھارت کی تلاش میں کرسٹوفر کلمبیس براعظم امریکہ کے مشرقی ساحل پر جا پہنچا۔

- پرتگالی جہاز راں واسکوڈی گاما افریقہ کے جنوبی سرے کا چکر لگا کر بھارت کے مغربی ساحل پر کالی کٹ کی بندرگاہ پر ۱۷۹۸ء میں پہنچا۔

### عمل کیجیے۔



- دنیا کے نقشے کے خاکے میں جہاز رانوں کے دریافت کردہ نئے بحیری راستے اور علاقے دیکھائیے۔

**یورپ میں فکری انقلاب :** نشاة الثانیہ کے دور میں ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے یورپ کی عہدہ سلطی سے عہدہ جدید کی طرف پیش رفت شروع ہوئی۔ اسی زمانے میں یورپ میں فکری انقلاب آیا۔ سماج قدیم جہالت اور توہم پرستی کے دائرے سے باہر نکلنے لگا۔ مررّوجه رسم و رواج، روایات اور وقوع پذیر واقعات کو تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھنے لگے۔ ان ساری تبدیلیوں کو 'فکری انقلاب' کہا جاتا ہے۔ اس فکری انقلاب سے یورپ میں سائنس کے شعبے میں تحقیقی عمل کو فروغ ہوا۔

**سیاسی شعبے میں انقلاب :** جدید دور کے ابتدائی مرحلے میں یورپ میں کئی سیاسی تبدیلیاں ہوئیں۔ اٹھارہویں اور انینیسویں صدی میں رونما ہونے والے کئی انقلابی واقعات کی وجہ سے اس دور کو 'عہدہ انقلاب' یعنی 'انقلاب کا دور' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس دور میں انگلینڈ میں پارلیمانی جمہوریت کی نشوونما ہوئی۔ کابینی طریقے کی نوعیت میں تبدیلی ہوئی۔ ۱۶۸۹ء کے بل

سیاسی تسلط قائم کرنا ”نوآبادیات“ ہے۔ یورپی ملکوں کے اسی نوآبادیاتی رجحان سے سامراجیت وجود میں آئی۔

**سامراجیت :** ترقی یافتہ ملک کے غیر ترقی یافتہ ملک پر اپنا تسلیم قائم کرنے اور کئی نوآبادیاں قائم کرنے کو سامراجیت، کہتے ہیں۔ براعظم ایشیا اور افریقہ کے کئی ممالک یورپی ملکوں کی اسی سامراجی خواہشات کی بھینٹ چڑھ گئے۔

### برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کی بھارت میں سامراجیت:

بھارت میں تجارتی اجراء داری حاصل کرنے کے لیے یورپی حکومتوں میں سخت مقابلہ آرائی ہوئی۔ ۱۸۰۰ء میں انگریزوں نے بھارت سے تجارت کرنے کے لیے برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی تھی۔ اس کمپنی نے شہنشاہ جہانگیر سے اجازت نامہ حاصل کر کے سورت میں اپنی تجارتی کوٹھی قائم کی۔ اس کمپنی کے توسط سے بھارت سے انگلستان کی تجارت ہوتی تھی۔

**انگریزوں اور فرانسیسیوں میں تصادم :** بھارت میں تجارتی مقابلہ آرائی میں انگریز اور فرانسیسی ایک دوسرے کے حریف تھے۔ اس مقابلہ آرائی کی وجہ سے انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان تین جنگیں ہوئیں۔ ان جنگوں کو کرناٹک کی جنگیں کہتے ہیں۔ کرناٹک کی تیسرا جنگ میں انگریزوں نے فرانسیسیوں کو فیصلہ کن شکست دی۔ اس طرح بھارت میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقابلہ کوئی طاقتور یورپی حریف باقی نہ رہا۔

**بنگال میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار کی بنیاد :** بنگال بھارت کا انتہائی خوشحال صوبہ تھا۔ ۱۸۵۶ء میں سراج الدولہ بنگال کے نواب بن گئے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسران مغل بادشاہ کی جانب سے صوبہ بنگال میں حاصل تجارتی مراعات کا ناجائز فائدہ اٹھانے لگے۔ انگریزوں نے نواب کی اجازت کے بغیر کوکاتا میں اپنی تجارتی کوٹھیوں کے گرفتاری میں بنا ڈالیں۔ اس وجہ سے سراج الدولہ نے انگریزوں پر حملہ کر کے

نصف آخر میں صنعتی شعبوں میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ بھاپ کی قوت سے چلنے والی مشینوں کی مدد سے پیداوار ہونے لگی۔ چھوٹی گھریلو صنعتوں کی جگہ بڑے کارخانوں نے لمبی۔ دستی کرگھوں کی بجائے مشینی کرگھوں کا استعمال شروع ہوا۔ بھاپ سے چلنے والی ریل گاڑیوں اور دخانی کشتیوں جیسے نقل و حمل کے نئے ذرائع کا استعمال ہونے لگا۔ اس طرح مشینی دور کا آغاز ہو گیا۔ اسی کو صنعتی انقلاب کہتے ہیں۔

صنعتی انقلاب انگلستان میں شروع ہوا اور بدر تر مغربی دنیا میں پھیل گیا۔ اس زمانے میں انگلستان میں یہ صنعتی عروج اتنا زبردست ہوا کہ اسے دنیا کا کارخانہ کہا جانے لگا۔

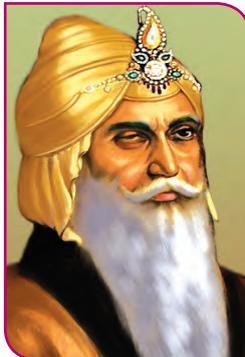
**سرمایہ داری کا آغاز :** نئے بحری راستوں کی دریافت کے بعد یورپ اور ایشیا کے ملکوں کے درمیان تجارت کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ بحری راستے سے مشرقی ممالک سے تجارت کرنے کے لیے کئی تاجر آگئے لیکن ایک تاجر کے لیے جہاز سے مال دوسرے ملک میں بھیجننا ممکن نہیں تھا۔ اس وجہ سے کئی تاجریوں نے مل کر تجارت شروع کی۔ اس سے بڑے سرمایہ والی تجارتی کمپنیاں وجود میں آئیں۔ مشرقی ملکوں سے کی جانے والی تجارت نفع بخش تھی۔ اس تجارت سے ملک کی معاشی خوشحالی میں اضافہ ہونے لگا۔ اس بنا پر یورپ کے حکمران تجارتی کمپنیوں کو فوجی تحفظ اور تجارتی سہولتیں دینے لگے۔ تجارت کی وجہ سے یورپی ملکوں میں دولت میں اضافہ ہونے لگا۔ اس دولت کا استعمال سرمایہ کی شکل میں تجارت اور صنعتی کاروبار میں کیا جانے لگا۔ اس وجہ سے یورپی ملکوں میں سرمایہ دارانہ معیشت وجود میں آئی۔

**نوآبادیات :** کسی ایک ملک کے کچھ لوگوں کا دوسرے زمینی علاقے کے کسی مخصوص حصے پر بستی بسانا ”نوآبادیات قائم کرنا“ کہلاتا ہے۔ معاشی اور فوجی نقطہ نظر سے طاقتور ملک کا اپنی طاقت کے بل پر کسی زمینی علاقے پر قبضہ کرنا اور اس جگہ اپنا

رکھی۔ آخر کار ۱۸۹۷ء میں سر زنگا پٹنم کی لڑائی میں ٹیپو سلطان شہید ہو گئے اور ریاست میسور پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

**سنده پر انگریزوں کا قبضہ :** بھارت میں اپنی حکومت کو محفوظ کرنے کے لیے انگریز شمال مغربی سرحد کی جانب متوجہ ہوئے۔ انھیں خطرہ تھا کہ روس کہیں افغانستان کے راستے سے بھارت پر حملہ نہ کر دے اس لیے انگریزوں نے افغانستان پر اپنا سلطنت قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ افغانستان جانے والا راستہ سنده سے ہو کر گزرتا تھا۔ سنده کی اس اہمیت کے پیش نظر انگریز سنده کی جانب متوجہ ہوئے اور ۱۸۳۴ء میں سنده پر قبضہ کر لیا۔

**سکھ حکومت کا خاتمہ :** اُنیسویں صدی کے آغاز میں صوبہ پنجاب میں رنجیت سکھ کی حکومت تھی۔ رنجیت سکھ کے انتقال کے بعد ان کا نابالغ بیٹا دلیپ سکھ تخت نشین ہوا۔ اس کی جانب سے اس کی ماں رانی جدن حکومت کا کاروبار سنبھالنے لگیں لیکن سرداروں پر اپنی گرفت قائم نہ رکھ سکیں۔ اس موقع کا فائدہ اٹھا کر



رنجیت سکھ

انگریزوں نے چند سکھ سرداروں کو ورغلایا۔ سکھوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ انگریز پنجاب پر حملہ کرنے والے ہیں، اس لیے سکھوں نے خود ہی انگریزوں پر حملہ کر دیا۔ سکھوں اور انگریزوں کی اس پہلی جنگ میں سکھوں کو شکست ہوئی۔ انگریزوں نے دلیپ سکھ کو گدی پر برقرار رکھا۔ آزادی کے متواں بعض سکھوں کو پنجاب پر انگریزوں کا بڑھتا ہوا اثر و رسوخ منظور نہ تھا۔ ملتان کے افسر مول راج نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ ہزاروں سکھ فوجی انگریزوں کے خلاف جنگ میں شامل ہو گئے۔ اس دوسری جنگ میں بھی سکھوں کو شکست ہوئی۔ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے صوبہ پنجاب کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔

مراٹھوں کی حکومت بھارت کی ایک اہم اور طاقتور حکومت

کو کاتا کی کوٹھی پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعے کے سبب انگریزوں میں بے چینی پیدا ہوئی۔ رابرٹ کلائیو نے نواب کے سپہ سالار میر جعفر کو نواب کی گدی کا لائچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ ۱۸۵۷ء میں پلاسی کے مقام پر نواب سراج الدولہ اور انگریز فوج میں جنگ ہوئی لیکن نواب کی فوج کا جو حصہ میر جعفر کی قیادت میں تھا، اس نے جنگ میں شرکت ہی نہیں کی جس کی وجہ سے سراج الدولہ کو شکست ہوئی۔

انگریزوں کی پشت پناہی کے سبب میر جعفر بنگال کا نواب بننا۔ بعد میں انگریزوں کی مخالفت کرنے پر اس کے داماد میر قاسم کو نواب بنادیا گیا۔ میر قاسم نے انگریزوں کی غیر قانونی تجارت پر روک لگانے کی کوشش کی تو انگریزوں نے اسے ہٹا کر میر جعفر کو دوبارہ نواب بنادیا۔

بنگال میں انگریزوں کی سرگرمیوں پر لگام کرنے کے لیے میر قاسم، اودھ کے نواب شجاع الدولہ اور مغل بادشاہ شاہ عالم متحد ہو کر انگریزوں کے مقابل ہوئے۔ ۱۸۶۲ء میں بہار میں بکسر کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اس جنگ کے بعد اللہ آباد معاهدے کے تحت صوبہ بنگال میں دیوانی یعنی محصول (لگان) وصول کرنے کا حق برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کو مل گیا۔ اس طرح بھارت میں انگریز حکومت کی بنیاد بنگال میں رکھی گئی۔

**انگریزوں اور میسور میں جنگ :** میسور ریاست کے



شہید ٹیپو سلطان

حیدر علی نے حملہ کر کے ریاست کا کاروبار اپنے قبضے میں کر لیا۔ حیدر علی کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے ٹیپو سلطان میسور کے تخت پر بیٹھے۔ انھوں نے انگریزوں کے خلاف جنگ جاری کیے۔

تھی۔ مراٹھوں کو شکست دے کر انگریزوں نے بھارت میں کس طرح اپنی حکومت کی بنیاد کو مضمونت کیا اس کے بارے میں ہم اگلے سبق میں پڑھیں گے۔

## مشق

۲۔ یورپی ممالک کو ایشیا کی طرف جانے والے نئے راستے دریافت کرنا ضروری محسوس ہونے لگا۔

۳۔ یورپ کے حکمران تجارتی کمپنیوں کو فوجی تحفظ اور تجارتی سہولتیں دینے لگے۔

(۲) سبق کی مدد سے درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

کام	جہاز راں
افریقہ کے جنوبی سرے تک پہنچا۔	.....
.....	کرسٹوفر کلمبس
بھارت کے مغربی ساحل پر کالی کٹ بندرگاہ پر پہنچا۔	.....

## سرگرمی

حوالہ جاتی کتابوں اور اشہرنیت کی مدد سے نشۃ الثانیہ کے دور کے مشہور مصوروں، ادیبوں، سائنس دانوں کے کارناموں کے بارے میں معلومات اور تصاویر حاصل کر کے جماعت میں پیش کیجیے۔



(۱) صحیح مقابلہ کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ ۱۸۵۳ء میں عثمانی ترکوں نے ..... شہر کو فتح کر لیا۔

(الف) وینس (ب) قسطنطینیہ

(ج) روم (د) پیرس

۲۔ صنعتی انقلاب کا آغاز ..... میں ہوا۔

(الف) انگلستان (ب) فرانس

(ج) اٹلی (د) پرتگال

۳۔ انگریزوں کی غیر قانونی تجارت پر ..... نے روک لگانے کی کوشش کی۔

(الف) سراج الدولہ (ب) میر قاسم

(ج) میر جعفر (د) شاہ عالم

(۲) درج ذیل تصوّرات کو واضح کیجیے۔

۱۔ نوآبادیات ۲۔ سامر اجیت

۳۔ دور نشۃ الثانیہ

۴۔ سرمایہ داری

(۳) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ پلاسی کی جنگ میں سراج الدولہ کو شکست ہوئی۔

## ۳۔ برطانوی حکومت کے اثرات

ریاست میں انگریز فوج تعینات کرنا ہوگا، معینہ فوج کے اخراجات کے لیے کمپنی کو نقد رقم یا اس کے برابر آمدی والا علاقہ دینا ہوگا، دیسی حکمران اپنے آپ کے معاملات انگریزوں کی شاشی سے طے کریں گے، اپنے دربار میں انگریز ریزیڈنٹ (نمایمند) رکھنا ہوگا۔ بھارت کے بعض حکمرانوں نے اس طریقے کو قبول کر لیا اور اپنی آزادی گنو بیٹھے۔

۱۸۰۲ء میں پیشووا باجی راؤ دوم نے انگریزوں سے معینہ فوج کا معاهدہ کر لیا۔ یہ وسیع معاهدہ کے نام سے مشہور ہے لیکن بعض مراثا سرداروں کو یہ معاهدہ منظور نہ تھا اس لیے دوسرا مراثا۔ انگریز جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں فتح پانے کے بعد مراثا حکومت میں انگریزوں کی دخل اندازی بڑھنے لگی۔ آخر تنگ آ کر باجی راؤ دوم نے انگریزوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ اس جنگ میں انھیں شکست ہوئی۔ ۱۸۱۸ء میں انھوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس دوران مغلیہ سلطنت کی راجدھانی دہلی عملًا دولت راؤ شندے کی زیر نگرانی تھی۔ شندے کی فوج کو شکست دے کر جزل لیک نے مغل بادشاہ کو قبضے میں لے کر ہندوستان کو فتح کر لیا۔

**چھترپتی پرتاپ سنگھ :** جب پیشوائی کا خاتمہ ہوا اس وقت



چھترپتی پرتاپ سنگھ

چھترپتی پرتاپ سنگھ کے وزیر گنگو باپو جی گپتے نے انگلستان تک جا کر اس نا انصافی کے خلاف فریاد کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ آگے چل کر لارڈ ڈلہوزی نے گود لینے کی رسم کو نامنظور کر کے ۱۸۲۸ء میں ستارا کی حکومت کو ختم کر لیا۔

اس سبق میں ہم برطانوی حکومت کے بھارت پر ہونے والے اثرات کا مطالعہ کریں گے۔

**برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام :** ہم نے دیکھا ہے کہ جغرافیائی دریافت کی وجہ سے یورپی حکومت بھارت کے ساحل تک کس طرح آ پہنچی۔ پرتگالی، ڈچ، فرانسیسی اور انگریز بھارت کے بازار پر قبضہ کرنے کے لیے مقابلہ آ را ہو گئے۔ انگریز جب بھارت میں تجارت کی غرض سے آئے تو ان سے پہلے آنے والے پرتگالیوں نے ان کی سخت مخالفت کی۔ بعد میں ان کے تعلقات دوستانہ ہو گئے اور مخالفت میں کمی آگئی لیکن بھارت پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لیے انگریزوں کو فرانسیسیوں، ڈچ اور مقامی حکمرانوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

**انگریز اور مراثے :** مغربی بھارت میں مبینی انگریزوں کا اہم مرکز تھا۔ انھوں نے آس پاس کے علاقوں کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ان علاقوں پر مراثھوں کی گرفت مضبوط تھی۔ مادھورا و پیشوای موت کے بعد ان کے چچار گھونا تھر راؤ اور پیشوای کے عہدے کی لائچ میں انگریزوں سے مدد مانگی۔ اس طرح انگریزوں کو مراثھوں کی سیاست میں مداخلت کا موقع ہاتھ آیا۔

۱۸۲۷ء سے ۱۸۱۸ء تک مراثھوں اور انگریزوں کے درمیان تین جنگیں ہوئیں۔ پہلی جنگ میں مراثا سرداروں نے متحدر ہو کر انگریزوں کا مقابلہ کیا اس لیے انھیں برتری حاصل ہوئی۔ ۱۸۱۷ء میں سالبائی کا معاهدہ ہونے پر انگریز۔ مراثا پہلی جنگ ختم ہو گئی۔

**معینہ فوج :** لارڈ ولیزلی ۱۸۹۸ء میں گورنر جزل بن کر بھارت آیا۔ اس کا مقصد پورے بھارت پر انگریزوں کا تسلط قائم کرنا تھا۔ اس لیے اس نے کمی دیسی ریاستوں کے حاکموں سے معینہ فوج کا معاهدہ کیا جسے عہد معاونت کہتے ہیں۔ اس معاهدے کے مطابق انگریزوں نے حکمرانوں کو فوجی مدد دینے کا یقین دلایا لیکن اس کے لیے چند شرائط عائد کیں مثلاً دیسی حکمرانوں کو اپنی



کیا آپ جانتے ہیں؟

چھترپتی پرتاپ سنگھ نے ستارا شہر میں ایٹیشور مندر کی پچھلی جانب اور مہادرہ کے مقام پر تالاب تعمیر کر کے اس کا پانی شہر میں پہنچایا۔ شہر میں سڑکیں بنوائیں۔ سڑک کے دونوں جانب درخت لگوائے۔ لڑکے لڑکیوں کو سنسکرت، مراثی اور انگریزی سکھانے کے لیے اسکول قائم کیے۔ وہیں ایک چھاپہ خانہ بنایا اور کئی مفید کتابیں چھپوائیں۔ ۱۸۲۷ء میں سیاست کے موضوع پر سجھائی، نامی کتاب لکھ کر چھپوائی۔ انھوں نے ستارا سے مہابلیشور ہوتے ہوئے پرتاپ گڑھ تک سڑک بنوائی۔ اسی سڑک کو آگے مہاڑ تک لے جایا گیا۔ چھترپتی پرتاپ سنگھ روزانہ خود روز نامچہ لکھا کرتے تھے۔

## بھارت پر برطانوی حکومت کے اثرات

**دولی نظام حکومت :** رابرت کلائیون نے ۱۸۲۵ء میں بنگال میں دولی نظام حکومت قائم کیا۔ لگان وصول کرنے کا کام کمپنی نے اپنے ذمے رکھا لیکن امن و امان اور انتظامی امور کی ذمے داری بنگال کے نواب کے سپرد کر دی۔ اسی کو دولی نظام حکومت کہتے ہیں۔

کچھ عرصے بعد ہی دولی نظام حکومت کے برے نتائج ظاہر ہونے لگے۔ عوام سے بطور محصول وصول کیے ہوئے روپوں سے کمپنی کے افسران اپنی جیسیں بھرنے لگے۔ بھارت سے تجارت کرنے کا پروانہ صرف ایسٹ انڈیا کمپنی کو حاصل تھا اس لیے انگلستان کی دوسری تجارتی کمپنیاں اس سے حسد کرتی تھیں۔ کمپنی کے بھارت میں کیے جانے والے کاروبار پر انگلستان میں تنقیدیں ہونے لگیں۔ اس لیے انگلستان کی پارلیمنٹ نے کمپنی کے کاروبار پر قابو رکھنے کے لیے چند اہم قوانین بنائے۔

**پارلیمنٹ میں منظور کردہ قوانین :** ۱۸۳۳ء کے

ُریگولینگ ایکٹ، کی رو سے بنگال کے گورنر کو گورنر جزل، کا اعلیٰ عہدہ دیا گیا۔ اس قانون کی رو سے لارڈ وارن پیٹنگنگ گورنر جزل بن گیا۔ اسے ممبوی اور مدراس کے علاقوں کی پالیسیوں پر کنٹرول رکھنے کا اختیار دیا گیا۔ اس کی مدد کے لیے چار ارکین پر مشتمل ایک کمپنی بنائی گئی۔

۱۸۴۸ء میں بھارت سے متعلق پٹ کا قانون منظور کر لیا گیا۔ بھارت میں کمپنی کے کاروبار پر پارلیمنٹ کی بالادستی قائم رکھنے کے لیے ایک مستقل نگراں بورڈ بنایا گیا۔ بھارت کے سیاسی معاملات میں کمپنی کو احکامات نافذ کرنے کا اختیار اس بورڈ کو دیا گیا۔ بعد ازاں ۱۸۱۳ء، ۱۸۳۳ء اور ۱۸۵۳ء میں بھارت میں کمپنی کے کاروبار میں رد و بدل کرنے کے لیے پارلیمنٹ نے قوانین بنائے۔ اس طرح بھارت میں کمپنی کی انتظامیہ پر انگلستان کی حکومت کا بالواسطہ قبضہ ہو گیا۔

برطانوی حکومت کی آمد کے ساتھ ہی بھارت میں نیا انتظام حکومت راجح ہوا۔ ملکی نوکرشاہی، فوج، محکمہ پوس اور عدیہ بھارت میں انگریزوں کی حکومت کے اہم ستون تھے۔

**ملکی نوکرشاہی :** بھارت میں انگریزوں کی حکومت کو مستحکم بنانے کے لیے انھیں نوکرشاہی کی ضرورت تھی۔ لارڈ کارنوالس نے اس نوکرشاہی کی تشکیل کی۔ یہ ملکی نوکرشاہی انگریزوں کی انتظامیہ کا ایک اہم جز بن گئی۔ لارڈ کارنوالس نے کمپنی کے افسران پر پابندی عائد کر دی کہ وہ اپنی ذاتی تجارت نہ کریں۔ اس کے لیے اس نے افسران کی تاخواہوں میں اضافہ کر دیا۔

اس نے انگریزوں کے زیر اقتدار علاقوں کو انتظامی سہولت کی غرض سے ضلعوں میں تقسیم کر دیا۔ ملکر ضلع کا حاکم اعلیٰ ہوتا تھا۔ محصول جمع کرنا، انصاف کرنا، امن و امان اور نظم و نسق قائم رکھنا اس کی ذمے داری تھی۔ افسران کا تقرر مقابلہ جاتی امتحان انڈین سول سروس (آئی سی ایس) کے ذریعے کیا جانے لگا۔

فوج اور پوس دستہ: بھارت میں انگریزوں کے زیر اقتدار

پھل پھول سکے۔ اس وجہ سے انگلستان کو مالی منفعت حاصل ہوئی لیکن ہندوستانیوں کا معاشی استھان ہونے لگا۔

**لگان وصول کرنے کی پالیسی :** انگریزوں کی عملداری سے پہلے معاشی نظام کے لحاظ سے دیہات خود کفیل تھے۔ کاشتکاری اور دیگر پیشوں کے ذریعے دیہاتوں کی ضرورتیں دیہاتوں میں ہی پوری ہو جاتی تھیں۔ زمین کا لگان حکومت کی آمدنی کا خاص ذریعہ تھا۔ انگریزوں سے پہلے کے زمانے میں زمین کا لگان فصل کی نوعیت کے لحاظ سے مقرر کیا جاتا تھا۔ فصل اچھی نہ ہونے پر لگان میں رعایت دی جاتی تھی۔ لگان زیادہ تر اناج کی شکل میں وصول کیا جاتا تھا۔ لگان کی ادائیگی میں تاخیر ہونے پر کسانوں کی زمینیں ضبط نہیں کی جاتی تھیں۔

آمدنی میں اضافے کے لیے انگریزوں نے محصول کے طریقہ کار میں اہم تبدیلیاں کیں۔ انگریزوں نے زمین کی پیمائش کر کے زمین کے رقبے کے لحاظ سے لگان کی رقم مقرر کی۔ لگان نقدی کی صورت میں نیز مقررہ میعاد کے اندر ادا کرنا لازمی قرار دیا۔ یہ قانون بنایا گیا کہ مقررہ میعاد کے اندر لگان ادا نہ کرنے کی صورت میں کسانوں کی زمینیں ضبط کر لی جائیں گی۔ لگان وصول کرنے کا انگریزوں کا طریقہ کار بھارت کے مختلف مقامات پر مختلف تھا۔ ہر جگہ کسانوں کا استھان ہوتا تھا۔

**لگان وصولی کے نئے طریقے کے اثرات :** دیہی زندگی

پر لگان وصولی کے نئے طریقہ کار کے برے اثرات پڑے۔ لگان کی رقم بھرنے کے لیے جو قیمت آتی اس پر کسان اپنی فصل بیچنے لگے۔ تاجر اور دلال نامناسب اور کم داموں میں کسانوں کا مال خریدنے لگے۔ بعض مرتبہ کسانوں کو لگان کی ادائیگی کے لیے ساہوکاروں کے پاس اپنی زمین رہن رکھ کر قرض لینا پڑتا تھا۔ اس لیے کسان مقرض ہو گئے۔ قرض ندادا کرنے کی صورت میں انھیں اپنی زمینیں فروخت کرنا پڑتی تھیں۔ اس طرح حکومت، زمیندار، ساہوکار اور تاجر سب مل کر کسانوں کا استھان کرتے تھے۔

علاقوں کی حفاظت کرنا، نئے علاقوں پر قبضہ کرنا اور بھارت میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کو فرو کرنا فوج کی ذمہ داری تھی۔ ملک میں قانون اور نظم و نسق قائم رکھنا مکملہ پوس کے ذمہ تھا۔

**عدالتی نظام :** انگریزوں نے انگلستان کے عدالتی نظام کی طرز پر بھارت میں نیا عدالتی نظام قائم کیا۔ ہر ضلع میں دیوانی معاملات سے متعلق مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لیے دیوانی عدالتیں اور جرائم سے متعلق مقدمات کے لیے فوجداری عدالتیں قائم کیں۔ ان کے فیصلوں پر نظرِ ثانی کرنے کے لیے عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) قائم کی۔

**قانونی مساوات :** بھارت میں پہلے مختلف مقامات پر مختلف قوانین رائج تھے۔ انصاف کے معاملے میں ذات پات کی تفریق کی جاتی تھی۔ لارڈ میکالے کی سرباہی میں قائم کردہ قانونی کمیٹی نے قانونی ضوابط طے کیے اور پورے بھارت میں یکساں قانون نافذ کیا۔ انگریزوں نے یہ اصول رائج کیا کہ قانون کی نظر میں تمام افراد مساوی ہیں۔

اس نظام میں بھی بعض خرابیاں تھیں۔ یورپ کے لوگوں پر مقدمات دائر کرنے کے لیے علیحدہ عدالتیں اور الگ قوانین تھے۔ نئے قوانین عام لوگوں کی فہم سے بالاتر تھے۔ عام لوگوں کے لیے انصاف حاصل کرنا بہت مہنگا ثابت ہوتا تھا اور برسہا برس مقدمات جاری رہتے تھے۔

**انگریزوں کی معاشی پالیسی :** قدیم زمانے سے بھارت پر حملہ ہوتے رہے ہیں۔ بہت سے حملہ آوروں نے اسی ملک میں بودو باش اختیار کر لی۔ وہ بھارتی تہذیب میں گھل مل گئے۔ انھوں نے اگرچہ یہاں حکومت بھی کی لیکن بھارت کے معاشی نظام میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں کی مگر انگریزوں کا معاملہ اس کے برعکس تھا۔

انگلستان جدید (ترنی یافتہ) ملک تھا۔ صنعتی انقلاب کی وجہ سے وہاں سرمایہ دارانہ نظام رائج ہو گیا تھا۔ انگریزوں نے بھارت میں ایسا معاشی نظام قائم کیا جس سے ان کا معاشی نظام

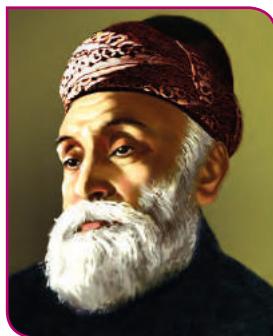
## **بھارت کی قدیم صنعت و حرفت کا زوال :** بھارت

سے انگلستان جانے والے مال پر انگریز حکومت نے زبردست لیکس لگایا۔ اس کے بعد انگلستان سے بھارت میں درآمد کیے جانے والے مال پر لیکس کم کر دیا۔ انگلستان سے درآمد شدہ مال مشینوں پر تیار کیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے یہ مال بڑے پیمانے پر اور کم لاغت میں تیار ہوتا تھا۔ ایسے سنتے مال کا مقابلہ کرنا بھارتی کارگروں کے بس کی بات نہ تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھارت کی روایتی صنعتیں ختم ہو گئیں اور بے شمار کارگر بے کار ہو گئے۔

## **بھارت میں نئی صنعت و حرفت کی ترقی :** انگریز حکومت

کا تعاون، انتظامی امور کا تجربہ اور سرمایہ جیسے بنا دی عوامل کے نفاذان کی وجہ سے بھارتی صنعت کار بڑی تعداد میں ترقی نہ کر سکے مگر بعض ہندوستانیوں نے ان دشواریوں پر قابو پا کر صنعتیں قائم کیں۔

۱۸۵۳ء میں کاؤس جی نانا بھائی داور نے ممبئی میں سوتی کپڑے کی پہلی میل شروع کی۔ ۱۸۵۵ء میں بنگال میں ریسرکے



**جمشید جی تاتا**

مقام پر پٹ سن کا پہلا کارخانہ قائم ہوا۔ ۱۹۰۷ء میں جمشید جی تاتا نے جمشید پور میں ٹھانٹا آڑن اینڈ اسٹیل کمپنی، نامی فولاد بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔

بھارت میں کولکاتا،

دھات، شکر، سینٹ اور کیمیائی اشیا کی صنعتیں بھی شروع ہوئیں۔

## **سماجی اور تہذیبی اثرات :** انیسویں صدی میں یورپ

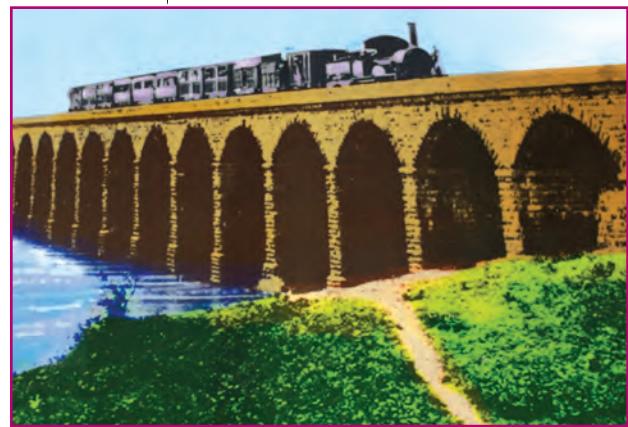
میں انسان دوستی، عقلیت پسندی، جمہوریت، حب الوطنی، وسیع الخیالی کے اقدار پر مبنی ایک نیا عہد وجود میں آچکا تھا۔ مغربی دنیا میں ہونے والی ان تبدیلیوں سے بھارت کا متاثر ہونا فطری عمل تھا۔ بہتر انتظام حکومت کی خاطر انگریزوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ بھارت کے سماج سے متعارف ہوں۔ اس مقصد کی حصولیابی کے

**کاشتکاری کو تجارت بنانا :** کسان پہلے خصوصی طور پر اناج ہی اگاتے تھے۔ یہ اناج ان کے گھر میں استعمال کے لیے اور گاؤں کی ضرورت پوری کرنے کے کام آتا تھا۔ انگریز حکومت کپاس، نیل، تمباکو، چائے وغیرہ نقدی فضلوں کی حوصلہ افزائی کرنے لگی۔ اناج کی فصلیں اگانے کی بجائے نفع بخش تجارتی فصلیں اگانے پر زور دیا جانے لگا۔ اس عمل کو کاشتکاری کو تجارت بنانا، کہتے ہیں۔

## **قطط سالی :** ۱۸۶۰ء سے ۱۹۰۰ء تک کے دور میں بھارت

میں زبردست قحط پڑا لیکن انگریز حاکموں نے پوری مستعدی سے قحط سے نپٹنے کی کوشش نہیں کی نیز آب رسانی کے منصوبے پر بھی زیادہ رقم خرچ نہیں کی گئی۔

**نقل و حمل اور موافقانی نظام میں اصلاح :** انگریزوں نے تجارتی ترقی اور انتظامی سہولت کے پیش نظر بھارت میں نقل و حمل اور موافقانی کی جدید سہولتیں فراہم کیں۔ کوکاتا اور دہلی کو جوڑنے والی قومی شاہراہ تعمیر کی۔ ۱۸۵۳ء میں ممبئی - تھانے کے راستے پر ریل گاڑی دوڑنے لگی۔ اسی سال انگریزوں نے بھارت میں لاسکلی کے ذریعے پیغام رسانی کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے ذریعے بھارت کے بڑے شہروں اور فوجی چھاؤنیوں کو جوڑ دیا گیا۔ علاوہ ازیں انگریزوں نے ڈاک خانے کا نظام بھی شروع کیا۔



**مبئی - تھانے ریل گاڑی (۱۸۵۳ء)**

ان اصلاحات کی وجہ سے بھارت کی سماجی زندگی پر دور رس اثرات مرتب ہوئے۔ ملک کے مختلف حصوں میں لوگوں کے باہمی تعلقات میں اضافہ ہوا۔ اس وجہ سے ان کے درمیان اتحاد کا جذبہ بیدار ہوا۔

میں لارڈ ڈلہوزی نے بیواؤں کی دوسری شادی کی اجازت کے قانون کو منظوری دی۔ یہ قوانین سماجی اصلاح میں مدد و معاون ثابت ہوئے۔

انگریزوں کو انتظام حکومت کے لیے انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کی ضرورت تھی۔ لارڈ میکالے کی تجویز پر ۱۸۳۵ء میں بھارت میں انگریزی تعلیم دینے کا آغاز ہوا۔ نئی تعلیم کے ذریعے ہندوستانیوں کو نئے مغربی افکار، جدید اصلاحات، سائنس اور تکنیکی علوم سے روشناس کرایا گیا۔ ۱۸۵۷ء میں ممبئی، کولکاتا اور مدراس میں یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ مغربی تعلیم یافتہ متوسط طبقے نے بھارت میں سماجی بیداری کی قیادت کی۔

لیے انھوں نے یہاں کے رسم و رواج، تاریخ، ادب، فنون نیز یہاں کی موسیقی اور چرند پرند کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ ۱۸۷۴ء میں انگریز افسروں جوں نے کولکاتا میں ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، نامی ادارہ قائم کیا۔ جرمن مفکر میکس میولرنے بھارت کے مذہب، زبانوں اور تاریخ کا گھر امطالعہ کیا تھا۔ ان مثالی واقعات کی وجہ سے بھارت کے نئے تعلیم یافتہ افراد میں اس حقیقت کا شدید احساس ہوا کہ انھیں بھی اپنے مذہب، تاریخ اور رسم و رواج کا گھر امطالعہ کرنا چاہیے۔

انگریزوں نے بھارت میں کئی قوانین وضع کیے۔ ۱۸۲۹ء میں لارڈ بیننک نے ستی کی رسم پر پابندی کا قانون بنایا۔ ۱۸۵۶ء

## مشق

(۳) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ بھارت کے کسان مقروض ہو گئے۔
- ۲۔ بھارت کی پرانی صنعت و حرفت ختم ہو گئی۔

(۲) سبق کی مدد سے درج ذیل جدول کمل کیجیے۔

کام	شخص
.....	لارڈ کارنوالس
ستی کی رسم پر پابندی کا قانون بنایا	.....
.....	لارڈ ڈلہوزی
ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، کا قیام	.....

## سرگرمی

انگریزوں کی انتظامیہ، تعلیم، نقل و حمل اور مواصلات میں کی گئی اصلاحات کی معلومات مع تصاویر جمع کیجیے۔



(۱) صحیح تبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ پرتگالی، .....، فرانسیسی اور انگریز بھارت کے بازار پر قبضہ کرنے کے مقابلہ آ را ہو گئے۔

(الف) آسٹریاٹی (ب) ڈچ

(ج) جرمن (د) سویڈش

۲۔ ۱۸۰۲ء میں ..... پیشوائے انگریزوں سے متعینہ

فوج کا معاهدہ کیا۔

(الف) بڑے باجی راؤ (ب) سوائی مادھوراؤ

(ج) پیشوائنا صاحب (د) باجی راؤ دوم

۳۔ جمیشید جی ٹالٹا نے ..... میں ٹالٹا آرمن اینڈ

اسٹیل کمپنی، نامی فولاد بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔

(الف) ممبئی (ب) کولکاتا

(ج) جمیشید پور (د) دلی

(۲) درج ذیل تصویرات واضح کیجیے۔

۱۔ ملکی نوکر شاہی

۲۔ کاشتکاری کو تجارت بنانا

۳۔ انگریزوں کی معاشی پالیسی

حکومت کے برے نتائج بھگتے پڑے۔ بھارتیوں کے سامنے یہ حقیقت آشکار ہو گئی کہ کمپنی کی حکومت کی وجہ سے ہر سطح پر ہمارا استھان ہوا رہا ہے اور اس حکومت کے خلاف بے اطمینانی بڑھتی گئی۔

کمپنی کی حکومت کے زمانے میں کسان اور عام لوگ کنگال ہو گئے۔ ایسے میں ۷۰۷۱ء میں صوبہ بنگال میں زبردست قحط پڑا۔ انگریز عہدیداروں کی عوام سے بے توہین اور بے مروقتی کا رویہ برقرار رہا۔ ۲۳ ۷۱ء سے ۱۸۵۷ء کے درمیان بنگال میں پہلے سنیاسیوں اور بعد میں فقیروں کی قیادت میں کسانوں نے جنگ کی۔ اس قسم کی جنگیں گجرات، راجستان، مہاراشٹر اور جنوبی بھارت میں بھی ہوئیں۔

اما جی ناٹک کی جنگ بھی اسی طرز کی تھی۔ اما جی نے اپنے رامشوی بھائیوں اور مقامی جوانوں کو متحدر کر کے انگریزوں کے خلاف صاف آرا کر دیا۔ انہوں نے ایک اعلان نامہ جاری کیا



اما جی ناٹک

جس میں عوام کو انگریزوں کے خلاف لڑنے اور انگریز حکومت کا تحفظ پلنے کے لیے لکارا۔ پونہ، ستارا، احمد نگر، سولہ پور، ناشک، بھور وغیرہ علاقوں میں انہوں نے اپنی دھاک جمادی۔

۱۸۳۲ء میں کمپنی کی حکومت نے

اما جی ناٹک کو گرفتار کر لیا اور انھیں پونہ میں بچانی دے دی گئی۔

بھارت کے ادی واسیوں اور جنگی قبائل نے بھی انگریز حکومت کو لکارا۔ ان قبائل کی گزر برس جنگلائی دولت پر ہوتی تھی۔

انگریزوں نے ان کے حق پر قانون کا شکنجه کس دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھوٹا ناگپور کے کولام، اوڈیشا کے گونڈ، بھار میں سنتھالیوں نے انگریزوں کے خلاف جنگیں کیں۔ مہاراشٹر کے بھیل، کولی اور راموشیوں نے انگریزوں کے خلاف جنگیں کیں۔ کولھاپور کے

۱۸۵۷ء میں بھارت میں انگریز حکومت کی بنیادیں ہلا دینے والی جنگِ آزادی برپا ہوئی۔ یہ جنگِ اچانک ہی برپا نہیں ہوئی۔ اس سے قبل بھی بھارت میں انگریزوں کے خلاف کئی جنگیں ہوچکی تھیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ کی وسعت اور اس کے پس پشت کردار کو منظر رکھتے ہوئے سواترٹز ویرساور کرنے جس کتاب میں اسے جنگِ آزادی کا نام دیا ہے اس کا نام ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی ہے۔ اس کتاب نے آگے چل کر کئی انقلابیوں کو انگریزوں کے خلاف جنگ کے لیے تحریک دی۔

**۱۸۵۷ء سے قبل کی جنگیں:** بھارت کے جن جن علاقوں میں انگریزوں کا اقتدار قائم ہوا، وہاں کے باشندوں کو انگریز



کیا آپ جانتے ہیں؟

**پانگلوں کی بغاوت :** اوڈیشا میں عہد و سلطی سے پانگل طریقہ موجود ہے۔ وہاں کے مختلف آزاد راجاؤں کے جو (پیادہ) فوجی تھے انھیں پانگل کہا جاتا تھا۔ راجانے ان پانگلوں کو کاشت کرنے کے لیے مفت زمینیں دے رکھی تھیں۔ وہ اپنی زمین پر کاشتکاری کر کے گزر بسر کرتے تھے۔ اس کے بدالے میں جب جنگ کا موقع آتا تو یہ لوگ اپنے راجا کی طرف سے لڑائی میں حصہ لینے کے پابند تھے۔

انگریزوں نے پانگلوں سے وراثت میں چلی آرہی زمینیں واپس لے لیں۔ اس وجہ سے پانگل سخت ناراض ہو گئے۔ انگریزوں کے لگائے ہوئے نیکس کی وجہ سے نمک کی قیمت بڑھ گئی جس سے عام لوگوں کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو گیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ۱۸۶۱ء میں پانگلوں نے انگریزوں کے خلاف مسلح بغاوت کر دی۔ اس کی قیادت بخشی جگن بندھو و دیا دھرنے کی۔

مخالفت کا جذبہ شدید ہو گیا۔

**سماجی اسباب :** بھارتیوں کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ انگریز ہمارے رسم و رواج، روایات اور عقائد میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اگرچہ رسم سنت پر پابندی اور بیواؤں کے لیے دوسری شادی کے حق کا قانون سماجی نقطہ نظر سے مناسب تھا لیکن لوگوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ وہ ہماری طرزِ زندگی میں خل اندازی کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے ان میں بے اطمینانی پیدا ہو گئی۔

**سیاسی اسباب :** ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے کئی دیسی ریاستوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بعد میں ڈیہوڑی نے مختلف عذر پیش کر کے کئی ریاستوں کو انگریز حکومت میں ضم کر لیا تھا۔ بدانتظامی کا الزام لگا کر اودھ کے نواب کو ان کے عہدے سے برطرف کر دیا جبکہ ستارا، جھانسی اور ناگپور کی ریاستوں میں حکمرانوں کے لیے اولاد گود لینے کا جو حق تھا اسے نامنظور کر کے ان ریاستوں کا الماق کر لیا۔ ڈیہوڑی کی اس پالیسی کی وجہ سے ہندوستانیوں میں بے اطمینانی بڑھتی گئی۔

**بھارتی فوجیوں میں بے اطمینانی :** انگریز افسران بھارتی سپاہیوں کو تھارٹ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان سپاہیوں کو صوبیدار سے بڑا عہدہ نہیں دیا جاتا تھا۔ سفید فام سپاہیوں کی بہ نسبت انھیں کم تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ انھیں ابتدا میں جو بھتتا ملتا تھا اسے انگریزوں نے آہستہ آہستہ کم کر دیا۔ ان تمام وجوہات کی بدولت بھارتی سپاہیوں میں بے اطمینانی بڑھتی گئی۔

**فوری اسباب :** ۱۸۵۶ء میں انگریزوں نے بھارتی سپاہیوں کو دور تک مار کرنے والی اینفلیڈ بندوقیں دیں۔ ان میں استعمال کیے جانے والے کارتوسوں کے اوپری خول کو دانتوں سے توڑنا پڑتا تھا۔ فوجیوں میں یہ بات پھیل گئی کہ خول پر گائے اور خزریر کی چربی لگی ہوتی ہے۔ اس بات سے ہندو اور مسلمان فوجیوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیک پہنچی اور ان میں بے اطمینانی پیدا ہو گئی۔

**شعله بھڑک اٹھا :** جن سپاہیوں نے چربی لگے ہوئے

اطراف میں گذکریوں نے اور کوئی کے پھونڈ۔ ساونتوں نے انگریز حکومت کو لکارا۔ ۱۸۵۷ء سے قبل ملک کے مختلف حصوں میں بعض زمینداروں اور راجہ مہاراجوں نے بھی جنگیں برپا کیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج میں کئی بھارتی سپاہی بھی تھے۔ کمپنی ان سے امتیازی سلوک کرتی تھی۔ ان کی تنخواہ اور بختے انگریز سپاہیوں کے مقابلے میں بہت کم تھے۔ ۱۸۰۲ء میں ولیور اور ۱۸۲۳ء میں براک پور کی جنگ بڑی زبردست تھی۔

مذکورہ تمام جنگیں مقامی اور انفرادی نوعیت کی تھیں۔ انگریزوں نے طاقت کے بل پرانیں کچل دیا۔ عوام کی بے اطمینانی کو دبایا گیا لیکن اسے ختم نہیں کیا جاسکا۔ بے اطمینانی کی یہ آگ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے روپ میں بھڑک اٹھی۔ برطانوی کمپنی کی حکومت کے خلاف جگہ جگہ جنگیں برپا کی گئیں۔ ایسی حالت ہو گئی جیسے بارود کے ڈھیر پر چنگاری گڑپڑے اور زبردست دھماکا ہو جائے۔ بھارت کے مختلف طبقات میں بڑھتی ہوئی بے اطمینانی نے بے مثال مسلح جنگ کی صورت اختیار کر لی۔

**۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اسباب :** انگریزوں کی آمد سے قبل بھارت میں کئی حکومتیں تھیں۔ ان کے بدل جانے کے باوجود گاؤں کا نظام حسب سابق جاری رہتا تھا۔ انگریزوں نے اس روایتی نظام کو تبدیل کر کے نیا نظام رائج کرنے کی کوشش کی۔ گاؤں کی بدلتی ہوئی نوعیت کو دیکھ کر عوام کے دلوں میں عدم تحفظ اور خانہ برپا دی کا خوف پیدا ہو گیا تھا۔

**معاشری اسباب :** انگریزوں نے آمدی میں اضافہ کرنے کے لیے محصول کا نیا طریقہ نافذ کیا۔ کسانوں سے زور زبردستی کر کے لگان وصول کیا جاتا تھا۔ اس کے نتیجے میں کاشتکاری کا نظام اپنرا پڑتا تھا۔ انگلستان کے بازار کا مال بھارت میں بیج کر معاشری فائدہ حاصل کرنا انگریزوں کی پالیسی تھی۔ انھوں نے یہاں کی صنعت و حرفت پر زبردست ٹیکس عائد کر دیا۔ بھارت کی ترقی یافتہ دستکاری اور کپڑے کی صنعت کا دیوالیہ نکل گیا۔ بے شمار کاریگر بے روزگار ہو گئے۔ ان سب کے دلوں میں انگریزوں کی

خاندیش کی جنگ میں تقریباً ۴۰۰ رہیل عورتیں شریک ہوئی تھیں۔

**جنگ کی قیادت :** اٹھارہویں صدی میں مغولیہ سلطنت کے کمزور ہوتے ہی نادر شاہ، ابدالی جیسے غیر ملکیوں نے بھارت پر حملہ شروع کر دیے۔ مغولیہ سلطنت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اس خیال کے تحت مرادھوں نے غیر ملکی حملہ آوروں سے بھارت کی حفاظت کی ذمے داری اپنے سر لی۔ اسی جذبے کے ساتھ مرادھا ازادی کے خلاف پانی پت کے مقام پر لڑے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ ازادی میں کمزور مغولیہ سلطنت کے فرمانروا بہادر شاہ انگریزوں



نانا صاحب پیشووا

کے خلاف لڑنے میں ناکام ہیں، اس خیال کے پیش نظر بہادر شاہ کی قیادت کو قبول کرتے ہوئے نانا صاحب پیشووا، جھانسی کی رانی لکشمی بائی، تاتیا ٹوپے نے ۱۸۵۷ء کی جنگ ازادی کی

باغ ڈور سنبھالی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس جنگ ازادی میں ہندو مسلم سمجھی متحد دھائی دیتے ہیں۔ مولوی احمد اللہ، کنور سنگھ، مغل سپہ سالار بخت خان، بیگم حضرت محل نے مختلف مقامات پر جنگوں کی قیادت کی۔ دلی، کانپور، لکھنؤ، جھانسی اور مغربی بھارت کی جنگوں میں خاص طور پر شدت تھی۔



رانی لکشمی بائی



تاتیا صاحب ٹوپے



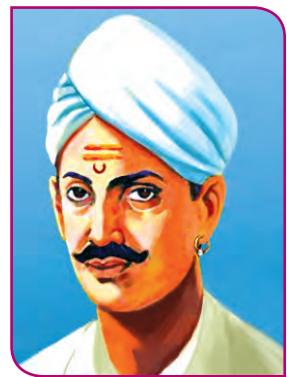
کنور سنگھ



بیگم حضرت محل

کا رتوس استعمال کرنے سے انکار کیا ان پر ڈسپلن (قانون) شکنی کی کارروائی کی گئی اور انھیں سخت سزا میں دی گئیں۔ برآک پور کی چھاؤنی میں منگل پاٹھے نے انگریز افسروں کے نام منصفانہ رویے کی مخالفت کے جذبے سے انگریز افسر پر گولی چلا دی۔ منگل پاٹھے کو گرفتار کر کے چھانی دے دی گئی۔ یہ خبر چاروں طرف جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ میرٹھ فوجی چھاؤنی کے بھارتی سپاہیوں کی پوری پلٹین نے بغاوت کر دی۔ سپاہیوں نے دلی کی طرف کوچ کیا۔ راستے میں ہزاروں عام شہری جوش و خروش کے ساتھ ان میں شامل ہو گئے۔ ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء کو سپاہیوں نے دلی پر قبضہ کر لیا۔ انھوں نے مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو جنگ کی قیادت سونپ دی۔ بھارت کے بادشاہ کی حیثیت سے ان کے نام کا اعلان کر دیا۔

**جنگ کا پھینا :** دلی پر قابض ہوتے ہی سپاہیوں کی خود اعتمادی بڑھ گئی۔ بھارت کے دیگر مقامات کے سپاہیوں کو اس سے تحریک ملی۔ دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کی یہ پورے ثالی بھارت میں پھیل گئی۔ بھار سے لے کر راجپوتانہ تک انگریز چھاؤنیوں میں بھارتی سپاہیوں نے احتجاج کا پرچم بلند کر دیا۔ لکھنؤ، الہ آباد، کانپور، بنارس، بریلی، جھانسی میں بھی احتجاج شروع ہو گیا۔ آگے چل کر یہ جنوبی بھارت میں بھی پھیل گئی۔ ناگپور، ستارا، کولھاپور، نرگند کے مقامات پر بھی بغاوت ہوئی۔ ستارا کے چھترپتی کے وارث شاہ جی پرتاپ سنگھ اور وزیر رنگو بابا پوچھی، کولھاپور کے چما صاحب، نرگند کے بابا صاحب بھاوے، ضلع احمدنگر کے سعید نیر سے قریب کے بھاگوچی نائک وغیرہ اس جنگ میں پیش پیش تھے۔ ضلع ناشک کے پیٹھ، سرگانہ کی رانی جیسی خواتین بھی شامل ہو گئیں۔ ۱۸۵۷ء میں خاندیش میں کجارت سنگھ کی قیادت میں بھیلوں نے بغاوت کی اور ست پڑا کے اطراف میں شکر شاہ نے جنگ کی قیادت کی۔



منگل پاٹھے

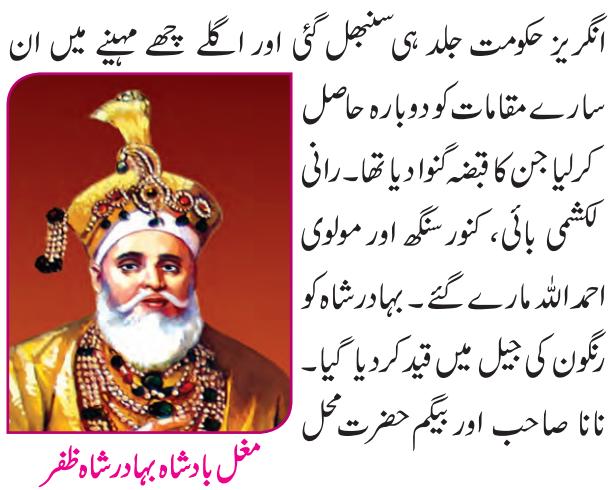
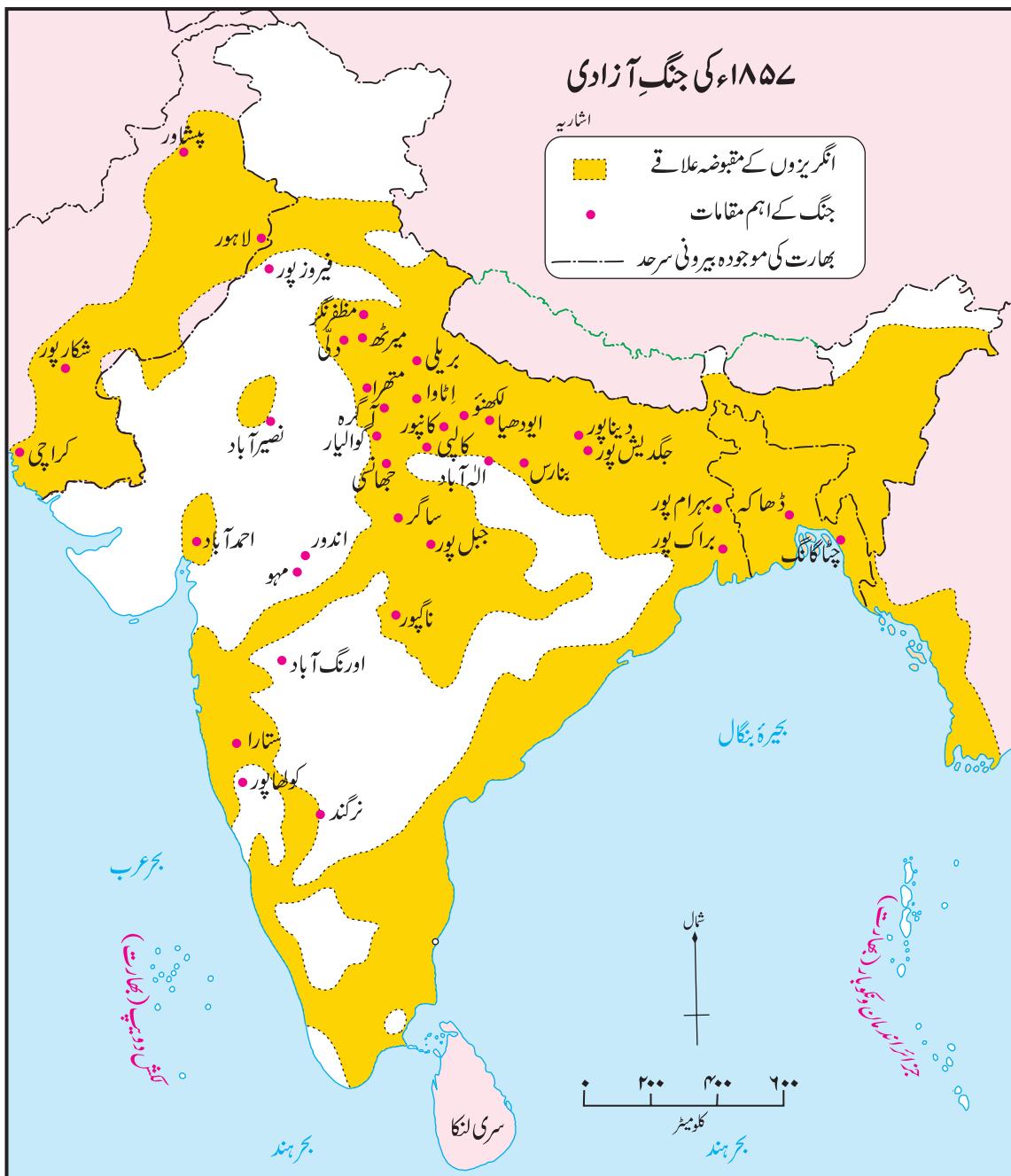
## ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی

اشاریہ

انگریزوں کے مقبوضہ علاقوں

جنگ کے اہم مقامات

بھارت کی موجودہ پیر و نی سرحد



**جنگ کا خاتمه :** بھارتیوں نے انگریزوں سے جان کی پرواں کیے بغیر جنگ کی۔ اس میں فوجی، زمیندار، راجہ مہاراجہ، سپہ سالار اور عوام سبھی شامل تھے۔ بھارتی سپاہیوں کے طے شدہ وقت سے پہلے ہی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ شروع میں بھارتی فوجیوں کو کامیابی ملی لیکن انگریز حکومت کے فوجیوں کی تعداد اور انتظامی صلاحیت بھرپور تھی۔ انگریزوں نے دامے درمے قدمے سخن کی حکمت عملی کے ذریعے جنگ کا خاتمه کیا۔ اس حملے سے

دولت کی فراوانی، تجربہ کارفو جی، جدید اسلحہ اور منظم فوج تھی۔ مواصلاتی نظام ان کے قبضے میں تھا اس لیے ان کی نقل و حرکت تیزی سے ہوتی تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر ہندوستانی سپاہی ان کے سامنے لٹک نہ سکے۔ جنگیں صرف طاقت سے نہیں بلکہ فوجی حکمت عملی سے جیتی جاتی ہیں۔

- بین الاقوامی حالات انگریزوں کے موافق :** انگریزوں کی روس سے جاری کرپیٹن جنگ اسی وقت ختم ہوئی تھی۔ اس میں انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ دنیا کے کئی ملکوں سے ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ انگریزوں کا بحری بیڑہ طاقتور تھا۔ بھارتی سپاہیوں کی حالت اس کے بالکل برعکس تھی۔

### جنگ آزادی کے اثرات

**ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار کا خاتمه :** کمپنی کے اقتدار کی وجہ سے بھارتیوں میں بے اطمینانی بڑھتی گئی اور اسی وجہ سے انگریز حکومت کو ۱۸۵۷ء کی جنگ کا سامنا کرنا پڑا۔ انگلستان کی ملکہ کو اس بات کا احساس ہوا۔ انھیں یقین ہو گیا کہ بھارت کا اقتدار اب کمپنی کے ہاتھ میں محفوظ نہیں ہے، اس لیے برطانوی پارلیمنٹ نے ۱۸۵۸ء میں ایک قانون بنایا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار کو ختم کر دیا۔ گورنر جنرل کا عہدہ ختم کر کے واپسائے کا عہدہ وجود میں آیا۔ لارڈ کینگ آخوندی گورنر جنرل اور پہلا واپسائے فرار دیا گیا۔ بھارت سے متعلق امور کی انجام دہی کے لیے انگلستان کی حکومت میں وزیر بھارت کا عہدہ تشکیل دیا گیا۔

**ملکہ کا اعلان نامہ :** انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ نے بھارتیوں کو مخاطب کر کے ایک اعلان نامہ جاری کیا۔ اس اعلان نامے میں یقین دلایا گیا کہ تمام بھارتی ہماری رعایا ہیں۔ ذات، برادری، رنگ و نسل، مذہب یا جائے پیدائش کی بنیاد پر رعایا میں امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ سرکاری ملازمتیں قابلیت کی بنیاد پر دی جائیں گی۔ مذہبی معاملات میں کسی بھی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ دیسی ریاستوں کے ساتھ کیسے ہوئے معاہدوں پر عمل کیا جائے گا۔ کسی بھی بھارتی ریاست کا کسی بھی سبب سے الحال

نے نیپال میں پناہ لی۔ تاتیا ٹولپے تقریباً دس مہینے انگریزوں سے لڑتے رہے لیکن غداروں کی وجہ سے وہ گرفتار ہو گئے۔ انگریزوں نے انھیں پچانی پر چڑھا دیا۔ اس طرح ۱۸۵۸ء کے اختتام تک انگریزوں نے اس جنگ کو بڑی سختی کے ساتھ کچل دیا۔

اگرچہ جنگ آزادی کی ابتداء بھارتی فوجیوں کی بے اطمینانی سے ہوئی تھی لیکن بعد میں کسان، کارگر، عوام، ادی واسی انگریزوں کے خلاف متحد ہو گئے۔ انگریزوں کے مظالم سے آزاد ہونے کے لیے ہندوستانی عوام کی یہ مسلح جنگ تھی۔ اس جنگ میں ہندو، مسلمان، مختلف ذاتوں اور قبائل کے افراد اپنی پوری طاقت سے شامل ہوئے۔ سب کا مشترکہ مقصد انگریزوں کا بھارت سے صفائی کرنا تھا۔ اس جنگ کا اہم سبب آزادی کی تحریک تھی اس لیے اسے قومی واقعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

**جنگ کی ناکامی کے اسباب :** ۱۸۵۷ء کی جنگ درج ذیل اسباب کی بنا پر ناکام ہوئی۔

- جنگ پورے بھارت میں نہیں ہوئی :** یہ جنگ پورے بھارت میں بیک وقت نہیں ہوئی۔ شمالی بھارت میں جنگ کی شدت زیادہ تھی۔ شمال میں بھی راجپوتانا، پنجاب، بنگال کا کچھ حصہ، شمال مشرقی بھارت کے علاقے اس جنگ سے دور رہے۔

- متفقہ قیادت کا فقدان :** جنگ میں انگریزوں کے خلاف ملکی سطح پر متفقہ قیادت کا فقدان تھا یعنی کوئی مرکزی قائد نہیں تھا۔ اس وجہ سے انگریزوں کے خلاف مکمل طور پر متحد نہیں ہو سکے۔

- راجوں مہاراجوں کی پشت پناہی کا فقدان :** انگریز حکومت سے جس طرح عوام پر پیشان تھے اسی طرح دیسی حکمران بھی پر پیشان تھے۔ ان میں سے کچھ کو چھوڑ کر باقی سب انگریزوں کے وفادار رہے۔

- فوجی صلاحیت کا فقدان :** ہندوستانی فوجی بہادر تھے لیکن بروقت مناسب حکمت عملی اختیار کرنے میں ناکام رہے۔ دلی کو فتح کرنے کے بعد اس پر قبضہ برقرار رکھ پائے۔ اس کے علاوہ سپاہیوں کے پاس ہتھیار بھی کافی نہیں تھے۔ انگریزوں کے پاس

نہیں کیا جائے گا۔

**بھارتی فوج کی تنظیم نو :** فوج میں انگریز سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ اہم مقامات پر انگریز افسران کی تقری کی گئی۔ تو پختہ مکمل طور پر انگریز افسران کے قبضے میں دے دیا گیا۔ سپاہیوں کی پلٹن ذات پات کی بنیاد پر تیار کی گئی۔ اس بات کا خیال رکھا گیا کہ آئندہ بھارتی سپاہی متحد ہو کر انگریز حکومت کے خلاف جنگ نہ کرسکیں۔

**پالیسی میں تبدیلی :** انگریزوں نے بھارتیوں کے سماجی اور مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ اسی

## مشق

۵۔ انگریزوں نے بھارتی صنعت و حرفت پر زبردست ٹکسٹ یکس عائد کیا۔

(۳) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے پس پشت کون سے سماجی اسباب تھے؟

۲۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں بھارتی کیوں ناکام ہو گئے؟

۳۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے اثرات لکھیے۔

۴۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں نے اپنی پالیسی میں کون سی تبدیلیاں کیں؟

### سرگرمی

۱۔ سواتنتر ویرساور کر کی کتاب '۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی' حاصل کیجیے اور پڑھیے۔

۲۔ بھارت کے نقشے کے خارے میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے مقامات لکھائیے۔



(۱) صحیح متبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

(آمادگی ناٹک، جنگِ آزادی، لارڈ ڈہوزی، وزیر بھارت، تاتا تیاٹوپے)

۱۔ سواتنتر ویرساور کرنے ۱۸۵۷ء کی جنگ کو..... نام دیا تھا۔

۲۔ راموژی برادری کو منظم کر کے ..... نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کر دی۔

۳۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد بھارت سے متعلق امور کی انجام دہی کے لیے انگلستان کی حکومت میں ..... کا عہدہ تشكیل دیا گیا۔

۴۔ بھارت کی دیسی ریاستوں کا الحاق گورنر جزل ..... نے کیا۔

(۲) درج ذیل بیانات و جوابات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ پاکستان نے انگریزوں کے خلاف مسلح جنگ کی۔

۲۔ ہندو اور مسلمان سپاہیوں میں بے اطمینانی پیدا ہوئی۔

۳۔ بھارتی سپاہی انگریز فوج کے سامنے ٹک نہ سکے۔

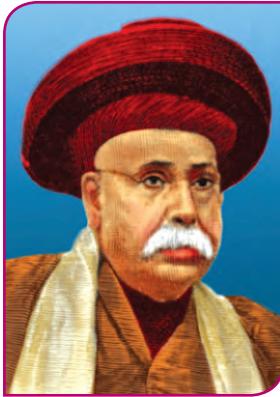
۴۔ جنگِ آزادی کے بعد بھارتی فوج میں سپاہیوں کی پلٹن

ذات پات کی بنیاد پر تیار کی گئی۔

## ۵۔ سماجی اور مذہبی بیداری

اخبار کے ذریعے عوامی بیداری کا کام کیا۔

**پاراخنا سماج :** دادوبا پانڈورنگ ترکھڑ کرنے نے ۱۸۳۸ء میں ممبئی میں پرم ہنس سجھا، کی بنیاد رکھی۔ آگے چل کر پرم ہنس سجھا تخلیل ہو گئی اور اسی کے چند اڑائیں نے پاراخنا سماج کی بنیاد رکھی۔ دادوبا کے بھائی ڈاکٹر آتما رام پانڈورنگ ’پاراخنا سماج‘ کے اولین صدر تھے۔ ممبئی یونیورسٹی کے نوجوان گرجویٹس کی شمولیت کی وجہ سے اس تنظیم کی اہمیت بڑھ گئی۔



### دادوبا پانڈورنگ ترکھڑ کر

نیائے مورتی مہادر یو گوند راناڑے، ڈاکٹر آر جی بھنڈار کر نے پاراخنا سماج کا کام آگے بڑھایا۔ مورتی پوجا کی مخالفت، وحدانیت اور رسم پرستی کی مخالفت پاراخنا سماج کے اصول تھے اور ذکر و عبادت پر اس کا زور تھا۔ پاراخنا سماج نے سماجی فلاج کے لیے پیتیم خانے، تعلیمی ادارے برائے نسوں، مزدوروں کے لیے شبینہ مدارس اور دلوں کے لیے تنظیمیں شروع کیں۔ پاراخنا سماج کے رکن مہرشی ڈھل رام جی شندے نے ڈپریسٹ کلائیمس مشن، قائم کر کے اس کے ذریعے سماجی مسائل حل کرنے کی کوشش کی۔

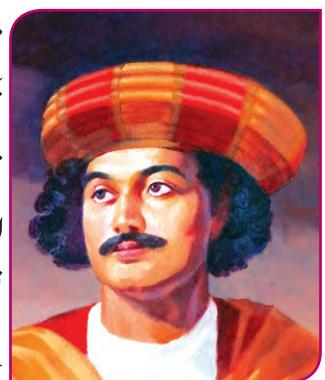
**ستیہ شودھک سماج :** مہاتما جوئی راؤ پھلے نے ۱۸۷۳ء میں ستیہ شودھک سماج کی بنیاد رکھی۔ مساوات کی قدرتوں پر مشتمل سماج کی تعمیر کے لیے ستیہ شودھک سماج نے کام کیے۔ انہوں نے چھوٹ چھات کی مخالفت کی۔ بہوجن سماج کی تعلیم اور عورتوں کی تعلیم کو بڑھاوا دیا۔ جوئی راؤ پھلے نے ”غلام گیری“، ”برہمنا پچ کسب“، ”شیتر کریا پچ آسوڈ“، ”سارو جنک ستیہ دھرم“ جیسی کتابوں کے ذریعے سماجی بیداری لائی۔ مردوں اور انسانوں میں تفریق بنیاد رکھی۔ ”سنوارا کومؤ دی نامی

انگریزی تعلیم کی توسعے کے ساتھ نئے نظریات، نئے خیالات اور نئے فلسفوں کی توسعے ہوئی۔ بھارتیوں کو مغربی خیالات اور تہذیب کا علم ہوا جس کی وجہ سے بھارتی سماج میں سماجی، مذہبی، معاشی اور تہذیبی جیسے تمام شعبوں میں تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

تعلیم یافتہ افراد کو اس بات کا احساس ہونے لگا کہ بھارتی سماج کا کچھڑا پن، توہم پرستی، غلط رسم و رواج سے لگا، ذات پات، اونچ نیچ کے گمراہ کن خیالات، بیداری اور تجربیاتی میلان کے نقدان کی وجہ سے ہے۔ ملک کوتراقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے سماج میں موجود غلط رسومات کا سد باب کر کے انسانیت، مساوات اور بھائی چارہ جیسے اقدار پر مشتمل نئے سماج کی تشکیل کی ضرورت تھی۔ بھارتی سماج کے مختلف مسائل دور کرنے کے لیے تعلیم یافتہ فلسفیوں نے اپنے قلم سے بیداری لانے کا کام شروع کیا۔ اس دور میں بھارت میں شروع ہونے والے اس نظریاتی انقلاب کو ”قوی بیداری“ کہا جاتا ہے۔

### مذہبی اور سماجی اصلاحات کا دور

**برہمو سماج :** راجارام موہن رائے نے ۱۸۲۸ء میں بھگال میں برہمو سماج کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے کئی زبانوں اور مذاہب کا مطالعہ کیا تھا جس کی وجہ سے وہ وحدت الوجود کے قائل ہو گئے۔ وحدانیت، اونچ نیچ کا بھید بھاؤ نہ کرنا، رسم عبادات کی مخالفت، عبادت کا طریقہ وغیرہ برہمو سماج کی قدریں تھیں۔ راجارام موہن رائے نے رسم سی اور بچپن کی شادی کے طریقوں کی مخالفت کی۔ بیواؤں کی شادی اور عورتوں کی تعلیم (تعلیم نسوں) کی حمایت کی۔ انہوں نے کولکاتا میں ہندو کالج کی بنیاد رکھی۔ ”سنوارا کومؤ دی نامی“



راجارام موہن رائے

رکونہیں، جیسا پیغام دیا۔

**سکھ سماج میں اصلاحات :** سکھوں میں اصلاحات کے لیے امرتر میں 'سنگھ سبھا' قائم کی گئی۔ اس تنظیم نے سکھ سماج میں تعلیمی توسعہ اور جدیدیت پیدا کی۔ اکالی تحریک نے سکھ سماج میں اصلاحات کی روایت برقرار رکھی۔

**خواتین سے متعلق اصلاحات :** جب بھارت میں انگریز



گopal ہری دیلکھ

حکومت کی توسعہ ہوئی اس وقت بھارت میں عورتوں کے حالات ابتر تھے۔ انھیں تعلیم حاصل کرنے کا حق نہیں تھا۔ ان کے ساتھ مساویانہ سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ سماج میں بچپن کی شادی، جمیز، سُتی کی رسیمیں، چندیا کا منڈادینا (منڈن)، بیواؤں کی شادی کی مخالفت جیسی رسومات عام تھیں۔ اس وقت کے گورنر ارڈینیٹک کوستی کی رسماں کو بند کرنے کا قانون بنانے میں راجارام موہن رائے جیسے سماجی مصلح نے مدد کی۔ گopal ہری دیلکھ عرف لوک ہت وادی نے اخبارات کے ذریعے مساوات مردوں کو بڑھا دیا۔

۱۸۲۸ء میں مہاتما پھلے نے پونہ کے بھڑے واڑا میں لڑکیوں کا پہلا اسکول شروع کیا جس میں ان کی بیوی ساوتری بائی نے ساتھ دیا۔ سماج کے تنگ نظر افراد کے ذریعے کی گئی تقید کے باوجود ساوتری بائی نے تعلیمی کام جاری رکھا۔ مہاتما پھلے نے لڑکیوں کے قتل کی روک تھام کا مرکز خود اپنے گھر میں قائم کیا۔

منڈن کا طریقہ بند کرانے کے لیے جاموں کی ہڑتال کروائی۔ بیواؤں کی دوبارہ شادی کی رضا مندی کے لیے پنڈت

پیدا کرنے والے رسم و رواج پر انھوں نے سخت تقدیم کی۔

**آریہ سماج :** سوامی دیانند سرسوتی نے ۱۸۷۵ء میں آریہ سماج کی بنیاد رکھی۔

انھوں نے 'ستیارتھ پرکاش' نامی کتاب لکھی جو ویدوں کی



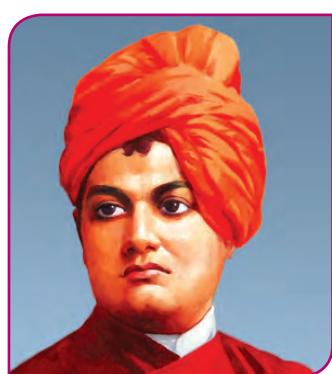
مہاتما جوٰتی راؤ پھلے

نصیحتوں پر مشتمل ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ قدیم ویدک مذہب ہی سچا مذہب ہے جس میں ذات پات کو جگہ نہ تھی اور مردوں زن مساوی تھے۔ ویدوں کی طرف پاؤ، آریہ سماج کا نعرہ تھا۔ آریہ سماج نے ملک بھر میں اپنی شاخیں قائم کیں اور اسی کے توسط سے جگہ جگہ تعلیمی ادارے قائم کیے۔

**رام کرشن مشن :** رام کرشن پرم ہنس کے شاگرد سوامی دویکا نند نے ۱۸۹۷ء میں رام کرشن مشن کی بنیاد رکھی۔ رام کرشن مشن نے عوامی خدمات انجام دیں۔ قحط زدہ لوگوں کی مدد، مرضیضوں اور مغلوق الحال لوگوں کی طبی امداد، تعلیم نسوان اور روحانی ارتقا جیسے شعبوں میں اس مشن نے کام کیے اور آج بھی کر رہا ہے۔ سوامی دویکا نند ایک بہترین مقرر تھے۔ ۱۸۹۳ء میں امریکہ کے شکاگو میں تمام مذاہب کے اجلاس میں انھوں نے ہندو مذہب کی نمائندگی کی۔ بھارت کی نوجوان نسل کے لیے انھوں نے 'اٹھو، بیدار ہو جاؤ' اور اپنے مقصد کے حصول تک



ساوتری بائی پھلے



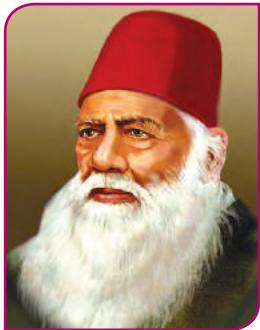
سوامی دویکا نند

تمام شعبوں میں قابلیتوں اور صلاحیتوں میں اضافہ ہونے لگا۔

### غور کیجیے -

- \* سماجی مصلح اگر عورتوں کی تعلیم کا آغاز نہ کرتے تو؟
- \* دورِ حاضر میں تعلیم کی وجہ سے عورتوں کی زندگیوں میں کون سی تبدیلیاں رونما ہوئیں؟
- \* کیا آپ کوگتا ہے کہ آج بھی تعلیم نسوان کی کوششیں ہونی چاہتیں؟ اگر ہاں تو کس قسم کی کوششیں کی جائیں؟

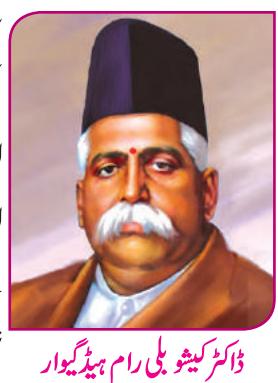
**مسلم معاشرے میں اصلاحی تحریک :** عبداللطیف نے مسلم معاشرے میں تعلیمی بیداری کا آغاز کیا۔ انہوں نے بنگال میں دی محمدن لٹریری سوسائٹی نامی ادارے کی بنیاد رکھی۔



سریڈ احمد خاں

مسلمان مغربی علوم اور سائنس کو نہیں اپنا کیسیں گے ان کی ترقی نہیں ہو سکتی۔

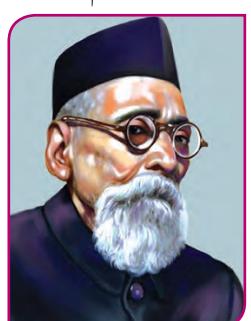
**ہندو سماج میں تحریکیں :** ہندو سماج کو احترام کا مقام دلانے کے لیے ۱۹۱۵ء میں 'ہندو مہا سبھا' نامی تنظیم قائم کی گئی۔ پنڈت مدن موہن مالویا نے 'بنارس ہندو یونیورسٹی' کی داغ بیل ڈالی۔ ڈاکٹر کیشو بیلی رام ہیڈ گیوار نے ۱۹۲۵ء میں 'راشٹریہ سویم سیوک سنگھ' نامی تنظیم ناگپور میں قائم کی۔ ہندو دھرم کو ماننے والے منظم اور با اخلاق نوجوانوں کی تنظیم بنانا ان کا مقصد تھا۔ سواتریت ویرساور کر نے رتنا گری میں ہندو مذہب کی تمام ذاتوں کو آزادانہ داخلہ دینے



ڈاکٹر کیشو بیلی رام ہیڈ گیوار

ایشور چند وڈیا ساگر، وشنوشاستری پنڈت اور ویریش لنگم پنڈتو نے خصوصی طور پر کوششیں کیں۔ گوپال گنیش آگر کرنے اپنے 'سدھارک' نامی اخبار میں بچپن کی شادی، رضامندی کی عمر کا قانون وغیرہ پر اپنے خیالات کا واضح اظہار کیا۔ مہرشی ڈھلن رام جی شندے نے ممبئی میں دیوداسی کی رسم کے خلاف اجلاس کیا۔ تارابائی ویریش لنگم پنڈتو

شندے نے 'استری پرش تلنا' کتاب کے ذریعے انتہائی سخت زبان میں عورتوں کے حقوق کی تائید کی۔ مہرشی ڈھونڈو کیشو کروے نے پونہ میں 'اناتھ بالیکا شرم' کی ابتدا کی۔ بیواؤں، مطلاقہ کے ساتھ ساتھ تمام عورتوں کا تعلیم کے ذریعے خود کفیل ہونا ان کا مقصد تھا۔ انھی کی کوششوں سے بیسویں صدی میں بھارت کی پہلی یونیورسٹی برائے خواتین کا قیام ممکن ہوا۔ پنڈت ارما بائی نے 'شاردا سدن' نامی ادارے کی بنیاد ڈال کر معذور



مہرشی ڈھونڈو کیشو کروے

لڑکے لڑکیوں اور عورتوں کی پرورش کی ذمہ داری سنبحاںی۔ رما بائی راناڑے نے 'سیوا سدن' نامی ادارے کے توسط سے عورتوں کے لیے نر سنگ کا نصب شروع کیا۔ انہوں نے عورتوں کے حق رائے دہی کے لیے حکومت سے درخواست کی۔ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے اپنی تحریروں کے ذریعے عورتوں پر ہونے والے مظالم کی مخالفت کی۔ مہاتما گاندھی نے عورتوں کی تعلیم کو بڑھاوا دیا۔ جنگ آزادی کی جدوجہد میں عورتوں کا اہم حصہ رہا ہے۔

عورتوں میں اصلاحی تحریکیوں کی وجہ سے سماج کی غیر منصفانہ روایات کو ختم کرنے میں تعاون حاصل ہوا۔ عورتوں کو اپنے مسائل بیان کرنے کے لیے زبان ملی۔ خواتین اپنے خیالات تحریروں کے ذریعے پیش کرنے لگیں۔ تعلیم کی وجہ سے زندگی کے

اس دور میں خواتین نے بھی لکھنا شروع کیا۔ نئے نئے اخبارات اور رسائل سماجی اصلاح اور سیاسی بیداری کا ذریعہ بنے۔

شعبۂ فن میں بھی اسی دور میں ترقی ہوئی۔ موسیقی عوام میں بے حد مقبول ہونے لگی۔ بھارتی طرز اور مغربی آلات کے میل سے فنِ موسیقی کی نئی اقسام وجود میں آئیں۔

سائنس سے متعلق کئی کتابیں لکھی جانے لگیں۔ بھارت کی ترقی کے لیے تحریب پر منی اور سائنسی نظریے کی اہمیت لوگوں کو سمجھ میں آنے لگی۔

سماجی مصلحین نے سیاسی میدان میں قومی تحریکیں شروع کیں۔ اس کا مطالعہ ہم اگلے سبق میں کریں گے۔

**دیگر شعبوں میں بیداری کا ارتقا :** اصلاحی تحریکوں کی طرح بیداری کے عہد میں ادب، فن اور سائنس جیسے شعبوں میں ہونے والی ترقی اہم تھی۔ ادب کے شعبے میں گروہ یورا بندر ناٹھ ٹیگور اور سائنس کے شعبے میں سی وی رمن کونو بیل انعام حاصل ہوا۔ اس سے ہم بھارت کی ترقی کا اندازہ لگاسکتے ہیں۔ اس قسم کی ترقی کی وجہ سے جدید بھارت کی تشکیل ہوئی۔ قصہ کہانیوں سے آزادی کی تحریک ملنے لگی۔ سماجی اصلاح کے خیالات منظر عام پر آنے لگے۔

والے پیت پاؤں مندر کی تعمیر کی اور سب کے ساتھ مل کر کھانا کھانے کا پروگرام منعقد کیا۔

جدید بھارت کی تاریخ میں بیداری کا کام اہم کارنامہ ہے۔ آزادی، مساوات اور حب الوطنی کے تصورات سے مرشار

## مشق

### (۲) نوٹ لکھیے۔

- ۱۔ رام کرشن مشن
- ۲۔ ساوتری بائی پھلے کی عورتوں سے متعلق اصلاحات

### سرگرمی

- ۱۔ تعلیم نسوان کے عنوان پر اپنے اسکول میں مضمون نویسی کا مقابلہ منعقد کیجیے۔
- ۲۔ سماجی مصلحین کی تصاویر کا ذخیرہ کیجیے۔

### (۱) صحیح تبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

(سرسید احمد خاں، سوامی وویکانند، مہرشی ٹھل رام جی شندے)

- ۱۔ رام کرشن مشن کی بنیاد..... نے رکھی۔
- ۲۔ محمدن ایگلو اور نیٹل کالج کی بنیاد..... نے رکھی۔
- ۳۔ ڈپریسٹ کلاسیس مشن کی بنیاد..... نے رکھی۔

### (۲) درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

سماجی مصلحین کے نام	تنظيم	تنظيم کے کام	خبراء/کتاب	سنوارا کو مؤودی
راجا رام موہن رائے	.....	.....	.....	.....
آریہ سماج	.....	.....	.....	.....
مہاتما پھلے	.....	غلام گیری	.....	.....

### (۳) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ بھارت میں سماجی و مذہبی بیداری کی تحریکیں شروع ہوئیں۔
- ۲۔ مہاتما پھلے نے جاموں کی ہڑتال کروائی۔



## ۶۔ تحریک آزادی کے دور کا آغاز

نظریات سے آشنائی ہوئی۔ بھارتیوں نے عقلیت پسندی، سائنسی ربحانات، انسانیت اور قومیت جیسی قدرتوں کو اپنایا جس کی وجہ سے ان میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم ملک کا کام کا ج چلانے کے اہل ہیں اور ان قدرتوں کی بنیاد پر ملک کو ترقی کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ لسانی اعتبار سے متعدد بھارت کو انگریزی زبان کی وجہ سے رابطہ کا ایک نیاز ریغ حاصل ہوا۔

**بھارت کی قدیم تاریخ کا مطالعہ :** انگریزوں نے کوکا

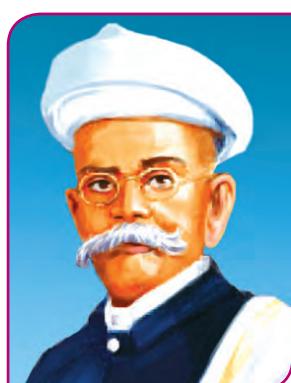
میں 'ایشیاٹک سوسائٹی' قائم کی۔ کئی بھارتی اور مغربی دانشوروں نے بھارتی تہذیب کے مطالعے کی ابتداء کی۔ سنسکرت، فارسی اور بھارت کی دیگر زبانوں کے قلمی نسخوں کی تحقیق کر کے انھیں شائع کیا۔ ڈاکٹر بھاؤ داجی لاڈ، ڈاکٹر آرجی بھنڈار کر جیسے



ڈاکٹر بھاؤ داجی لاڈ

بھارتی دانشوروں نے قدیم بھارت کی تہذیب کا گہرا مطالعہ کیا۔ اپنے قدیم تہذیبی ورثتے کے بارے میں جان کر بھارتیوں میں فخر کا احساس پیدا ہوا۔ گزشتہ ایک صدی سے بھنڈار کر پر اچھی وڈیا سنتھودھن مندرجہ ادارہ پونہ میں سرگرم عمل ہے۔

**اخبارات کا کردار :** اسی زمانے میں انگریزی اور علاقائی زبانوں میں اخبارات و رسائل شائع ہونے لگے۔ ان اخبارات سے سیاسی و سماجی بیداری پیدا ہونے لگی۔ درپن، پر بھا کر، ہندو، امرت بازار پتريکا، کیسری اور مراثا جیسے اخبارات کے ذریعے اخبارات کا کردار



ڈاکٹر آرجی بھنڈار کر

بھارتیوں کی سماجی زندگی پر انگریزی تعلیم کے ملے جلے اثرات ہوئے۔ نئے تعلیم یافتہ سماج کے ذریعے لائی گئی بیداری کی وجہ سے حب الوطنی کے شیح بوجے گئے۔ بھارت کے مختلف علاقوں کی تحریکوں کی وجہ سے مختلف علاقوں کی سیاسی تنظیموں کو بیکجا کرنا ممکن ہوا۔ سیاسی طور پر بیدار مختلف گروہوں اور افراد کو ایک جگہ لا کر ملکی مفاد کی طرف توجہ مرکوز کی گئی اور ملکی عزائم کا اظہار کرنے کے لیے ملکی سطح پر ایک سیاسی تنظیم بنانے کے لیے مناسب محول تیار ہو گیا۔

**انگریز حکومت میں انتظامی مرکوزیت :** انگریز حکومت کی وجہ سے بھارت میں حقیقی معنوں میں مرکوزیت کا آغاز ہوا۔ ملک میں یکساں پالیسی اور قانون کی نظر میں مساوی درجے کی وجہ سے لوگوں میں تباہتی کا جذبہ پروان چڑھا۔ انگریزوں نے اپنی انتظامی سہولتوں اور فوج کی تیز رفتار نقل و حرکت کے لیے ریل کے راستوں اور سڑکوں کا جال بچایا لیکن ان بنیادی سہولیات کا فائدہ بھارتیوں کو بھی ہوا۔ مختلف ریاستوں کے باشندوں میں باہمی روابط میں اضافہ ہوا اور قومی اتحاد کے جذبے کو فروع حاصل ہوا۔

**معاشی استھان :** بھارتی دولت کئی ذرائع سے برطانیہ منتقل ہونے لگی۔ برطانیہ کی سامراجیت کی پالیسی کی وجہ سے بھارت کا معاشی استھان ہونے لگا۔ کسانوں کو زبردستی نقدی فصلیں اگانے پر مجبور کرنے، لگان کے بوجھا اور مسلسل قحط سالی کی وجہ سے بھارتی زراعت کی کمرٹوٹ گئی۔ روایتی صنعت و حرفت کے خاتمے سے بے کاری میں اضافہ ہوا۔ سرمایہ داروں کی جانب سے مزدور طبقے کا استھان ہونے لگا۔ متوسط طبقے پر نئے نئے ٹیکس کا بوجھ لادا گیا جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بے اطمینانی کالاواں بلنے لگا۔

**مغربی تعلیم :** مغربی تعلیم کی توسعہ کی وجہ سے بھارتیوں کو انصاف، آزادی، مساوات اور جمہوریت جیسے نئے خیالات و

سرکاری پالیسیوں پر تقدیم ہونے لگی۔

### قومی جماعت کا قیام :



ویمیش چندر بنیرجی

۲۸ دسمبر ۱۸۸۵ء کو ممبئی کے گوکل داس تھج پال سنکرست اسکول میں قومی جماعت کا پہلا اجلاس منعقد کیا گیا۔ ملک کی

مختلف ریاستوں سے ۲۷ نمائندے اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ کوکاتا کے مشہور وکیل ویمیش چندر بنیرجی اس اجلاس کے صدر تھے۔ ان سب نے مل کر اس اجلاس میں بھارتی قومی جماعت (انڈین نیشنل کانگریس) کی بنیاد ڈالی۔ برطانوی افسر الین آکٹویں ہیوم نے اس تنظیم کے قیام میں پیش قدی کی۔ اس اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ انتظام حکومت میں بھارتیوں کو زیادہ نمائندگی دی جائے اور انگریز حکومت فوج کے اخراجات میں کمی کرے۔ ان مطالبات کو میمورنڈم کی شکل میں برطانوی حکومت کو پیش کیا گیا۔

### قومی جماعت (انڈین نیشنل کانگریس) کے مقاصد :

بھارت کے مختلف علاقوں کے لوگوں کو مذہب، نسل، زبان اور علاقائی تفریق بھلا کر کیجا کرنا، ایک دوسرے کے مسائل جان کر اس پر غور و فکر کرنا، لوگوں میں اتحاد کا جذبہ پیدا کرنا اور قومی ترقی کے لیے کوششیں کرنا قومی جماعت کے مقاصد تھے۔

### اعتدال پسندوں کا دور (۱۸۸۵ء)

ایپنے قیام کے بعد قومی جماعت کا کام سست روی سے مگر مسلسل جاری تھا۔ قومی جماعت کے رہنماء حقیقت پسند اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ انھیں اس بات کا علم تھا کہ منظم کارروائیوں سے ہی بنیاد مضمبوط ہوگی۔ ان پر مغربی دانشوروں کی روشن خیالی، آزادی، مساوات اور اخوت جیسی قدرتوں کا اثر تھا۔ انھیں آئینی طریقوں پر اعتبار تھا۔ انھیں امید تھی کہ اگر وہ آئینی طریقوں پر چل کر اپنے مطالبات انگریزوں کے سامنے رکھیں گے تو وہ ان مطالبات کو



لوک مانیہ تلک

پال (لال، بال، پال) انہا پسندوں کے رہنماء تھے۔

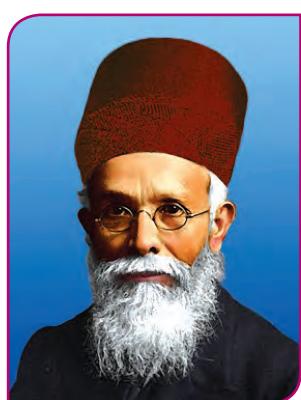
ابتدائی دور میں انہا پسند رہنماؤں نے بھارتی عوام میں سیاسی بیداری لانے کے لیے اخبارات، قومی تہوار اور قومی تعلیم جیسے ذرائع کا استعمال کیا۔ ’کیسری‘ اور ’مراٹھا‘ اخبارات کے ذریعے لوک مانیہ تلک نے حکومت کے مظالم پر کڑی تقدیم کی۔ بنگال کے علاقے میں ’امرت بازار پتھریا‘، انہا پسندوں کے

بنگال کی تقسیم کا اعلان کیا۔ اس تقسیم کی وجہ سے مسلمانوں کی کثیر آبادی والا علاقہ مشرقی بنگال اور ہندوؤں کی کثیر آبادی والا علاقہ مغربی بنگال ایسے دو حصوں میں بٹ گیا۔ تقسیم کے ذریعے ہندو مسلم سماج میں پھوٹ ڈال کر قومی تحریک کو کمزور کرنا اس کا پوشیدہ مقصد تھا۔

**ونگ بھنگ تحریک :** نہ صرف بنگال بلکہ پورے بھارت میں اس تقسیم کی مخالفت میں رائے عامہ بیدار ہوئی۔ ۱۶ اکتوبر یعنی تقسیم بنگال کے دن کو 'قومی یومِ ماتم' کے طور پر منایا گیا۔ پورے ملک میں مذمتی جلوسوں کے ذریعے حکومت کی مذمت کی گئی۔ ہر طرف وندے ماتزم کا گیت گایا جانے لگا۔ اتحاد کی علامت کے طور پر راکھی بندھن کی تقریب منعقد کی گئی۔ سرکاری اسکولوں اور کالجوں کا بایکاٹ کر کے طلبہ کثیر تعداد میں اس تحریک میں شریک ہوئے۔ سریندر ناتھ بیزرجی، آنند موہن بوس، رابندر ناتھ بیگور نے ونگ بھنگ تحریک کی قیادت کی۔ اس تحریک کی وجہ سے قومی جماعت کا دائرہ وسیع ہو گیا اور یہ قومی تحریک بن گئی۔ بے اطمینانی کی لہر دیکھ کر ۱۹۱۱ء میں انگریزوں نے بنگال کی تقسیم رد کر دی۔

**قومی جماعت کا چار نکالی پروگرام :** ۱۹۰۵ء میں ہونے والے قومی جماعت کے اجلاس کے صدر رکن کو نسل گو کھلے تھے۔ انہوں نے ونگ بھنگ تحریک کی حمایت کی۔ ۱۹۰۶ء کے اجلاس کے صدر دادا بھائی نورو جی تھے۔ دادا بھائی نورو جی نے پہلی مرتبہ ستیج سے 'سوراج' لفظ کا استعمال کیا۔ اپنے صدارتی خطبے میں

انہوں نے پیغام دیا کہ "تمہار کرو، خوب کوشش کرو اور سوراج حاصل کرو تاکہ آج جو لاکھوں برادران وطن مغلوک الحال، بھوک اور بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں، انھیں بچایا جاسکے اور ترقی یافتہ مالک میں



دادا بھائی نورو جی

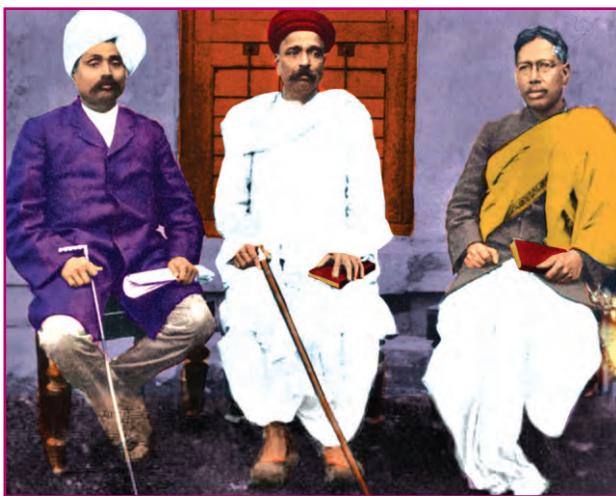
نظریات کی ترجیحی کرنے والا اخبار تھا۔ آپسی بھید بھاؤ کو بھول کر عوام تحد ہوں، قومی اشخاص کے کارناموں سے عوام میں تحریک پیدا ہو، اس مقصد کے تحت تک نے شیو جنگی اور گنیش اُتسوا انعقاد کیا۔ ان کا خیال تھا کہ سیاسی وجوہات کی بنا پر عوام بیجا ہوں گے تو حکومت ان پر پابندی عائد کرے گی مگر مذہبی وجوہات کی بنا پر لوگوں کے ایک جگہ آنے پر حکومت پابندی نہیں لگا سکتی۔ تک نے منڈاں لے جیل میں 'گیتا رہیہ' نامی کتاب لکھی جس کا مرکزی خیال اعمال پر مبنی عبادت اور عوام کے سرگرم عمل رہنے پر زور تھا۔ اپنی زبان اور تہذیب کے تینیں اُفت اور عقیدت رکھنے والی نسل کی تیاری کے لیے انہتا پسندوں نے تعلیمی ادارے قائم کیے۔ انہتا پسند رہنماؤں کا خیال تھا کہ لاکھوں لوگ آزادی کی تحریک میں حصہ لے کر حکومت کو چیلنج کر کے جدوجہد کریں تھیجی کامیابی حاصل ہوگی۔ ان کا خیال تھا کہ اس تحریک کو مزید تیز کیا جائے لیکن مسلح بغاوت کی بجائے وسیع عوامی تحریک کے قیام پر زور دیا۔ اعتدال پسندوں نے تحریک آزادی کی بیانیاتی اور انہتا پسندوں نے اس تحریک کو آگے بڑھایا۔

۱۸۹۷ء میں پونہ میں ہیضے کی وبا نے قہر برپا کر دیا تھا۔ سیکڑوں افراد موت کا شکار ہو گئے۔ اس وبا پر قابو پانے کے لیے رینڈ نامی افسر کو تعینات کیا گیا۔ ہیضے کے مریضوں کی تلاش میں گھروں کی تلاشی لی جانے لگی، عوام پر مظالم ڈھانے جانے لگے۔ اس بات کا بدلہ لینے کے لیے چاپھکیر برادران نے اس کا قتل کر دیا۔ حکومت نے اس قتل کا تعلق تک سے جوڑنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ پھر بھی انتقامی جذبے کے تحت حکومت نے انھیں جیل میں ڈال دیا۔

**تقسیم بنگال :** انگریزوں نے ہندو مسلم کے درمیان نفرت کا نتیج بوکر پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ وائرسے لارڈ کرزن نے اسے بڑھاوا دیا۔ بنگال ایک وسیع صوبہ تھا۔ انتظامی سہولت کے اعتبار سے اس صوبے کے انتظام میں دشواری کا بہانہ بنا کر لارڈ کرزن نے ۱۹۰۵ء میں

پلیٹ فارم ہے، اس میں پھوٹ ڈالنا مناسب نہیں۔ اجلاس کے وقت کشیدگی بڑھ گئی اور باہمی مفاہمت ناکام رہی۔ آخر کار قومی جماعت (انڈین نیشنل کانگریس) تقسیم ہو گئی۔

**انگریز حکومت کا جبراستبداد :** ونگ بھنگ تحریک کے بعد شروع ہونے والے زبردست عوامی احتجاج سے انگریز حکومت بے چین ہو گئی۔ اس احتجاج پر قابو پانے کے لیے حکومت نے جبراستبداد کی پالیسی اختیار کی۔ عوامی جلسوں پر قانونی پابندی عائد کی گئی۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزا میں دی گئی۔ اسکوں کے طلبہ کو بھی مارا پیٹا گیا۔ اخبارات پر مختلف پابندیاں لگائی گئیں۔ حکومت پر تقدیم کرنے کے الزام میں کئی چھاپہ خانے (پرلیس) ضبط کیے گئے۔ مضمون نگاروں اور مدیروں کو جیل میں ڈالا گیا۔ حکومت نے انتہا پسندوں کے خلاف سخت کارروائی کی۔ بنگال میں اس کا شدید رذ عمل ہوا۔ انقلابیوں نے گولیاں چلانا، بم سے حملے کرنا جیسے طریقے اپنائے۔ ان بم حملوں کی حمایت کیسری اخبار میں کرنے والے لوک مانیہ تلک کو حکومت سے غداری کے الزام میں گرفتار کر کے چھے سال کے لیے میانمار کی منڈالے جیل میں بھیج دیا گیا۔ پن چندر پال کو سخت قید کی سزا دی گئی اور لا لا لچپت رائے کو پنجاب سے شہر بدر کر دیا گیا۔



پال-بال-لال

**مسلم لیگ کا قیام :** ونگ بھنگ تحریک میں قومی جماعت کو عوام سے ملنے والی زبردست حمایت دیکھ کر انگریز حکومت بے چین ہو گئی۔ انگریزوں نے 'پھوٹ ڈالو' اور حکومت کرو کی

بھارت کو اس کا مقام واپس دلایا جاسکے۔ "اس اجلاس میں قومی جماعت (انڈین نیشنل کانگریس) نے سوراج، سودیشی، قومی تعلیم اور بائیکاٹ کے چار نکاتی پروگرام کو متفقہ طور پر منظوری دی۔ سودیشی تحریک کی وجہ سے ہم خود مختار اور خود کفیل بن سکتے ہیں۔ سودیشی طریقہ اختیار کرنے کے لیے ہمیں ملک کا سرمایہ، وسائل و ذرائع، نفری قوت اور دیگر تمام قوتیں سمجھا کرنا ہوں گی جس سے ملک کی ترقی ممکن ہو گی۔ ولایتی اشیا اور مال کا بائیکاٹ (مقاطعہ) پہلا مرحلہ ہے جبکہ ولایتی حکومت کا بائیکاٹ اگلا مرحلہ قرار پایا۔ ان رہنماؤں کا خیال تھا کہ بائیکاٹ کے ذریعے انگریز حکومت کی جڑوں پر وار کیا جا سکتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟



رکن کوسل گوپال کرشن گوکھلے نے ۱۹۰۵ء میں بھارت سیوک سماج کی بنیاد رکھی۔ عوام میں حب الوطنی پیدا کر کے اپنے مفاد کی قربانی کی تعلیم دینا، مذہب اور ذات کا فرق مٹا کر سماجی مساوات پیدا کرنا اور تعلیم کو فروغ دینا بھارت سیوک سماج کے اہم مقاصد تھے۔



گوپال کرشن گوکھلے

**انتہا پسندوں اور اعتدال پسندوں میں اختلاف رائے :** قومی جماعت (انڈین نیشنل کانگریس) میں نظریاتی اختلاف ۱۹۰۶ء کے سورت اجلاس میں انتہا کو پہنچ گیا۔ اعتدال پسندوں کی کوشش تھی کہ سودیشی اور بائیکاٹ کی تجوادیز ترک کی جائیں جبکہ انتہا پسندوں کی کوشش تھی کہ اعتدال پسند اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوں۔ گوکھلے، سریندر ناتھ بیزرجی، فیروز شاہ مہتا جیسے اعتدال پسند رہنماؤں نے الزام عائد کیا کہ انتہا پسند قومی جماعت پر قابض ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لا لا لچپت رائے نے مفاہمت کی کوشش کی۔ تلک کا خیال تھا کہ قومی جماعت ملکی

سے رہا ہوئے اس وقت یورپ میں پہلی عالمی جنگ کا آغاز ہو چکا تھا۔ اس جنگ کے اثرات براہ راست بھارت پر بھی ہوئے۔ روزمرہ ضروریات کی اشیا کے دام بڑھنے لگے، انگریز حکومت نے بھارتیوں پر مختلف پابندیاں



### ڈاکٹر انی بینٹ

عائد کیں جس سے بھارتیوں میں بے اطمینانی بڑھنے لگی۔ ان حالات میں ڈاکٹر انی بینٹ اور لوک مانیہ تک نے ہوم روں تحریک شروع کی۔ اپنا انتظام حکومت اپنے طور پر خود انجام دینے کو ہوم روں کہتے ہیں۔ اسے خود مختار حکومت، بھی کہا جاتا ہے۔

آر زلینڈ میں بھی نوا آبادیاتی نظام کے خلاف اس قسم کی تحریک شروع ہو گئی تھی۔ اسی بنیاد پر بھارتی ہوم روں تحریک نے برطانیہ سے خود مختار حکومت کا مطالبہ کیا۔ ڈاکٹر انی بینٹ اور لوک مانیہ تک نے پورے ملک کا طوفانی دورہ کر کے خود مختاری کا مطالبہ عوام تک پہنچایا۔ انہوں نے بڑے شد و مد کے ساتھ کہا سوراج میرا پیدائشی حق ہے اور میں اسے حاصل کر کے رہوں گا۔

### پہلی عالمی جنگ اور بھارت

بھارت کے عوام میں پھیلتی ہوئی بے اطمینانی اور ہوم روں تحریک کی بڑھتی ہوئی مقبولیت، ان حالات میں انگریزوں کو بھارتی عوام کا تعاوون حاصل کرنا ضروری تھا اس لیے برطانوی حکومت نے اصلاحات میں پیش قدمی کے طور پر بھارتیوں کو کچھ سیاسی اختیارات دینا طے کیا۔ ۱۹۱۶ء میں وزیر بھارت لارڈ مانٹنگو نے اعلان کیا کہ برطانوی حکومت بھارت کو بتدریج خود مختاری کا حق اور حکومت کی ذمے داری سونپ دے گی۔ لوک مانیہ تک نے اعلان کیا کہ اگر حکومت بھارتیوں کے مطالبات کے سلسلے میں ہمدردی اور مفہومت کا طریقہ اپنائے گی تو بھارت کے عوام بھی حکومت کی مدد کریں گے۔ لوک مانیہ تک کے اس اعلان کو جوابی تعاوون کہتے ہیں۔

پالیسی پر دوبارہ عمل کیا۔ انگریزوں نے اس خیال کی تشبیہ شروع کی کہ مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی تنظیم ہونی چاہیے۔ برطانوی حکومت کی اس حوصلہ افزائی کی وجہ سے مسلم سماج کے اعلیٰ طبقے کے ایک وفد نے آغا خان کی قیادت میں گورنر جنرل لارڈ منٹو سے ملاقات کی۔ لارڈ منٹو اور دیگر برطانوی افسران کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے ۱۹۰۶ء میں ”مسلم لیگ“ کا قیام عمل میں آیا۔

**مورے-منٹو قانون :** انگریز حکومت کے کاموں کے خلاف بھارتی عوام میں بے اطمینانی تھی۔ عوام کا خیال تھا کہ بھارتی عوام کی بدعالی کی اہم وجہ انگریزوں کی معاشی پالیسی ہے۔ کرزن کے جبر و استبداد، تعلیم یافتہ بھارتیوں کو ملازمتیں نہ دینا اور افریقہ میں بھارتیوں کے ساتھ ناروا سلوک، ان وجوہات کی بنا پر عوام کی بے چینی میں اضافہ ہوا۔ بھارتیوں کی اس بے اطمینانی کے زخم کی عارضی مرہم پٹی کے لیے ۱۹۰۹ء میں ”مورے-منٹو اصلاحات قانون“ نافذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت مجلسِ متفقہ میں بھارتی نمائندوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا اور چند نامزد بھارتی نمائندوں کو مجلسِ متفقہ میں شامل کرنے کی گنجائش نکالی گئی۔ اسی قانون کے تحت مسلمانوں کے لیے علیحدہ حلقة انتخاب کی منصوبہ بندی کی گئی۔ برطانیہ کی اس امتیازی پالیسی نے بھارت میں نفاق کا بیج بودیا۔

**لکھنؤ معاہدہ :** ۱۹۱۶ء میں قومی جماعت کے لکھنؤ اجلاس میں لوک مانیہ تک کی قیادت میں قومی جماعت کے اختلافات مٹانے کی کوشش کی گئی۔ اسی سال قومی جماعت اور مسلم لیگ کے درمیان مصالحت ہوئی۔ اسے ”لکھنؤ معاہدہ“ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے بھارتی قومی جماعت نے مسلمانوں کے علیحدہ حلقة انتخاب کو منظور کر لیا۔ اسی طرح مسلم لیگ نے بھارت کے سیاسی حقوق کے حصول میں کانگریس کا ساتھ دینا قبول کیا۔

**ہوم روں تحریک :** ۱۹۱۳ء میں جب تک منڈا لے جیل

اہمیت نہیں دی گئی۔ اس قانون نے سب کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ لوک مانیہ تک نے اس قانون پر سخت الفاظ میں تلقید کرتے ہوئے کہا کہ ”یہ سورج ہے نہ ہی اس کی بنیاد۔“ تمام بھارتیوں میں احساس پیدا ہوا کہ حکومت کو جھکانے کے لیے تحریکوں کو مزید تیز کرنا ہوگا۔ بھارت ایک نئے احتجاج کے لیے تیار ہو گیا۔

**مانیگو۔ چیمسفرڈ قانون :** ۱۹۱۹ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے بھارت میں دستوری اصلاحات کے لیے ایک قانون بنایا جسے مانیگو۔ چیمسفرڈ قانون کہتے ہیں۔ اس قانون کی رو سے غیر اہم محکمے بھارتی وزرا کے سپرد کیے گئے لیکن مالیات، مصوب اور داخلہ جیسے اہم محکمے گورنر کے قبضے میں ہی تھے۔ ۱۹۱۹ء کے قانون کی رو سے بھارتیوں کے ذمہ دار حکومت کے مطالبے کو

## مشق

### (۲) نوٹ لکھیے۔

- ۱۔ قومی جماعت کے مقاصد
- ۲۔ ونگ بھنگ ( تقسیم بنگال ) خریک
- ۳۔ قومی جماعت کا چار نکاتی پروگرام

### (۵) درج ذیل نکات کی مدد سے قومی جماعت کے قیام کا پس منظر بیان کیجیے۔

- انتظامی مرکوزیت
- معاشی استھان
- مغربی تعلیم
- بھارت کی قدیم تاریخ کا مطالعہ
- اخبارات کا کردار

### سرگرمی

انٹرنیٹ کی مدد سے قومی جماعت کے ابتدائی دور کے رہنماؤں سے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔



### (۱) صحیح تبادل کا انتقال کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

- ۱۔ بھارت سیوک سماج کی بنیاد..... نے رکھی۔
- (الف) گنیش واسودیو جوشی (ب) بھاوہ دا جی لاڈ
- (ج) ایم جی راناڑے (د) گوپال کرشن گوکھلے
- ۲۔ قومی جماعت کا پہلا اجلاس..... میں منعقد کیا گیا۔

(الف) پونہ (ب) ممبئی

(ج) کولکاتا (د) لکھنؤ

۳۔ ’گیتا رہیہ‘ نامی کتاب..... نے لکھی۔

(الف) لوک مانیہ تک (ب) دادا بھائی نوروجی

(ج) لا الچوت رائے (د) پن چندر پال

### (۲) نام لکھیے۔

۱۔ اعتدال پسند رہنما

۲۔ انہا پسند رہنما

### (۳) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ جنگ آزادی میں بھارتیوں میں فخر کا احساس بیدار ہوا۔

۲۔ قومی جماعت میں دو گروہ بن گئے۔

۳۔ لارڈ کرزن نے بنگال کی تقسیم کرنا طے کیا۔



## ۷۔ تحریک عدم تعاون

**ستیہ گرہ کا فلسفہ :** گاندھی جی نے ستیہ گرہ کے نئے طریقہ کار سے عوام کو متعارف کرایا۔ ستیہ گرہ کا مطلب ہے سچائی اور انصاف کے لیے احتجاج کرنا۔ نا انصافی کرنے والے شخص کو صبر اور عدم تشدد کے راستے سے سچائی اور انصاف کا احساس دلانا اور اس کے خیالات میں تبدیلی لانا ستیہ گرہ کا اصل مقصد تھا۔ گاندھی جی کی تعلیم تھی کہ ستیہ گرہ کرنے والوں کو تشدد اور جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آگے چل کرنہ صرف بھارت بلکہ دنیا کے کئی ممالک کی عوام نے نا انصافی کی مخالفت کرنے کے لیے ستیہ گرہ کا راستہ اپنایا۔ امریکہ کے سیاہ فاموں کے حقوق کی خاطر جدوجہد کرنے والے مارٹن لوٹھر گنگ اور جنوبی افریقہ کے نیلسن منڈیلا پر ہمی گاندھی جی کے ستیہ گرہ کے طریقے کا اثر پڑا۔

**چمپارن ستیہ گرہ :** بہار کے علاقے چمپارن میں باغات کے انگریز ماکان کی جانب سے بھارتی کسانوں پر نیل کی کاشت کرنے کی سختی کی جاتی تھی۔ طشدہ داموں میں نیل باغات کے ماکان کو فروخت کرنے کی سختی کی وجہ سے کسانوں کا معاشی نقصان ہوا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں گاندھی جی چمپارن گئے اور چمپارن کے کسانوں کو متحدر کر کے ستیہ گرہ کے طریقے سے احتجاج کیا۔ بھارت میں گاندھی جی کی پہلی لڑائی کامیاب ہوئی اور کسانوں کو انصاف ملا۔

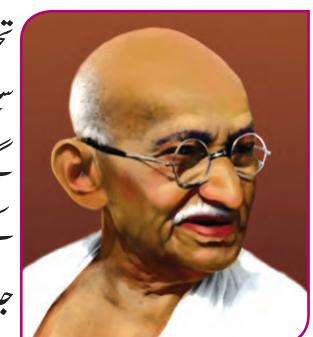
**کھیڑا ستیہ گرہ :** گجرات کے ضلع کھیڑا میں متعدد بار قحط پڑنے کی وجہ سے فضلوں کی حالت انتہائی خراب تھی۔ اس کے باوجود سرکار کی جانب سے جرالگان و صول کیا جاتا تھا۔ گاندھی جی نے کسانوں کو مشورہ دیا کہ وہ لگان ادا نہ کریں۔ تب مقامی کسانوں نے ۱۹۱۸ء میں کھیڑا ضلع میں لگان ادا نہ کرنے کی تحریک چلائی۔ گاندھی جی نے اس تحریک کی قیادت قبول کی اور بہت جلد سرکار کو لگان معاف کرنا پڑا۔

۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۷ء تک کا آزادی کی تحریک کا دور عہد گاندھی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ۱۹۲۰ء میں لوک مانیہ تک کی موت کے بعد قومی تحریک کی باگ ڈور مہاتما گاندھی کے ہاتھ میں آگئی۔ گاندھی جی نے ستیہ، اہنسا اور ستیہ گرہ جیسی قدروں کی بنیاد پر تحریک آزادی کوئی سمت عطا کی۔ گاندھی جی کی با اثر قیادت میں اس تحریک کو وسعت ملی اور بھارت کی جنگ آزادی کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔

**جنوبی افریقہ میں گاندھی جی کی کارکردگی :** ۱۸۹۳ء میں وکالت کے کام سے مہاتما گاندھی جنوبی افریقہ گئے تھے۔ جنوبی افریقہ برطانیہ کی نوا بادی تھی۔ صنعت و حرف، کاروبار اور تجارت نیز دیگر نوکریوں کے سلسلے میں وہاں کئی بھارتی بس

گئے تھے۔ وہاں کے بھارتی عوام کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جاتا۔ جگہ جگہ ان کی بے عزتی کی جاتی۔ ۱۹۰۶ء میں حکومت نے ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے سیاہ فاموں کو شناختی کا درجہ رکھنا ضروری تھا اور ان کی آزادی پر پابندی لگائی گئی تھی۔ اس نا انصافی کے خلاف گاندھی جی نے ستیہ گرہ کا راستہ اپنایا کہ وہاں کے لوگوں کو انصاف دلایا۔

**گاندھی جی کی بھارت میں آمد :** ۹ جنوری ۱۹۱۵ء کو گاندھی جی جنوبی افریقہ سے بھارت لوٹے۔ رکن کونسل گوپال کرشن گوکھلے کے مشورے سے انہوں نے پورے ملک کا دورہ کیا۔ عام لوگوں کا دکھ اور بدحالی دیکھ کر وہ غمگین ہو گئے اور ملک کی خدمت کا عہد کیا۔ وہ احمد آباد میں سابر متنی دریا کے کنارے ایک آشرم میں رہنے لگے۔ عام لوگوں کو انصاف دلانے کے لیے انہوں نے ستیہ گرہ کا راستہ اپنایا۔



مہاتما گاندھی

احتجاج نے پنجاب کے علاقے میں شدت اختیار کر لی اور امرتسر اس تحریک کا مرکز بن گیا۔ حکومت نے ظالمانہ کارروائیاں جاری رکھیں۔ گاندھی جی کے پنجاب میں داخلے پر پابندی لگادی گئی۔ جزل ڈائر نے امرتسر میں جلوسوں پر پابندی عائد کر دی۔ امرتسر کی ہڑتاں کی وجہ سے ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال جیسے اہم رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا۔

اس واقعے کی مذمت میں ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر کے جلیاں والا باغ میں بیساکھی کے تہوار کے موقع پر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ اسی وقت جزل ڈائر فوج کی گاڑیاں لے کر وہاں آیا۔ جلیاں والا باغ کے میدان سے نکاسی کا ایک راستہ تھا جو بہت تنگ تھا۔ انگریزوں نے اسے گھیر لیا اور بغیر کسی پیشگی اطلاع کے اس جلسے میں شریک نہتے لوگوں پر وحشیانہ انداز میں گولیاں چلائیں۔ تقریباً ۲۰۰ گولیاں چلانے کے بعد اسلحہ ختم ہونے پر یہ فائزگ بند کی گئی۔ اس قتلِ عام میں تقریباً چار سو مرد اور عورتیں ہلاک اور بے شمار افراد زخمی ہوئے۔ فائزگ کے فوراً بعد کرفیو نافذ کرنے کی وجہ سے زخمیوں کا فوری علاج بھی نہ ہو سکا۔ پنجاب میں فوجی قانون نافذ کر کے حکومت نے کئی لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔

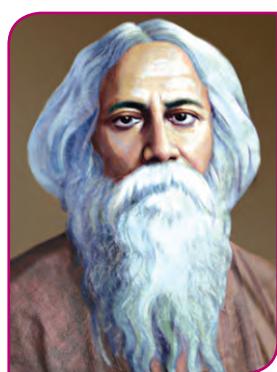
اس قتلِ عام کا ذمے دار پنجاب کا حاکم مائیکل اوڈواز تھا۔ ملک بھر میں اس واقعے کی مذمت کی گئی۔ قتلِ عام کی مذمت کے طور پر رابندر ناتھ ٹیگور نے انگریزی حکومت کا عطا کردہ سر کا خطاب واپس کر دیا۔ بعد میں بھارتیوں نے اس قتلِ عام کی تحقیقات کا شدید مطالبہ کیا جس کی وجہ سے حکومت نے ہنڑ کمیشن مقرر کیا۔

**خلافت تحریک:** دنیا کے تمام مسلمان ترکی کے سلطان کو اپنا خلیفہ یعنی مذہبی رہنمایتیں کرتے تھے۔ پہلی عالمی جنگ میں

**احمد آباد میں مزدوروں کی جدوجہد :** پہلی عالمی جنگ کے دوران مہنگائی میں بے تحاشہ اضافہ ہوا تھا۔ مل مزدوروں نے تنخواہوں میں اضافے کا مطالبہ کیا لیکن مل ماکان نے ان کے مطالبات ٹھکرایا۔ گاندھی جی کے مشورے سے مزدوروں نے بھوک ہڑتاں اور بند کیا۔ بھوک ہڑتاں میں گاندھی جی نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ آخر کار مل ماکان کو پسپا ہونا پڑا اور انہوں نے مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا۔

**روٹ ایکٹ کے خلاف ستیہ گرہ :** پہلی عالمی جنگ میں بھارتیوں نے برطانیہ کا ساتھ دیا۔ بھارتیوں کو لگتا تھا کہ جنگ کے خاتمے کے بعد بھارتیوں کے مفاد میں فیصلے کیے جائیں گے اور ذمہ دار نظام حکومت قائم کیا جائے گا۔ بھارتی عوام میں بڑھتی ہوئی قیمتوں، بڑھتے ہوئے ٹیکس وغیرہ معاشی و سیاسی و جوہات کی بناء پر انگریز حکومت کے خلاف بے اطمینانی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس بے اطمینانی پر قابو پانے اور اس کے تدارک کے لیے انگریز حکومت نے سڈنی روٹ نامی افسر کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی کی سفارش سے ۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو حکومت نے مرکزی مقننه میں بھارتی ارکین کی مخالفت کے باوجود نیا قانون بنایا جسے 'روٹ ایکٹ' کہتے ہیں۔ اس قانون کی رو سے حکومت کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ کسی بھی بھارتی کو بلا تحقیق گرفتار کر کے عدالتی کارروائی کے بغیر جیل میں بند کر سکتی ہے۔ اس قانون کے مطابق دی ہوئی سزا کے خلاف ملک بھر اپیل کرنے پر بھی پابندی لگادی گئی۔ اس قانون کو بھارتیوں نے 'کالا قانون' کا نام دیا۔ اس کا لے قانون کے خلاف ملک بھر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اس قانون کی مذمت میں گاندھی جی نے ستیہ گرہ کا فیصلہ لیا اور ۶ اپریل ۱۹۱۹ء کو روٹ ایکٹ کے خلاف ملک بھر میں ہڑتاں کرنے کی اپیل کی۔ اس اپیل پر بھارتی عوام نے بڑے پیمانے پر ساتھ دیا۔

**جلیاں والا باغ قتل عام :** روٹ ایکٹ کے خلاف



رائبندرناث ٹیگور

حاصل ہوئی۔ ملک میں قومی تعلیم دینے والے کئی اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ اگلے انتخابات کا بھی بابیکاٹ کیا گیا۔ بدیسی کپڑوں کا بابیکاٹ کر کے انھیں نذرِ آتش کیا جانے لگا اور بدیسی کپڑوں کی دکانوں کے سامنے احتجاج کیا جانے لگا جس کی وجہ سے بدیسی کپڑوں کی درآمد کم ہو گئی۔

۱۹۲۱ء میں ممبئی آنے والے پُنس آف ویز، کا استقبال ہڑتاں کر کے کیا گیا۔ سنسان راستے اور بند دکانوں نے شہزادے کا استقبال کیا۔ آسام کے چائے کے باغات والوں سے لے کر بنگال کے ریلوے مزدوروں تک یہ تحریک پھیل گئی۔ اس تحریک پر قابو پانے کے لیے انگریزوں نے ظلم و استبداد کا طریقہ اپنایا۔

۱۹۲۲ء میں اُتر پردیش کے ضلع گورکھپور میں چوری چورا کے مقام پر ایک پرمان جلسے پر پُلس نے گولیاں برسائیں۔ مشتعل ہجوم نے پُلس چوکی کو آگ لگا دی جس میں ایک پُلس افسر سمیت ۲۲ رہباہی جل مرے۔ اس واقعے سے گاندھی جی کو انہائی دُکھ پہنچا اور فروری ۱۹۲۲ء کو گاندھی جی نے عدم تعاون تحریک کو ملتوی کر دیا۔



### ملشی ستیگرہ :

عدم تعاون تحریک کے زمانے میں ضلع پونہ کے ملشی تعلقے میں کسانوں نے حکومت کے خلاف ستیگرہ کیا۔ اس ستیگرہ کی قیادت سیناپتی پانڈورنگ مہادیو بapat نے کی جس کے لیے انھیں سال قید کی سزا دی گئی۔

مارچ ۱۹۲۲ء میں گاندھی جی کو گرفتار کیا گیا۔ ان پر یہ نگ بانڈیا، میں حکومت کے خلاف تین مضمایں لکھنے کا الزام لگا کر بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا۔ احمد آباد میں مخصوص عدالت قائم کر کے انھیں چھے سال کی قید سنائی گئی۔

بعد میں خرابی صحت کی بنا پر گاندھی جی کو رہا کر دیا گیا۔

ترکی انگریزوں کے مخالف گروہ میں تھا۔ جنگ میں بھارتی مسلمانوں کا تعاون حاصل کرنے کے لیے برطانیہ کے وزیر اعظم نے یقین دلا یا کہ جنگ کے خاتمے کے بعد خلیفہ کی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن برطانیہ جنگ کے اختتام پر اپنے وعدے سے مکر گیا۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ خلیفہ کی حمایت میں بھارت کے مسلمانوں نے جو تحریک شروع کی اسے ’خلافت تحریک‘ کہتے ہیں۔ گاندھی جی نے محسوس کیا کہ اگر اس مسئلے پر ہندو مسلمانوں کے اتحاد سے ملک گیر تحریک شروع کی جائے تو حکومت را راست پر آ جائے گی۔ اس لیے گاندھی جی نے خلافت تحریک کا ساتھ دیا۔ حکومت سے عدم تعاون کی تجویز خلافت کمیٹی نے قبول کر لی۔ اس زمانے میں ہندو۔ مسلم اتحاد خاص طور سے دکھائی دیتا ہے۔

**عدم تعاون تحریک :** عدم تعاون تحریک کے پیش پرده گاندھی جی کا یہ خیال تھا کہ برطانیہ حکومت کا دار و مدار بھارتیوں کے تعاون پر ہی ہے۔ اگر بھارت کے لوگ مکمل طور پر انگریز حکومت سے عدم تعاون کا راستہ اختیار کر لیں تو انگریز حکومت ڈگمگا جائے گی۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اس تحریک میں حصہ لیں۔

۱۹۲۰ء میں ناپور میں قومی جماعت (مشتل کانگریس) کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں چترنجن داس کے پیش کردہ عدم تعاون کی تجویز کو منظوری دی گئی۔ اس تحریک کی باگ ڈور گاندھی جی کے سپرد کی گئی۔ اس تجویز کی رو سے یہ طے پایا کہ سرکاری دفاتر، عدالتوں، بدیسی اشیاء، سرکاری اسکولوں اور کالجوں کا بابیکاٹ کیا جائے۔

**عدم تعاون تحریک کی پیش رفت :** عدم تعاون کے پروگرام کے مطابق پنڈت موتی لال نہرو اور چترنجن داس جیسے مشہور وکیلوں نے عدالتوں کا بابیکاٹ کیا۔ اسی دور میں سرکاری اسکولوں، کالجوں کے بابیکاٹ سے قومی تعلیم کے خیال کو تقویت



**سامن و اپس جاؤ**

و اپس جاؤ کے نعرے لگا کر شدید مخالفت کی گئی۔ مظاہرین پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ لاہور میں ہونے والے سامن کمیشن کے خلاف مظاہرے کی قیادت لا ال بچت رائے نے کی۔ پولس نے



**لا ال بچت رائے**

لاٹھی چارج کیا۔ سینڈرنس نامی ظالم پولس افسر نے لا ال بچت کے سینے پر لاٹھیاں برسائیں۔ اس حملے کے بعد مدتی اجلاس میں لا ال بچت نے کہا ”لاٹھی کا ہر ایک وار انگریز حکومت کے تابوت میں ایک کیل ٹونک رہا ہے۔“ اگلے کچھ دنوں میں لا ال بچت کی موت ہو گئی۔

**نہرو رپورٹ :** وزیر بھارت برکن ہیڈ نے بھارتی رہنماؤں پر تقيید کی کہ وہ اتفاق رائے سے سیاسی دستور تیار کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے تمام پارٹیوں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کے صدر پنڈت موتی لال نہرو تھے۔ اس رپورٹ میں بھارت کو ناؤ بادیاتی سوراج (خود مختاری) دینا، بالغوں کے لیے حق رائے دہی کو رو بہ عمل لانا، بھارتیوں کو بنیادی شہری حقوق دینا اور لسانی اعتبار سے علاقوں کی تقسیم کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ اس رپورٹ کو نہرو رپورٹ کہتے ہیں۔

حکومت کو متنبہ کیا گیا کہ ۱۹۲۹ء کے اخیر تک ان مطالبات

انھوں نے عدم تعاون تحریک کے ساتھ ساتھ تعمیری کام کا آغاز کیا جس میں خاص طور پر سودیشی مال کا استعمال، ہندو مسلم اتحاد، شراب بندی، چھوٹ چھات کا خاتمه، کھادی کا استعمال اور قومی تعلیم جیسے امور شامل تھے۔ ان تعمیری سرگرمیوں کی وجہ سے دیہی علاقوں میں قومی تحریک کافی مضبوط ہو گئی۔

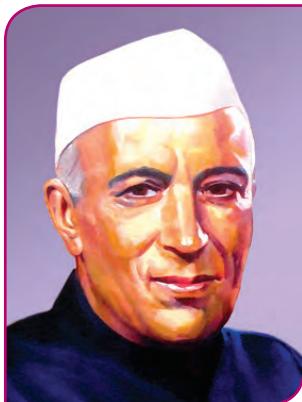
**سوراج پارٹی :** چترنجن داس اور موتی لال نہرو نے بھارتی قومی جماعت میں یہ خیال پیش کیا کہ حکومت کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا ہے تو قانون ساز مجلس میں پہنچنا ہو گا۔ ۱۹۲۲ء میں بھارتی قومی جماعت کے تحت سوراج پارٹی قائم کی۔

۱۹۲۳ء کے انتخابات میں مرکزی اور صوبائی قانون ساز مجلس کے لیے سوراج پارٹی کے کئی امیدوار منتخب ہوئے جن میں موتی لال نہرو، مدن موہن مالویا، لا ال بچت رائے، این سی کیلکر وغیرہ شامل تھے۔ جس وقت ملک میں سیاسی تحریکیں سست ہو گئیں اس وقت قانون ساز مجلس میں سوراج پارٹی نے لڑائی لڑی۔ قانون ساز مجلس میں سرکار کی نا انصافیوں کی ڈھٹ کر مخالفت کی۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ مستقبل میں بھارت میں ایک ذمہ دار حکومت قائم کی جائے۔ بھارتیوں کے مسائل حل کرانے کے لیے گول میز کا نفرس بلانے اور سیاسی قیدیوں کو رہائی دلانے کی قرارداد منظور کروائی لیکن حکومت نے ان کی کئی تجاویز کو ٹھکرایا۔

**سامن کمیشن :** ۱۹۱۹ء میں مانٹپیکو چیمسفرڈ قانون کے ذریعے دی گئی اصلاحات اطمینان بخش نہیں تھیں جس کی وجہ سے بھارت کے عوام میں بے اطمینانی تھی۔ اس بنا پر انگریز حکومت نے ۱۹۲۷ء میں سرجان سامن کی صدارت میں ایک کمیشن قائم کیا لیکن اس سات رکنی کمیشن میں ایک بھی بھارتی نمائندہ شامل نہیں تھا اس لیے بھارت کی سیاسی پارٹیوں نے سامن کمیشن کے باہیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ ٹلنگیو،

۱۹۲۸ء میں سامن کمیشن بھارت آیا تو وہ جہاں جہاں گیا وہاں اس کے خلاف مظاہرہ کیا گیا۔ سامن گوبیک، سامن

۳۱ رسمبر ۱۹۲۹ء کو پنڈت جواہر لال نہرو نے راوی دریا کے کنارے ترنگا لہرایا اور طے کیا گیا کہ ۲۶ رجنوی کو یوم آزادی کے طور پر منایا جائے۔ برطانوی حکومت کے پنجے سے بھارت کو رہائی دلانے اور آزادی کی لڑائی پر امن طریقے سے لڑنے کے لیے ۲۶ رجنوی ۱۹۳۰ء کو پورے ملک میں حلف لیا گیا جس سے ملک میں ہر طرف بیداری اور جوش کا ماحول پیدا ہو گیا۔ لاہور اجلاس میں مکمل آزادی کی قرارداد منظور ہونے کے بعد



**پنڈت جواہر لال نہرو**

کو منظور نہ کیا گیا تو سول نافرمانی کی تحریک شروع کی جائے گی۔ اس پس منظر میں دسمبر ۱۹۲۹ء میں پنڈت جواہر لال نہرو کی صدارت میں منعقدہ لاہور اجلاس تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

**مکمل آزادی کا مطالبہ :** پیشتر نوجوان رضا کاروں کو نیشنل کانگریس کا مقصد نوا آبادیاتی سوراج منظور نہیں تھا۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور سجاش چندر بوس ایسے نوجوانوں کے رہنماء تھے جن کا مطالبہ مکمل سوراج کا تھا۔ نوجوانوں کے اس گروہ کے دباؤ سے لاہور اجلاس میں مکمل آزادی کی قرارداد منظور کی گئی۔ اس قرارداد کے ذریعے بھارتی قومی جماعت نے نوا آبادیاتی خود مختاری کے مطالبے کو ترک کر دیا اور بھارت کی مکمل آزادی ہی قومی تحریک کا مقصد بن گئی۔

## مشق

(۳) درج ذیل سوالوں کے تا ۳۰ رسمبر ۱۹۲۵ء کے لفاظ میں جواب لکھیے۔

۱۔ ستیگرہ کے فلسفے کی وضاحت کیجیے۔

۲۔ سوراج پارٹی کا قیام کیوں عمل میں آیا؟

(۴) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ بھارت کے لوگوں نے روایت ایکٹ کی مخالفت کی۔

۲۔ گاندھی جی نے عدم تعاون تحریک کو واپس لے لیا۔

۳۔ بھارتیوں نے سائنس کمیشن کا بایکاٹ کیا۔

۴۔ بھارت میں خلافت تحریک شروع کی گئی۔

(۱) صحیح تبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ گاندھی جی نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز ..... سے کیا۔

(الف) بھارت (ب) برطانیہ

(ج) جنوبی افریقہ (د) میانمار

۲۔ کسانوں نے ضلع ..... میں لگان ادا نہ کرنے کی

تحریک شروع کی۔

(الف) گوکپور (ب) کھیرا

(ج) سولاپور (د) امراؤتی

۳۔ جلیاں والا باغ کے قتل عام کی نہمت میں رابندر ناتھ ٹیگور

نے حکومت کا عطا کر دہ ..... خطاب واپس کر دیا۔

(الف) لارڈ (ب) سر

(ج) رائے بہادر (د) راؤ صاحب

(۲) درج ذیل سوالوں کے ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ ۱۹۰۶ء کے فرمان کی رو سے جنوبی افریقہ میں سیاہ فاموں پر

کون سی پابندیاں لگائی گئیں؟

۲۔ گاندھی جی نے بھارت میں پہلا ستیگرہ کہاں کیا؟

۳۔ جلیاں والا باغ میں گولیاں برسانے کا حکم کس افسر نے دیا؟

ٹہنیک



## ۸۔ سول نافرمانی کی تحریک

ماہول تیار ہوا۔ ۵ راپریل ۱۹۳۰ء کو گاندھی جی دانڈی کے مقام پر پہنچے۔ ۶ راپریل کو دانڈی کے ساحل پر نمک اٹھا کر گاندھی جی نے نمک کا قانون توڑا اور اسی کے ساتھ ملک بھر میں سول نافرمانی کی تحریک شروع ہو گئی۔

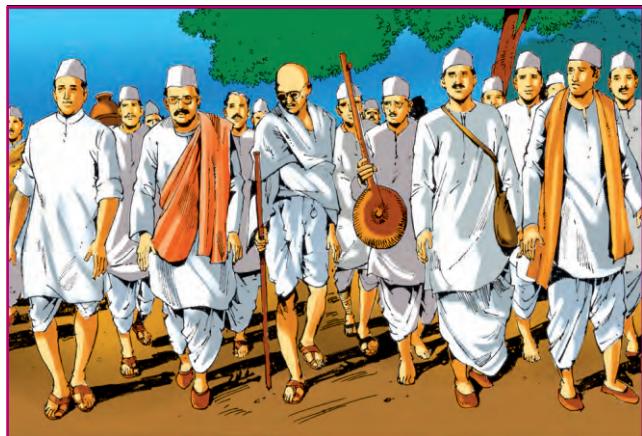
**پشاور کی ستیگرہ :** شمال مغربی سرحدی صوبے میں خان عبد الغفار خان گاندھی جی کے عقیدت مند پیرو تھے۔ انہیں سرحدی گاندھی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ خدمتگار نامی تنظیم قائم کی۔ ۲۳ راپریل ۱۹۳۰ء کو انہوں نے پشاور میں ستیگرہ شروع کیا۔ تقریباً ایک ہفتے تک پشاور ستیگرہ کرنے والوں کے قبضے میں رہا۔

حکومت نے گڑھوال فوجی دستے کو ستیگرہ کرنے والوں پر گولیاں چلانے کا حکم دیا لیکن گڑھوال دستے کے افسر چندر سنگھٹھا کرنے گوئی چلانے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے فوجی عدالت نے انہیں سخت سزا سنائی۔

گاندھی جی کے ذریعے شروع کی گئی سول نافرمانی تحریک کی وجہ سے انگریز حکومت مشکل میں آگئی تھی۔ ۲۴ مئی ۱۹۳۰ء کو گاندھی جی کو گرفتار کر لیا گیا۔ حکومت نے جبر و استبداد کا راستہ اختیار کیا۔ پورے ملک میں گاندھی جی کی گرفتاری کی نہمت کی گئی۔

**سوالاپور کا ستیگرہ :** سوالاپور کے ستیگرہ میں میل مزدور پیش پیش تھے۔ ۲۶ مئی ۱۹۳۰ء کو سوالاپور میں ہڑتال کی گئی۔ اس سلسلے میں ایک بڑا جلوس نکلا گیا۔ اس وقت گلکھڑ نے جلوس پر گولیاں برسانے کا حکم دیا جس میں شنکر شیودارے سمیت کئی رضا کار ہلاک ہوئے۔ نتیجتاً عوام نے پولس اسٹیشن، ریلوے اسٹیشن، عدالتوں، میونسپل عمارتوں وغیرہ پر حملہ کیے۔ حکومت نے

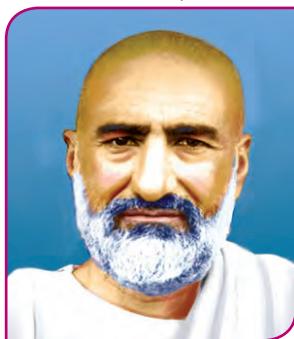
مہاتما گاندھی نے سول نافرمانی کی تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔ اس تحریک کے آغاز سے قبل گاندھی جی نے انگریز حکومت سے کئی مطالبات کیے تھے جس میں نمک پر لگائے گئے ٹیکس کو ختم کر کے نمک تیار کرنے کی سرکاری اجارہ داری ختم کرنے کا مطالبہ اہم تھا لیکن حکومت نے ان مطالبات کو ٹھکرایا جس کی وجہ سے گاندھی جی نے نمک کا قانون توڑ کر پورے ملک میں ستیگرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔



دانڈی باترا

نمک عام انسان کی غذا کا ایک اہم جز ہے۔ اس لیے نمک جیسی ضروریاتِ زندگی پر ٹیکس لگانا سراسر نا انصافی تھی۔ اس لیے گاندھی جی نے نمک کا ستیگرہ کیا۔ نمک کا ستیگرہ ایک علامت تھی۔ حقیقتاً اس کا وسیع مقصد انگریز حکومت کے ظالمانہ اور غیر منصفانہ قوانین کو پر امن اور ستیگرہ کے ذریعے توڑنا تھا۔

نمک کا ستیگرہ کرنے کے لیے گاندھی جی نے گجرات کے ساحلِ سمندر پر دانڈی نامی مقام کا انتخاب کیا۔ ۱۲ مارچ ۱۹۳۰ء کو گاندھی جی ۸۷ رسا تھیوں کے ساتھ سا برتی آشram سے دانڈی کے لیے روانہ ہوئے۔ تقریباً ۳۸۵ کلومیٹر کی پیدل مسافت کے دوران انہوں نے کئی گاؤں میں تقریریں کیں۔ اپنی تقریریوں کے ذریعے گاندھی جی نے عوام کو بے خوفی سے سول نافرمانی کی تحریک میں شامل ہونے کی اپیل کی۔ گاندھی جی کی تقاریر سے سول نافرمانی کا پیغام ہر سمت پھیل گیا اور تحریک کے لیے سازگار



خان عبدالغفار خان

چرنیر، پوسد وغیرہ مقامات پر جنگل ستیہ گرہ کیا گیا جس میں ادی واسیوں نے بڑے پیانے پر حصہ لیا۔

**بابو گینو کی قربانی :** ممبئی میں بدیسی مال کے بائیکاٹ کی تحریک جاری تھی۔ ستیہ گرہ کرنے والے بدیسی مال لے جانے والی سواریوں کو روک رہے تھے۔ ممبئی کے ایک مل مزدور بابو گینو



بابو گینو سید

سید اس تحریک میں پیش پیش تھے۔ پوس کی حفاظت میں بدیسی مال سے بھرا ہوا ایک ٹرک بابو گینو کے سامنے آیا۔ ٹرک کو روکنے کے لیے بابو گینو راستے پر لیٹ گئے اور پوس کی دھمکی کے باوجود اپنی جگہ سے نہیں ہلے۔ آخر کار ٹرک ان کو چلتا ہوا گزر گیا اور بابو گینو سید نے شہادت کا جام نوش کیا۔ ان کی اس قربانی نے قومی تحریک میں جوش پیدا کر دیا۔

مارشل لا یعنی فوجی قانون نافذ کر کے تحریک کو کچل دیا اور اس تحریک میں پیش پیش رہنے والے ملپاڈن شیٹی، شری کرشن سارڈا، قربان حسین اور جگنا تھندے کو پھانسی دی۔



شری کرشن سارڈا



ملپا دھن شیٹی



قربان حسین  
جنگنا تھندے



### سوال نافرمانی تحریک کی خصوصیات:

- اب تک کی تحریکیں شہری حدود تک محدود تھیں لیکن یہ تحریک ملک گیر پیانے پر چلی۔ دیہاتوں اور گاؤں کے عوام نے اس میں شرکت کی۔ اس تحریک میں خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کستور بagan دھی، کملا دیوبی چٹپاڈھیائے، اوپنیکا بائی گوکھلے، لیلاوتی منشی، ہنساین مہتا نے ستیہ گرہیوں کی قیادت کی۔
- یہ تحریک پوری طرح عدم تشدد طریقے سے چلائی گئی۔ اگریز حکومت کے جبر و استبداد کے باوجود عوام نے نہتے ہو کر مقابلہ کیا۔ اس وجہ سے بھارتی عوام نذر ہو گئے۔

**دھاراسنا ستیہ گرہ :** گجرات کے دھاراسنا میں ہونے والے ستیہ گرہ کی قیادت سرو جنی نایڈو نے کی۔ نمک کا قانون توڑنے والے ستیہ گرہیوں پر پوس نے لاثھیاں بر سائیں مگر ستیہ گرہ کرنے والے خاموشی سے لاثھیوں کی مار برداشت کرتے رہے۔ انھیں علاج معالجے کے لیے لے جایا جاتا تو اس کی جگہ دوسرا گروہ آگے آتا تا اور یہ عمل مسلسل جاری رہا۔ مہاراشٹر میں وڈالا، مالوان اور شرودا کے مقامات پر نمک کا ستیہ گرہ ہوا۔



سروجنی نایڈو

جہاں نمک سار نہیں تھے اس جگہ لوگوں نے جنگل سے متعلق قانون توڑنے کی ابتدا کی۔ مہاراشٹر میں بلاشی، سگنم نیر، کلوں،

۱۹۳۱ء میں منعقد ہوئی۔ مہاتما گاندھی اس کانفرنس میں انڈین نیشنل کانگریس کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ کانگریس کے علاوہ مختلف ذات و قبائل، سیاسی پارٹیوں اور دیسی ریاستوں کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس کانفرنس میں حکومت نے اقیتوں کا مسئلہ اٹھایا۔ اس مسئلے پر اور آئندہ کی وفاقی حکومت کے دستور کی نوعیت کے سلسلے میں ان میں اختلاف پیدا ہوا۔ گاندھی جی نے مصالحت کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ آخر کار گاندھی جی دل برداشتہ ہو کر بھارت لوٹ آئے۔

**پونہ معہدہ :** ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے گول میز کانفرنس میں دلوں کی نمائندگی کی تھی۔ وہاں انہوں نے دلوں کے لیے جدا گانہ حلقہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ دوسری گول میز کانفرنس کے بعد برطانوی وزیر اعظم ریسے میکڈونالڈ نے فرقہ وارانہ نمائندگی کا اعلان کیا۔ اس کے مطابق دلوں کے لیے جدا گانہ حلقہ انتخاب مخصوص کیے گئے۔ فرقہ وارانہ بنیاد پر ہندوستان کی تقسیم گاندھی جی کو مظہور نہ تھی۔



**ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر** فرقہ وارانہ نمائندگی کے خلاف ایروڈا جیل میں 'مرن برٹ' شروع کیا۔ انڈین نیشنل کانگریس کے رہنماؤں نے ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر سے درخواست کی کہ وہ اپنے مطالبے پر دوبارہ غور کریں۔ قومی مفاد کے پیش نظر ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ ۱۹۳۲ء میں پونہ میں گاندھی جی اور ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کے درمیان ایک معہدہ ہوا جو پونہ معہدہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس معہدے کی رو سے دلوں کے لیے جدا گانہ حلقہ انتخاب کی بجائے نشیتیں محفوظ رکھنا طے پایا۔

**تیسرا گول میز کانفرنس :** نومبر ۱۹۳۲ء میں تیسرا گول میز کانفرنس منعقد کی گئی لیکن کانگریس نے اس کانفرنس کا

**گول میز کانفرنس :** سول نافرمانی تحریک کے دوران برطانوی وزیر اعظم ریسے میکڈونالڈ کا خیال تھا کہ بھارت سے متعلق دستوری مسائل پر غور و خوض کیا جائے۔ اس کے لیے اس نے لندن میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کانفرنس کو گول میز کانفرنس کہا جاتا ہے۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء کے درمیان تین گول میز کانفنسوں کا انعقاد کیا گیا۔

**پہلی گول میز کانفرنس :** ریسے میکڈونالڈ پہلی گول میز کانفرنس کے صدر تھے۔ اس کانفرنس میں بھارت اور برطانیہ کے مختلف نمائندے موجود تھے جن میں ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر، سر تج بہادر سپرو، بیر سٹر محمد علی جناح وغیرہ شامل ہیں۔ مرکزی سطح پر ذمے دار طرز حکومت، بھارت میں متحده ریاستوں کا قیام جیسے مختلف موضوعات پر بحث ہوئی۔ اس کانفرنس میں مختلف سیاسی جماعتوں اور دیسی ریاستوں کے نمائندے موجود تھے مگر بھارتی قومی جماعت نے اس کانفرنس میں حصہ نہیں لیا۔ بھارتی قومی جماعت (انڈین نیشنل کانگریس) ملک کی نمائندہ قومی جماعت تھی اس لیے اس کی شرکت کے بغیر یہ گول میز کانفرنس بے نتیجہ ثابت ہوئی۔

**گاندھی- ارون معہدہ :** برطانوی وزیر اعظم کو امید تھی کہ بھارتی قومی جماعت دوسری گول میز کانفرنس کے مباحثے میں شریک ہوگی۔ وزیر اعظم کی اپیل کے پیش نظر و اسرائے نے گاندھی جی اور دیگر رہنماؤں کو جیل سے آزاد کر دیا اور انڈین نیشنل کانگریس کو آزادانہ طریقے سے اس مباحثے میں حصہ لینے کا ماحول تیار کیا۔ و اسرائے ارون اور گاندھی جی کے درمیان ایک سمجھوتا ہوا جسے 'گاندھی - ارون معہدہ' کہا جاتا ہے۔ اس معہدے کی رو سے بھارت کی طرف سے دستوری اعتبار سے ذمے دار حکومت کی جو تجویز پیش ہوئی تھی، اسے قبول کرنے کا وعدہ کیا۔ اس لیے کانگریس نے سول نافرمانی تحریک والپس لی اور دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے اور گفت و شنید پر رضامندی کا اظہار کیا۔

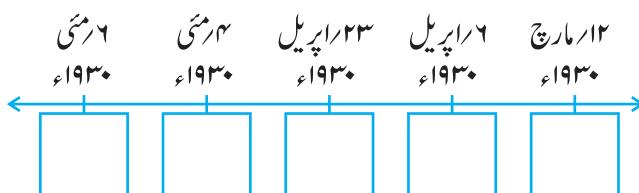
**دوسری گول میز کانفرنس :** دوسری گول میز کانفرنس

اختیار کیا۔ تمام شہری حقوق غصب (سلب) کر لیے گئے۔ انہیں نیشنل کا گریس اور اس کی حامی پارٹیوں کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ ان کے دفاتر اور پنجی ضبط کر لی گئی۔ قومی اخبارات اور ادب پر پابندی عائد کی گئی۔ آخراً اپریل ۱۹۳۲ء میں گاندھی جی نے یہ تحریک واپس لے لی اور سول نافرمانی تحریک کا تاریخی دور ختم ہو گیا۔

باہیکاٹ کیا جس کی وجہ سے یہ کانفرنس بالکل بے معنی ہو کر رہ گئی۔ **سول نافرمانی کا دوسرا دور** : دوسری گول میز کانفرنس سے دل برداشتہ ہو کر گاندھی جی لوٹے اور دوبارہ سول نافرمانی تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ حکومت نے فوراً گاندھی جی کو گرفتار کر لیا جس کی وجہ سے عوام میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ حکومت نے اس تحریک کو کچلنے کے لیے غیر انسانی روایہ

## مشق

(۲) سول نافرمانی تحریک کا زمانی خط کامل کیجیے۔



### سرگرمی

- ۱۔ سول نافرمانی تحریک میں حصہ لینے والے درج ذیل اشخاص کے کارناموں کی مزید معلومات مع تصاویر جمع کر کے جماعت میں نمائش کیجیے۔
- (الف) سروجنی نائیدو (ب) خان عبدالغفار خان
- (ج) سید بابو گینو
- ۲۔ سبق میں مذکور سول نافرمانی تحریک کے مقامات کی بھارت کے نقشے کے خارکے میں نشانہ ہی کیجیے۔



(۱) صحیح متبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

- (مہاتما گاندھی، خدائی خدمتگار، ریمیسے میکڈونالڈ، سروجنی نائیدو)
- ۱۔ لندن میں ..... نے گول میز کانفرنس کا انعقاد کیا۔
  - ۲۔ خان عبدالغفار خان نے ..... تنظیم کی بنیاد رکھی۔
  - ۳۔ دھارا سناستیگرہ کی قیادت ..... نے کی۔
  - ۴۔ دوسری گول میز کانفرنس میں ..... انہیں نیشنل کا گریس کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

(۲) درج ذیل بیانات و جوابات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ چندر سلگھٹھا کر کوئو جی عدالت نے سخت سزا سنائی۔
- ۲۔ حکومت نے سوالاپور میں مارشل لانڈز کیا۔
- ۳۔ پہلی گول میز کانفرنس ناکام رہی۔
- ۴۔ گاندھی جی نے ایروڈا جبل میں مُرمن برت رکھا۔

(۳) درج ذیل سوالوں کے تا ۲۵ تا ۳۰ رالفاظ میں جواب لکھیے۔

- ۱۔ گاندھی جی نے نمک کا قانون توڑ کر پورے ملک میں ستیگرہ کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟
- ۲۔ انہیں نیشنل کا گریس نے سول نافرمانی تحریک کیوں ملتی کر دی؟

## ۹۔ جنگ آزادی کا آخری دور

کیا۔ مارچ ۱۹۴۲ء میں انہوں نے بھارت کے متعلق ایک منصوبہ بھارتی عوام کے سامنے پیش کیا لیکن اس منصوبے سے کوئی بھی سیاسی پارٹی مطمئن نہیں تھی۔ اس منصوبے میں مکمل آزادی کے مطالبے کا واضح تذکرہ نہ ہونے کی وجہ سے انڈین نیشنل کانگریس نے بھی اسے رد کر دیا۔ کرپس منصوبے میں قیام پاکستان کا بھی تذکرہ نہیں تھا اس لیے مسلم لیگ نے بھی اسے نامنظور کر دیا۔

**دوسری عالمی جنگ اور بھارتی قومی جماعت :** ۱۹۳۹ء میں یورپ میں دوسری عالمی جنگ چھڑ گئی۔ اس وقت کے وائراء لارڈ لین لیکھو نے اعلان کیا کہ انگلستان کے ساتھ بھارت بھی اس جنگ میں شریک ہے۔ انگلستان کا دعویٰ تھا کہ وہ یورپ میں جمہوریت کی بقا کے لیے لڑ رہا ہے۔ انڈین نیشنل کانگریس نے مطالبہ کیا کہ اگر اس کا دعویٰ سچا ہے تو وہ بھارت کو فوراً آزاد کر دے۔ انگلستان نے یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اس لیے نومبر ۱۹۳۹ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے صوبائی وزرا کونسل نے استعفیٰ دے دیا۔

**بھارت چھوڑو تحریک :** کرپس منصوبے کے بعد نیشنل کانگریس نے حصولِ آزادی کے لیے زبردست تحریک چلانے کا عہد کیا۔ وردھا کے مقام پر ۱۷ جولائی ۱۹۴۲ء کو قومی جماعت کی مجلسِ عاملہ نے قرارداد منظور کی کہ انگریز حکومت ختم کر کے بھارت کو آزاد کیا جائے۔ انڈین نیشنل کانگریس نے یہ تنبیہ بھی دی کہ اگر یہ مطالبہ نامنظور ہوا تو وہ بھارت کی آزادی کے لیے پر امن طریقے سے زبردست تحریک شروع کرے گی۔

**بھارت چھوڑو قرارداد :** ۱۸ اگست ۱۹۴۲ء کو ممبئی کے گوالیا ٹینک میدان (موجودہ کرانٹی میدان) میں انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس شروع ہوا۔ اس اجلاس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ وردھا میں قومی جماعت کی مجلسِ عاملہ نے قرارداد منظور کی تھی کہ انگریزوں کو بھارت چھوڑ کر چلے جانا چاہیے۔ اس قرارداد

اس سبق میں ہم بھارت چھوڑو تحریک، خفیہ تحریک اور آزاد ہندووج کی کارکردگی کا مطالعہ کریں گے۔

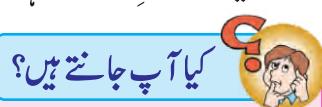
**۱۹۴۵ء کا قانون :** اس قانون کی رو سے بھارت میں انگلستان کے زیر اقتدار صوبے اور دیسی ریاستوں کو ملا کر ایک وفاقی حکومت قائم کرنا طے پایا۔ اس کے مطابق برطانوی اقتدار والے صوبوں کا نظم و نسق بھارتی نمائندوں کو دیا جانے والا تھا۔ وفاقی حکومت میں شامل ہونے کے بعد دیسی ریاستوں کی خود مختاری ختم ہو جاتی اس لیے دیسی حکمرانوں نے اس میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے وفاقی حکومت کے منصوبے پر عمل نہ ہوسکا۔

**صوبائی وزارتی مجلس :** ۱۹۴۵ء کے قانون سے انڈین نیشنل کانگریس مطمئن نہیں تھی۔ اس کے باوجود اس نے اس قانون کے تحت ہونے والے صوبائی قانون ساز مجلسوں کے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۴۷ء میں ملک کے گیارہ صوبوں میں انتخابات ہوئے جن میں آٹھ صوبوں میں بھارتی قومی جماعت کو اکثریت حاصل ہوئی اور ان کی کابینہ (وزراء کونسل) برسر اقتدار آئی۔ بقیہ تین صوبوں میں کسی بھی پارٹی کو واضح اکثریت نہ ملنے کی وجہ سے ملی جلی کابینہ بنائی گئی۔

انڈین نیشنل کانگریس کی کابینہ نے سیاسی قیدیوں کی رہائی، بنیادی صنعتی تعلیم، دلوں کی فلاح کے لیے تدابیر، شراب بندی اور کسانوں کے لیے قرض کے خاتمے کا قانون جیسے فلاحتی کام کیے۔

**کرپس منصوبہ :** دوسری عالمی جنگ میں برطانیہ نے جاپان کے خلاف امریکہ کا ساتھ دیا۔ جاپانی فوجیں بھارت کی مشرقی سرحد تک آپنچیں۔ برطانیہ کو محسوس ہونے لگا کہ اگر جاپان نے بھارت پر حملہ کر دیا تو جوابی کارروائی کے لیے بھارتیوں کا تعاون ضروری ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر برطانیہ کے وزیر اعظم ویسٹن چرچل نے اسٹینفورڈ کرپس کو بھارت روانہ

کے جر و استبداد کی علامت سمجھے جانے والے قید خانے، پوس اسٹیشن اور ریلوے اسٹیشن جیسے مقامات پر مظاہرین نے حملہ کیے۔ سرکاری دفتروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ مہاراشٹر کے چمور، آشٹی، پاولی، مہاراڑ اور گارگوئی وغیرہ گاؤں کے بچوں اور بوڑھوں نے جس عزم و حوصلے اور طاقت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا وہ ناقابلِ فراموش ہے۔



### بچوں کی بہادری...



جنگِ آزادی کی جدو جہد میں اسکول کے طلباء نے بھی قربانیاں پیش کیں۔ نندور بار میں اسکوئی طلباء نے شریش کمار کی قیادت میں ترنگ پر چم کے ساتھ جلوس نکالا اور وندے ماترم کے نعرے لگائے۔ پوس والوں نے غصے میں آ کر چھوٹے بچوں پر بھی گولیاں برسائیں۔ اس فارمگ میں شریش کمار، لال داس، دھن سکھ لال، ششی وہرا و گھنٹیاں نامی طلبہ شہید ہوئے۔

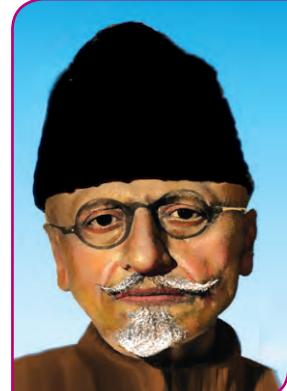
### خفیہ تحریک :

۱۹۴۲ء کے آخر میں اس عوامی تحریک نے ایک نیا موڑ لیا۔ تحریک کی قیادت نوجوان سو شسلٹ رہنماؤں کے ہاتھ آگئی۔ جے پرکاش نارائن، ڈاکٹر رام منوہر لوہیا، چھوٹو بھائی پرانک، اچیوت راؤ پٹور دھن، ارونا آصف علی، یوسف مہر علی، سچیتا کرپلانی، ایس ایم جوٹی، شیر و بھاڑ لیے، این جی گورے، یشونت راؤ چوہان، وسنت دادا پائل، مگن لال باگڑی، اوشا مہتا جیسے کئی رہنماؤں پیش ہیں تھے۔ ٹیلی فون کے تار کاٹنا، ریلوے کی پٹریاں اکھاڑنا اور پل کو زمیں بوس کرنا جیسے اقدامات کے



جے پرکاش نارائن

کو اس اجلاس میں منظوری دی جانے والی تھی۔ ۸ اگست کو پنڈت جواہر لال نہرو کی پیش کردہ قرارداد بھارت چھوڑو اکثریت کے ساتھ منظور کی گئی۔ گاندھی جی کی قیادت میں عدم تشدد پر بنی ملک گیر تحریک



مولانا ابوالکلام آزاد

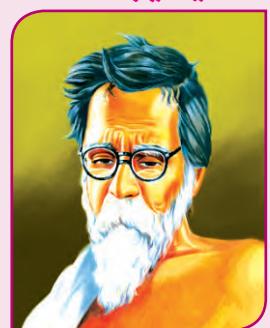
شروع کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ گاندھی جی نے کہا کہ ”آپ میں سے ہر مرد اور عورت اسی وقت سے اپنے آپ کو آزاد سمجھے اور آزاد بھارت کے شہریوں کی حیثیت سے برتاؤ کرے۔... ہم یا تو بھارت کو آزاد کرائیں گے یا اس عظیم جدو جہد میں اپنی جان قربان کر دیں گے۔“ گاندھی جی نے عوام کو کریں گے یا میریں گے کے جذبے سے قربانی کے لیے ڈٹ جانے کا ولہ انگیز پیغام دیا۔

**عوامی تحریک کا آغاز :** انڈین نیشنل کانگریس کے اہم رہنماؤں کی گرفتاری کی خبر ملک بھر میں پھیل گئی۔ مشتعل عوام نے جگہ جگہ جلوس نکالے، پوس نے عوام پر لاٹھیاں اور گولیاں برسائیں، پھر بھی لوگ خوف زدہ نہیں ہوئے۔ برطانوی حکومت

### آئیے، یہ جان لیں ...

#### انفرادی ستیگروہ :

برطانوی حکومت کی جانب سے مطالبات کو مسلسل نظر انداز کیے جانے کی بنا پر نیشنل کانگریس نے جنگ مخالف تشوییر کرنے کا فیصلہ کیا۔



آچاریہ و نوبابھاوے

ہوئے انفرادی طور پر خلاف ورزی کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسے ”انفرادی ستیگرہ“ کہتے ہیں۔ آچاریہ و نوبابھاوے انفرادی ستیگرہ کے پہلے ستیگرہی تھے۔ ان کے بعد تقریباً چھپیس ہزار ستیگر ہیوں نے اس میں حصہ لے کر جیل جانا پسند کیا۔



کرانٹی سینہ نانا پائیل

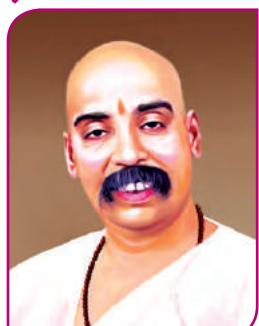
کنڈل کے انقلاب میں پیش  
پیش جی ڈی عرف باپو لاد کی  
قیادت میں قائم کردہ طوفان سینا  
کے توسط سے محصول جمع کرنا،  
نظم و نسق برقرار رکھنا، مجرموں کو

سزا دینا وغیرہ کام متوازی

حکومت کے ذریعے کیے جاتے۔ اس حکومت کے ذریعے نامزد  
عوامی عدالتون کے فیصلوں کو لوگ قبول کرتے۔ ساہو کاری کی  
مخالفت، شراب بندی، تعلیم کا فروغ اور ذات پات کا فرق مٹانے  
جیسے کئی تعمیری کام اس حکومت نے انجام دیے۔ اس وجہ سے  
متوازی حکومت عوام کے لیے مثالی حکومت ثابت ہوئی۔

### بھارت چھوڑو (چلے جاؤ) تحریک کی اہمیت : ۱۹۴۲ء

کی تحریک نے ملک گیر تحریک کی  
شكل اختیار کر لی تھی۔ حصول آزادی  
کے مقصد کی خاطر لاکھوں بھارتیوں  
نے قربانیاں دیں۔ بے شمار لوگوں  
نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔



**قوی سنت مکتروکی مہاراج** احتجاجیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ  
انھیں قید کرنے کے لیے ملک کی تمام جیلیں ناقافی ہونے لگیں۔  
سانے گرو جی، راشٹر سنت مکتروکی مہاراج وغیرہ کے حب الوطنی  
کے گیتوں سے مظاہرین کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اس ملک گیر تحریک کو  
اگست کرانٹی، بھی کہا جاتا ہے۔

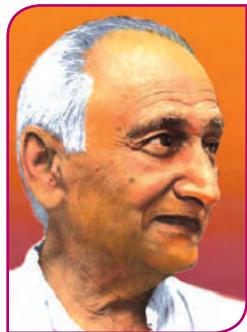
### آزاد ہند فوج : بھارت کی آزادی کے لیے نیتا جی سماحش



نیتا جی سماحش چندر بوس

چندر بوس نے بھی خوب کوششیں  
کیں۔ بھارت کی مشرقی سرحد پر  
ہزاروں بھارتی فوجی انگریزوں  
کے خلاف جنگ کرنے کے لیے  
تیار تھے۔ یہ تمام فوجی آزاد ہند  
فوج، کے سپاہی تھے اور ان کے

ذریعے انقلابیوں نے آمد و رفت کے ذرائع اور سرکاری نظام کو  
تھس نہیں کر دیا۔ ملک بھر میں اس تحریک کے اثرات رومنا ہوئے۔  
سنده صوبے میں ہیموکلائی نے مسلخ انگریز فوج کو لے جانے والی  
ٹرین کے آنے کی خبر ملتے ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ریلوے  
پٹریاں اُکھاڑنے کی کوشش کی۔ عدالت نے اسے پھانسی کی سزا  
 سنائی۔



ارونا آصف علی



موجودہ ضلع رائے گڑھ کے تعلقہ کرجت میں بھائی کو توال کا  
”آزاد دستہ“ اور ناگپور کے جزل آواری کی ”لال سینا“ جیسی ٹولیوں  
نے حکومت کو کئی مہینوں تک بے انتہا پریشان کیا۔ مبینی کے ٹھل  
جویری، اوشا مہتا اور ان کے ساتھیوں نے ایک خفیہ ریڈ یو اسٹیشن  
قائم کیا جسے ”آزاد ریڈ یو“ کہا جاتا تھا۔ اس ریڈ یو پر حب الوطنی  
کے گیت گائے جاتے۔ ملک میں جاری تحریک کی خبریں نشر کی  
جاتیں۔ قومی جذبہ پروان چڑھانے والی تقاریر پیش کی جاتیں  
جس کی وجہ سے تحریک چلانے والے عوام کو حوصلہ ملتا۔ اس طرح  
کے نشریاتی اسٹیشن کچھ عرصے تک کوکاتا، دلی اور پونہ میں بھی  
جاری رہے۔

**متوازی حکومتوں کا قیام :** ملک کے چند صوبوں میں  
انگریز افسروں کو نکال باہر کیا گیا اور وہاں عوامی حکومتیں قائم کی  
گئیں۔ اسے متوازی حکومت کہتے ہیں۔ بنگال کے مدنپور،  
اُتر پردیش کے بلیا اور عظم گڑھ، بہار کے بھاگپور اور پورنیا  
ضلعوں میں متوازی حکومتیں قائم کی گئیں۔

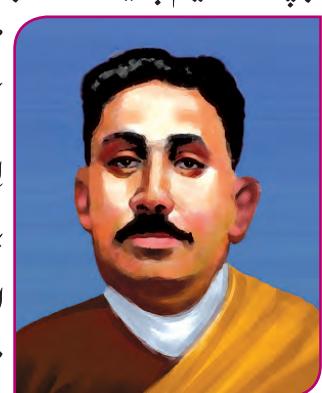
مہاراشٹر کے ضلع ستارا میں کرانٹی سینہ نانا پائیل نے ۱۹۴۲ء میں برطانوی حکومت کا خاتمه کر کے متوازی حکومت قائم کی۔

قاںد نیتا جی سجاش چندر بوس تھے۔

سجاش چندر بوس نیشنل کانگریس کے اہم رہنماء تھے۔ وہ دو مرتبہ کانگریس کے صدر رہ چکے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ انگلستان دوسری عالمی جنگ میں اُبجا ہوا ہے۔ اس بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھارت میں تحریک کو تیز کر دیا جائے اور اس کام میں انگلستان کے دشمنوں سے مدد بھی لی جائے۔ اس کے متعلق قومی جماعت کے سربرا آورده رہنماؤں سے ان کا اختلاف ہوا۔ نیتیجنے انہوں نے کانگریس کی صدارت سے استعفی دے دیا اور عوام کو اپنے خیالات سے آگاہ کرنے کے لیے 'فارورڈ بلاک' نامی تنظیم قائم کی۔

سجاش چندر بوس اپنی تقریروں کے ذریعے عوام کو انگریز حکومت کے خلاف بغاوت پر اکسانے لگے۔ اس لیے حکومت نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جیل میں انہوں نے بھوک ہڑتال شروع کر دی جس کی وجہ سے حکومت نے انھیں رہا کر کے ان کے گھر میں نظر بند کر دیا۔ وہ وہاں سے بھیں بدل کر فرار ہو گئے۔ اپریل ۱۹۳۱ء میں وہ جرمنی پہنچے۔ وہاں انہوں نے 'فری انڈیا سینٹر' قائم کیا۔ جرمنی کے برلن ریڈ یو اسٹیشن سے انہوں نے بھارت کی عوام کو آزادی کی خاطر مسلح لڑائی میں حصہ لینے کی ترغیب دی۔ اسی دوران راس بھاری بوس نے انھیں جاپان آنے کی دعوت دی۔

**آزاد ہند فوج کا قیام :** راس بھاری بوس ۱۹۱۵ء سے جاپان میں قیام پذیر تھے۔ جنوب مشرقی ایشیائی ممالک میں مقیم محبت وطن بھارتیوں کو متعدد کر کے انہوں نے 'انڈین انڈین پینڈنس لیگ'، نامی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۲۲ء کے نصف اوّل میں جاپان نے جنوب مشرقی ایشیا کے انگریز ممکنہ صفت کو فتح کر لیا۔ اس



راس بھاری بوس

وقت انگریز فوج کے ہزاروں بھارتی سپاہی اور افسران جاپان کے ہتھے چڑھ گئے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد راس بھاری بوس نے کیپٹن موہن سنگھ کی مدد سے ان بھارتی سپاہیوں کی ایک پلٹن تیار کی اور اسے 'آزاد ہند فوج' کا نام دیا۔ آگے چل کر سجاش چندر بوس نے اس فوج کی قیادت کی۔

اکتوبر ۱۹۳۳ء میں سجاش چندر بوس نے سنگاپور میں آزاد ہند حکومت قائم کی۔ شاہ نواز خان، جگنا تھج بھو سلے، ڈاکٹر لکشمی سوامی ناٹھن، گرو جنگ سنگھ ڈھلوان، پریم کمار سہیل وغیرہ ان کے قریبی اور اہم ساتھی تھے۔ کیپٹن لکشمی سوامی ناٹھن عورتوں کی رحمت جھانسی کی رانی، کی سربراہ تھیں۔ سجاش چندر بوس نے بھارت کے عوام سے 'تم مجھے خون دو، میں تمھیں آزادی دوں گا' کی اپیل کی۔

**آزاد ہند فوج کی بہادری :** ۱۹۳۳ء میں جاپان نے اندمان اور نکوبار جزر ارتقی کر کے آزاد ہند حکومت کے حوالے کر دیے۔ سجاش چندر بوس نے ان کا نام بالترتیب 'شہید' اور 'سوراج' رکھا۔ ۱۹۳۴ء میں آزاد ہند فوج نے میانمار کے ارakan علاقے پر قبضہ کر لیا۔ آسام کی مشرقی چوکیوں پر فتح پائی۔ اس دوران آزاد ہند فوج کو جاپان سے ملنے والی مدد بند ہو گئی جس کی وجہ سے امپھال کی مہم ادھوری رہ گئی۔ ان ناسازگار حالات میں بھی آزاد ہند فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی مگر اسی دوران جاپان نے ہتھیار ڈال دیے۔ ۱۸ اگست ۱۹۳۵ء کو ایک طیارہ حادثے میں سجاش چندر بوس کی موت ہو گئی۔ اسی وجہ سے آزاد ہند فوج کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔

بعد میں آزاد ہند فوج کے افسران پر انگریز حکومت نے حکومت سے بغاوت کا الزام لگایا۔ جواہر لال نہرو، بھولا بھائی دیسائی، تج بہادر سپروجیسے مشہور ماہرین قانون نے ان افسران کا دفاع کیا لیکن فوجی عدالت نے ان افسروں کو مجرم قرار دے کر عمر قید کی سزا دی۔ اس وجہ سے بھارت کے عوام میں انگریز حکومت کے خلاف اشتعال اور بے اطمینانی پھیل گئی۔ مجبوراً فوجی

عدالت میں دی گئی سزا میں رد کرنا پڑیں۔

### بھارتی بحریہ اور فضائیہ کی شورش :

آزاد ہند فوج کی تحریک سے بحریہ اور فضائیہ پر میں انگریز حکومت کے خلاف بے اطمینانی پیدا ہوئی۔ اس کا اظہار ۱۸ فروری ۱۹۴۶ء کو تلوار نامی برطانوی جنگی جہاز پر ہوا۔ سپاہیوں نے بحری جنگی جہاز پر ترنگا لہرا�ا۔ برطانوی حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ انگریز حکومت نے فوج بھیج کر سپاہیوں پر گولیاں برسائیں۔ بھارتی سپاہیوں نے بھی جواباً گولیاں برسائیں۔ ممبئی کے عوام اور مزدوروں نے سپاہیوں کی حمایت کی۔ آخر کار سردار ولیحہ بھائی پلیل کی نالی سے سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

## مشق

### (۲) مختصر جواب لکھیے۔

- ۱۔ شریش کمار کی کارکردگی آپ کے لیے کس طرح محکم ہے؟
- ۲۔ برطانیہ کے وزیرِ اعظم نیشن چرچ نے استینفورڈ کرپس کو بھارت کیوں روانہ کیا؟
- ۳۔ قومی جماعت کے اہم رہنماؤں کی گرفتاری کی خبر ملک بھر میں پھیلنے کے کیا اثرات ہوئے؟

### سرگرمی

- ۱۔ آزاد ہند فوج کی سپاہیوں کا زمانی خط بنائیے۔
- ۲۔ انٹرنسیٹ کی مدد سے ۱۹۴۲ء کی بھارت چھوڑ تحریک کی تصاویر جمع کر کے ان کی نمائش کیجیے۔



A439HP

### (۱) صحیح تبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

(اندمان اور نکوبار، اگست کرانی، ونوبابھاوے)

- ۱۔ انفرادی ستیگرہ کے پہلے ستیگرہی..... تھے۔
- ۲۔ ۱۹۴۲ء کی ملک گیر تحریک کو ..... کہا جاتا ہے۔
- ۳۔ نومبر ۱۹۴۳ء میں جاپان نے ..... جزاں فتح کر کے آزاد ہند فوج کے سپرد کر دیا۔

### (۲) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ نومبر ۱۹۴۹ء میں قومی جماعت (انڈین نیشنل کاگریس) کی صوبائی وزارتی مجلسوں نے استعفی دے دیا۔
- ۲۔ آزاد ہند فوج کو ہتھیار ڈالنا پڑا۔
- ۳۔ متوالی حکومت عوام کی نمائندگی بن گئی۔

### (۳) دی گئی جدول کمل کیجیے۔

بنی	تنظیم
.....	فارورڈ بلاک
.....	انڈین انڈپینڈنس لیگ
.....	ٹوفان سینا

## ۱۰۔ مسلح انقلابی تحریکیں

اسی دوران بہار میں منڈا ادی واسیوں نے 'بر سامنڈا' کی قیادت میں حکومت کے خلاف ایک بڑی جنگ چھپر دی۔

**ابھیبو بھارت :** ۱۹۰۰ء میں سواتنتر ویر وناشک دامودر



ساور کرنے ناشک میں 'متر میلہ' کے نام سے انقلابیوں کی ایک خفیہ تنظیم قائم کی۔ ۱۹۰۳ء میں اسے 'ابھیبو بھارت' نام دیا گیا۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے سواتنتر ویر وی۔ ڈی۔ ساور کر انگلستان گئے۔ وہاں سے انھوں نے 'ابھیبو بھارت' تنظیم کے انقلابیوں کے لیے انقلابی ادب، پستولیں وغیرہ بھیجا شروع کیا۔ انھوں نے مشہور اطالوی انقلابی جوزف مزینی کی حوصلہ افزای سوانح تحریر کی۔ ۱۸۵۷ء کی لڑائی بھارت کی آزادی کی پہلی جنگ تھی۔ انھوں نے اسے واضح کرنے کے لیے ۱۸۵۷ء پر سواتنتر سمر، نامی کتاب بھی لکھی۔



پچاس برس کی بامشقت قید کی سزا بھگتے کے لیے سواتنتر ویر ساور کر کو اندمان لے جایا گیا۔ وہ دس تک وہاں مقید رہے۔ اندمان میں گزارے سخت دنوں کے تجربات کو انھوں نے ناجھی جنم ٹھیپ، (میری عمر قید) نامی خودنوشت سوانح میں لکھ رکھے ہیں۔ بعد میں حکومت نے انھیں رتناگری منتقل کر دیا۔ یہاں انھوں نے ذات پات، چھوٹ چھات کے خاتمے، ہم طعامی، اصلاح زبان جیسی سماجی تحریکات شروع کیں۔ وہ ایک نامور ادیب تھے۔ وہ ۱۹۳۸ء میں ممبئی میں منعقدہ مراثی ساہتیہ سمیلن کے صدر تھے۔

حکومت کو ابھیبو بھارت تنظیم کے کارناموں کا علم ہو گیا جس کی وجہ سے بابا راؤ ساور کر کو گرفتار کر لیا گیا۔ انھیں عمر قید کی سزا

بھارت میں برطانوی سامراجیت کے خلاف مختلف طریقوں سے تحریکیں برپا کی گئیں۔ ان میں ایک طریقہ مسلح انقلاب کا تھا۔ اس باب میں ہم اس بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

ہم ۱۸۵۷ء سے قبل انگریزی حکومت کے خلاف ہونے والی بغاوتوں اور ۱۸۵۷ء کی آزادی کی جنگ کا مطالعہ کرچکے ہیں۔ اس کے بعد کے دور میں رام سنگھ کو کانے پنجاب میں حکومت کے خلاف مسلح جنگ کی۔

**واسودیو بلونت پھڑک :** واسودیو بلونت پھڑک کے نے مہاراشٹر میں انگریزوں کے خلاف مسلح جنگ کی۔ ان کا خیال تھا کہ انگریز حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھانا چاہیے۔ انھوں نے استاد ہبھی سالوے سے اسلحہ کے استعمال کی تربیت حاصل کی۔ انگریزوں کے خلاف مسلح جنگ کے لیے انھوں نے راموشتی بھائیوں کو منظم کر کے مسلح تحریک کا آغاز کیا۔



یہ جنگ ناکام ہو گئی۔ انگریز حکومت نے انھیں گرفتار کر کے ملک عدن کی جیل میں ڈال دیا جہاں ۱۸۸۳ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے آزادی کے لیے مسلح جنگ کی تھی۔

**چاپھیکر برادران :** ۱۸۹۷ء میں پونہ میں ہیضے کی وبا پھیل گئی جس کے بندوبست کے دوران پلیگ کمشنز رینڈ نے ظلم و زیادتی سے کام لیا۔ اس ظلم و زیادتی کا بدله لینے کے لیے دامودر اور بال کرشن ان دو چاپھیکر برادران نے ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو کمشنز رینڈ کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ دامودر، بال کرشن اور واسودیو ان تین بھائیوں اور ان کے معاون مہادیو راناؤ کے پھانسی کی سزا دی گئی۔ ایک ہی گھر کے تین بھائیوں کو آزادی کی خاطر شہادت نصیب ہوئی۔

بم سازی کے الزام کو ثابت کرنے میں ناکام رہی لہذا عدالت نے ارونڈ بابو کو بری کر دیا۔ دیگر ارکان کو بھی سزا میں سنائی گئیں۔ راس بہاری بوس اور سچندر ناتھ سانیال نے انقلابی تنظیموں کے جال بنگال سے باہر تک پھیلا دیے۔ پنجاب، دلی اور اتر پردیش میں انقلابی سرگرمیوں کے مراکز قائم کیے گئے۔ راس بہاری بوس اور ان کے معاونین نے وائرس رہنگر پر بم اندازی کی لیکن لارڈ ہارڈنگز اس حملے سے بچ تکلا۔

مدراں کے صوبے میں بھی انقلابی سرگرمیاں جاری تھیں۔ واپسی ایری نامی انقلابی نے امش نامی انگریز افسروں کو قتل کر دیا جس کے بعد اس نے خود کو گولی مار کر اپنی جان قربان کر دی۔

**انڈیا ہاؤس :** بھارت میں انقلابیوں کو غیر ملکوں میں مقیم بھارتی انقلابیوں کی مدد حاصل تھی۔ لندن میں واقع 'انڈیا ہاؤس'، اس قسم کی امداد کا اہم مرکز تھا۔ محبت وطن پنڈت شیام جی کرشن ورما نے 'انڈیا ہاؤس'، قائم کیا تھا۔ اس ادارے کے توسط سے بھارتی نوجوانوں کو انگلستان جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے وظیفے دیے



پنڈت شیام جی کرشن ورما

جاتے تھے۔ سواتنتر ویرساور کو ایسا ہی وظیفہ ملا تھا۔ جرمنی کے استٹ گارٹ میں منعقدہ عالمی سوشنلیٹ کانفرنس میں مادام کاما

نے بھارت کی آزادی کا سوال اٹھایا۔ اس کانفرنس میں انہوں نے بھارت کا پرچم لہرایا تھا۔ انڈیا ہاؤس سے وابستہ دوسرے نوجوان انقلابی مدن لال دھینگرا تھے۔ انہوں نے کرزن والی نامی انگریز افسروں کو قتل کیا تھا۔ انہیں اس جرم میں پھانسی کی سزا دی گئی۔

**غدر تحریک :** پہلی عالمی جنگ کے دوران انگریز حکومت



میڈم کاما

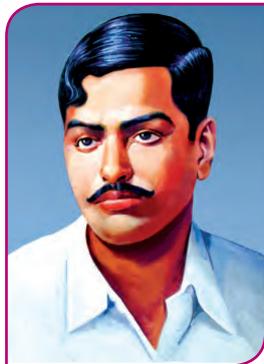
سنائی گئی۔ اس سزا کا بدلہ لینے کے لیے ایک نوجوان انتہ کاشمن کا نھیں رے نے ناٹک کے فلکٹر جیکسن کو قتل کر دیا۔ حکومت نے ابھی بھارت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ جیکسن کے قتل کے تاریخی میں سواتنتر ویرساور کے جوڑے اور انہیں گرفتار کر کے ان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ عدالت نے انہیں پچاس برس کی قید بامشقتوں کی سزا سنائی۔

**بنگال میں انقلابی تحریکیں :** بنگال کی تقسیم کے بعد انگریز حکومت کے خلاف غصہ بھڑک اٹھا۔ مقامی تحریکوں کی بجائے ملکی سطح پر وسیع انقلابی تحریکوں کا آغاز ہونے لگا۔ ملک کے مختلف حصوں میں انقلابی نظریات کے حامل نوجوان خفیہ تنظیمیں قائم کرنے لگے۔ ان کے مقاصد میں انگریز افسران کو زک پہنچانا، حکومتی نظام کو نقصان پہنچانا، عوام کے دلوں سے انگریز حکومت کا دبدبہ ختم کرنا اور انگریز اقتدار کا تحفہ پلٹ دینا شامل تھے۔

بنگال میں 'اؤشیلین سمیتی'، نامی انقلابی تنظیم سرگرم عمل تھی۔ اس تنظیم کی ۵۰۰ رے سے زیادہ شاخیں تھیں۔ ارونڈ گھوش کے بھائی باریندر کمار گھوش اس تنظیم کے قائد تھے۔ اس تنظیم کو ارونڈ گھوش کی رہنمائی اور مشورے حاصل تھے۔ کوکاتا سے نزدیک ماںک ٹالا میں اس تنظیم کا بم سازی کا مرکز تھا۔

۱۹۰۸ء میں اؤشیلین سمیتی کے ارکان کھدی رام بوس اور پرفل چاکی نے کنگز فورڈ نامی بچ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن جس گاڑی پر بم ڈالا گیا وہ کنگز فورڈ کی نہیں تھی۔ اس حملے میں گاڑی میں سوار دو برتاؤی خواتین ہلاک ہو گئیں۔ انگریزوں کے ہتھے چڑھنے سے بچنے کے لیے پرفل چاکی نے خود کو گولی مار دی۔ کھدی رام پوس کے ہاتھ گکھے گئے۔ انہیں پھانسی دے دی گئی۔ اس معاملے کی تفتیش کے دوران پوس کو اؤشیلین سمیتی کی کارگزاریوں کی خبر لگ گئی۔ اس تنظیم کے ارکان کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ ارونڈ گھوش کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ حکومت

**کا کوری سازش :** حکومت کے ظلم و جبر سے انقلابی تحریکیں ختم نہیں ہوئیں۔ گاندھی جی کی عدم تعاون تحریک کی منسوخی کے بعد بہت سے نوجوان انقلاب کے راستے پر چل پڑے۔ چندر شیکھ آزاد، رام پرساد بملک، یوگیش چڑھی، چندر ناتھ سانیال جیسے انقلابی ایک جگہ جمع ہوئے۔ انقلابی سرگرمیوں کے لیے درکار



چندر شیکھ آزاد

سرمایہ حاصل کرنے کے لیے انہوں نے ۹ اگست ۱۹۲۵ء کو ریلوے کے ذریعے لے جانے والے سرکاری خزانے کو اُتر پردیش کے کا کوری ریلوے اسٹیشن کے قریب لوٹ لیا۔ اسی کو کا کوری سازش کہا جاتا ہے۔ حکومت نے فوری اقدامات کرتے ہوئے انقلابیوں کو گرفتار کر لیا۔ ان پر مقدمات دائر کیے گئے۔ اشفاق اللہ خان، رام پرساد بملک، روشن سنگھ اور اجندر لہری کو چھانسی دے دی گئی۔ چندر شیکھ آزاد پوس کے ہاتھ نہ لگ سکے۔

**ہندوستان سو شلسٹ ری پبلکن ایسوی ایش :** اشتراکی نظریات سے متاثر نوجوانوں نے ملک گیر انقلابی تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ چندر شیکھ آزاد، بھگت سنگھ، راج گرو، سکھ دیو وغیرہ نوجوان ان میں نمایاں تھے۔ یہ تمام انقلابی سیکولر نظریات کے حامل تھے۔ ۱۹۲۸ء میں دلی کے فیروز شاہ کوٹلا میدان میں منعقدہ ایک نشست میں ان نوجوانوں نے ہندوستان سو شلسٹ ری پبلکن ایسوی ایش، تنظیم قائم کی۔ اس



بھگت سنگھ

تنظیم کا مقصد بھارت کو ب्रطانوی استحصال سے نجات دلانا تھا۔ اس کے علاوہ اسے کسانوں اور مزدوروں کا استحصال کرنے والے غیر منصفانہ سماجی۔ معاشی نظام کو بھی ختم کرنا تھا۔ بھگت سنگھ

مخالف انقلابی سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔ انقلابیوں کا مانا تھا کہ ب्रطانیہ کے دشمنوں سے مدد حاصل کر کے حکومت کا تحفظ پڑا جاسکتا ہے نیز اس کوشش میں بھارتی فوجیوں کی مدد لی جاسکتی ہے۔ اس موقع کا فائدہ اٹھانے کے لیے انقلابی تنظیمیں قائم ہوئیں۔ ان میں غدر ایک اہم تنظیم تھی۔

امریکہ اور کینیڈا میں مقیم بھارتیوں نے غدر، تنظیم قائم کی تھی۔ لا لا ہر دیال، بھائی پرمانند، ڈاکٹر پانڈورنگ سداشیو، خان خوجہ جیسے انقلابی اس تنظیم کے اہم قائدین تھے۔ غدر کے معنی ہیں بغاوت۔ غدر، اس تنظیم کے تربجان اخبار کا نام تھا۔ اس اخبار کے ذریعے بھارت پر انگریز اقتدار کے مفہی اثرات پر روشنی ڈالی جاتی تھی۔ اس میں بھارتی انقلابیوں کی دلیرانہ سرگرمیوں کی معلومات دی جاتی تھی۔ اس طرح غدر اخبار نے بھارتیوں تک ملک سے محبت اور مسلح انقلاب کا پیغام پہنچایا۔

غدر، تنظیم کے رہنماؤں نے انگریزوں کے خلاف تحریک چلانے کے لیے جنگ کے ماحول کا فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے پنجاب میں انگریز حکومت کے خلاف جنگ کا منصوبہ بنایا۔ فوج میں شامل بھارتی سپاہیوں کو جنگ میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ طے کیا گیا کہ راس بھاری بوس اور وشنو گنیش پنگلے انقلابیوں کی قیادت کریں گے لیکن مجری کی وجہ سے انگریزوں کو اس منصوبے کا علم ہو گیا۔ پنگلے پوس کے ہاتھ لگ گئے۔ انھیں چھانسی دے دی گئی۔ راس بھاری بوس نجع نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے جاپان پہنچ کر اپنی انقلابی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

جنگ کے زمانے میں بیرون ملک انقلابی تحریکیں جاری تھیں۔ برلن میں ویریندر ناتھ چٹوپادھیا نے، بھوپین دت اور ہر دیال نے جرمن وزارتِ خارجہ کے تعاون سے ب्रطانیہ مخالف منصوبے تیار کیے۔ ۱۹۱۵ء میں مہندر پرتاپ، مولوی برکت اللہ بھوپالی اور مولانا عبد اللہ سندھی نے کابل میں آزاد بھارت کی عارضی حکومت قائم کی تھی۔

اطراف انت سنگھ، گئیش گھوش،  
کلپنا دت، پریتی لتا و ڈیدار  
جیسے وفادار انقلابیوں کی فوج  
جمع کر رکھی تھی۔ ان کی مدد سے  
سوریہ سین نے چٹا گانگ اسلحہ  
خانے پر حملہ کرنے کا منصوبہ  
بنایا۔ منصوبے کے مطابق ۱۸۰۴ء  
اپریل ۱۹۳۰ء کو انقلابیوں نے چٹا گانگ کے دو اسلحہ خانوں کے



سوریہ سین

اسلحہ پر قبضہ جمالیا۔ ٹیلی فون اور ٹیلی گراف میشنوں کو توڑ دیا اور  
یہیام رسانی کا سارا نظام ٹھپ کرنے میں انھیں کامیابی حاصل  
ہو گئی۔ اس کے بعد انھوں نے انگریز فوج کو کانٹے کی نکردی۔  
۱۶ ار فروری ۱۹۳۳ء کو سوریہ سین اور ان کے چند ساتھی پوس  
کے ہاتھ لگ گئے۔ سوریہ سین اور ان کے بارہ ساتھیوں کو پھانسی  
کی سزا دی گئی۔ کلپنا دت کو عمر قید ہوئی اور پریتی لتا و ڈیدار نے  
پوس کے ہاتھ نہ لگتے ہوئے اپنے ہاتھوں اپنی جان لے لی۔



پریتی لتا و ڈیدار



کلپنا دت

چٹا گانگ حملے کی وجہ سے انقلابی تحریک تیز رفتار ہو گئی۔  
شانتی گھوش اور سونیتی چودھری نامی دو اسکوئی طالبات نے ضلع نج  
کو قتل کر دیا۔ بینا داس نامی نوجوان لڑکی نے کوکاتا یونیورسٹی کے  
کانوکیشن پروگرام میں گورنر پر گولیاں چلا دیں۔ اس دور میں  
اس قسم کی متعدد انقلابی سرگرمیاں انجام دی گئیں۔

جلیاں والا باغ قتل عام کے ذمے دار مائیکل او ڈوائر کو  
سردار اودھم سنگھ نے ۱۹۲۰ء میں انگلستان میں قتل کر دیا۔

بھارت کی جنگ آزادی میں انقلابی تحریکوں نے اہم کردار

نے سماجی انصاف اور مساوات پر مبنی معاشرہ تشكیل دینے کو اہمیت  
دی۔

اسلحہ جمع کرنے اور کارروائیاں انجام دینے کے لیے اس تنظیم  
نے ایک آزاد شعبہ قائم کیا تھا۔ اس شعبے کا نام ہندوستان سو شلسٹ  
ری پبلکن آرمی تھا اور اس کے سربراہ چندر شیکھ آزاد تھے۔

اس تنظیم سے وابستہ انقلابیوں نے متعدد انقلابی سرگرمیاں  
انجام دیں۔ بھگت سنگھ اور راج گرو نے لا الہ چشت رائے کی موت کا  
بدلہ لینے کے لیے برطانوی افسر سینڈرس کو گولیاں مار کر قتل کر دیا۔



سکھدیو



راج گرو

اس دوران حکومت نے شہریوں کے حقوق کی خلاف ورزی  
کرنے والے دو بل مرکزی اسمبلی میں پیش کیے جس کی مخالفت  
کرنے کے لیے بھگت سنگھ اور بٹوکیشور دت نے مرکزی  
قانون ساز مجلس (اسمبلی) میں بم پھینکے۔

حکومت نے فوراً ہندوستان سو شلسٹ ری پبلکن آرمی کے  
مراکن پر چھاپے مارے۔ یہیں سے سینڈرس کے قتل کے سراغ  
پوس کے ہاتھ لگے۔ حکومت نے انقلابیوں کو گرفتار کرنا شروع  
کر دیا۔ ان پر حکومت کے خلاف بغاوت کے مقدمے دائر کیے  
گئے۔ بھگت سنگھ، راج گرو اور سکھدیو کو ۲۳ مارچ ۱۹۳۱ء کو لاہور  
جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ چندر شیکھ آزاد آخر تک پوس  
کے ہاتھ نہیں لگ سکے۔ بعد میں اللہ آباد کے الفرید پارک میں  
پوس کے ساتھ ہونے والی مذہبیہ میں وہ شہید ہو گئے۔

**چٹا گانگ اسلحہ خانے پر حملہ :** انقلابی سوریہ سین بنگال  
کے چٹا گانگ کے انقلابی گروہ کے سربراہ تھے۔ انھوں نے اپنے

ادا کیا ہے۔ انقلابیوں نے انگریز حکومت سے اڑتے ہوئے اپنی بہادری اور عزم کا اظہار کیا۔ وطن سے محبت اور اس کے لیے خود کو کے لیے حوصلہ افزائناً ثابت ہوئی ہیں۔

## مشق

(۲) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

- ۱۔ چٹا گاںگ اسلخ خانے پر حملے کی رو داد لکھیے۔
- ۲۔ مسلح انقلاب کے لیے سواترٹز ویرساور کر کی خدمات واضح کیجیے۔

### سرگرمی

- ۱۔ انقلابیوں کی زندگی پر مبنی ڈراما، فلم دیکھیے اور اپنی پسند کے واقعے کو اپنی جماعت میں ادا کاری کے ساتھ پیش کیجیے۔
- ۲۔ انقلابیوں کے کارنامے پر مبنی قلمی مسودہ تیار کیجیے۔



A4C5JC

(۱) صحیح تبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

(پیدائش شیام جی کرشن ورما، متر میلہ، رام سنگھ کوکا)

۱۔ سواترٹز ویرساور کرنے..... خلیفہ انقلابی تنظیم قائم کی۔

۲۔ پنجاب میں..... حکومت کے خلاف جنگ کی۔

۳۔ انڈیا ہاؤس..... نے قائم کیا۔

(۲) درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

تنظیم	انقلابی
انجھینیو بھارت	.....
.....	بایندر کمار گھوش
.....	چندر شیکھر آزاد

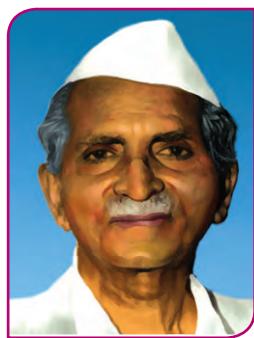
(۳) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ چاپھیکر برادران نے رینڈ کو قتل کر دیا۔

۲۔ کھدی رام بوس کو پھانسی دے دی گئی۔

۳۔ بٹوکیشور دت اور بھگت سنگھ نے اسمبلی میں بم پھینکے۔

## ۱۱۔ مساوات کی جنگ



پروفیسر این جی رنگا

(نیشنل کانگریس) کو پیش کیا۔ ۱۹۳۶ء میں مہاراشٹر کے دیہی علاقے فیض پور میں قومی جماعت کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ہزاروں کسانوں نے شرکت کی تھی۔ ۱۹۳۸ء میں مشرقی خاندیش میں زیادہ بارش کی وجہ سے فصلیں تباہ ہو گئیں۔ کسان بدحال ہو گئے۔ زرعی لگان معاف کرانے کے لیے سانے گروہی نے جگہ جگہ اجلاس اور جلسے منعقد کیے۔ گلکڑ آفس پر مورچا لے گئے۔ ۱۹۴۲ء کی انقلابی تحریک میں کسان بڑے بیانے پر شامل ہوئے۔



سانے گروہی



سانے گروہی نے کسانوں اور مزدوروں کو متعدد کیا۔ ان کی کوشش دھولیہ اور املنیر کو مزدور تنظیموں کے اہم مرکز کے طور پر فروغ دینا تھی۔ وہ املنیر کی میل مزدور یونین کے صدر تھے۔

پنڈھر پور کے وہل مندر کو دتوں کے لیے کھلوانے کی خاطر انہوں نے 'مران برٹ' رکھا تھا۔

**مزدور تنظیمیں :** اُنسیوں صدی کے نصف آخر میں بھارت میں کپڑوں کی ملیں، ریلوے کمپنیاں جیسی صنعتوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ اگرچہ مزدور طبقہ بڑے پیمانے پر وجود میں نہیں آیا تھا اس کے باوجود اس دور میں مزدوروں کے مسائل حل

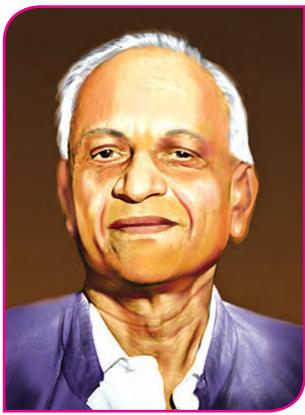
جدید بھارت کی پیش رفت میں سیاسی آزادی کی جنگ کو اہم مقام حاصل ہے۔ آزادی کی لڑائی انسانی نجات کے ایک وسیع فلسفے پر مبنی تھی۔ اس لڑائی کی لہر میں سیاسی غلامی کے ساتھ ساتھ جاگیرداری، سماجی عدم مساوات اور معاشی استھان جیسے معاملات کی بھی مخالفت شروع ہو گئی۔ آزادی کی طرح مساوات کا اصول بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے کسانوں، مزدوروں، خواتین اور دلت جیسے سماجی طبقات کے ذریعے چھیڑی گئی تحریکوں اور مساوات کو اہمیت دینے والے اشتراکی راجحان کی خدمات بھی اہم ثابت ہوئیں۔ ان خدمات کا احساس کیے بغیر جدید بھارت کی تشكیل کو سمجھنا مشکل ہے۔ اس لیے ہم اس سبق میں ایسی چند تحریکوں کا مطالعہ کریں گے۔

**کسان تحریک :** انگریز حکومت کی معاشی پالیسیوں کے برے نتائج کسانوں کو بھگتے پڑتے تھے۔ زمینداروں اور ساہوکاروں کو انگریز حکومت کا تحفظ حاصل تھا۔ وہ کسانوں کے ساتھ نا انصافی کرتے تھے۔ اس نا انصافی کے خلاف کسانوں نے کئی دفعہ احتجاج کیا۔ بنگال میں کسانوں نے نیل کی جری کاشت کے خلاف زرعی تنظیم قائم کر کے احتجاج کیا۔ دین بندھو متر کے 'نیل درپن'، ڈرامے کے ذریعے نیل اگانے والے کسانوں کی بدحالی معاشرے کے سامنے اُجاگر ہوئی۔

۱۹۴۷ء میں مہاراشٹر کے کسانوں نے زمینداروں اور ساہوکاروں کے مظالم کے خلاف بڑے پیمانے پر احتجاج کیا۔ بابا رام چندر کی قیادت میں ۱۹۱۸ء میں اُتر پردیش کے کسانوں نے 'کسان سبھا' تنظیم قائم کی۔ کیرالا میں موپلا کسانوں نے بڑے پیمانے پر احتجاج کیا جسے انگریز حکومت نے ناکام بنا دیا۔

۱۹۳۶ء میں پروفیسر این جی رنگا کی پہل پر اکھل بھارتی کسان سبھا، قائم ہوئی۔ سوامی سهجنند سرسوتی اس تنظیم کے صدر تھے۔ اس تنظیم نے کسانوں کے حقوق پر مبنی اعلامیہ قومی جماعت

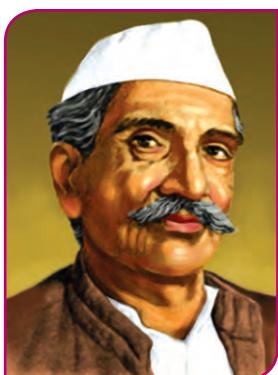
مزدور طبقے میں اشتراکی نظریات کو فروغ دے کر ان کو اپنے حقوق کے لیے لڑنے والی تنظیمیں قائم کرنے کا کام شروع پا دیا۔



شری پاد امرت ڈانگے

بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ کر حکومت بے چین ہو گئی۔ اس تحریک کو ختم کرنے کے لیے قانون سازی کی گئی۔ مزدوروں کی یہ جدوجہد قومی تحریک کے لیے معاون ثابت ہوئی۔

**سماج وادی تحریک :** قومی جماعت کے بہت سے نوجوان کارکنوں کا خیال تھا کہ عوامی مفادات کے تحفظ کے لیے انگریز حکومت کا تختہ پلٹنا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح وہ یہ بھی سمجھ رہے تھے کہ معاشی اور سماجی مساوات کے اصولوں پر ہی معاشرے کی دوبارہ تشکیل ہونا چاہیے۔ بیانیں سے سماج وادی (اشتراکی) نظریات کی ابتداء ہوئی اور فروغ حاصل ہوا۔ پیشہ کانگریس کے سماج وادی نوجوانوں نے ناشک کی جیل میں رہتے ہوئے قومی جماعت کے ماتحت سوشناسٹ پارٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کے مطابق ۱۹۳۷ء میں ’کانگریس سوشناسٹ پارٹی‘ کا قیام عمل میں آیا۔ اس پارٹی میں آچاریہ زیندر دیو،



آچاریہ زیندر دیو



ڈاکٹر رام منوہر لوہیا

کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

ششی پد بیزرجی، نارائن میکھاجی لوکھنڈے نے مقامی سطح پر مزدوروں کو منظم کیا۔ مزدوروں کے لیے لوکھنڈے کی خدمات اتنی قابلِ قدر تھیں کہ انھیں بھارتی مزدور تحریک کا بانی، کہا جاتا ہے۔



نارائن میکھاجی لوکھنڈے



نارائن میکھاجی لوکھنڈے ضلع پونہ میں ساسوڑ کے قریب کا نہیں کر رہے والے تھے۔ انہوں نے ۱۸۹۰ء میں بامبے میل پینڈس ایسوی ایشن نامی میل مزدوروں کی تنظیم قائم کی تھی۔ اس مزدور تنظیم کو بھارت کی منظم تحریکوں کا آغاز مانا جاتا ہے۔ وہ مہاتما چھلے کے سنتیہ شودھک سماج، کی ممبی شاخ کے صدر بھی تھے۔ انھی کی کوششوں سے ۱۸۹۰ء سے مزدوروں کا توار کے دن ہفتہواری تعطیل ملنے لگی۔

اسی دوران آسام کے چائے کے باغات میں کام کرنے والے مزدوروں کی بدحالی کے خلاف تحریک شروع کی گئی۔ ۱۸۹۹ء میں ’گریٹ انڈین پینسولز‘ (جی آئی پی) ریلوے کے مزدوروں نے اپنے مطالبات کے لیے ہڑتاں کر دی۔ ورنگ بھنگ تحریک کے دوران سوڈیشی کی حمایت کے لیے مزدوروں نے وقتاً فوتاً ہڑتاں لیں کیے۔ پہلی علمی جنگ کے بعد بھارت میں صنعت کاری کی وجہ سے مزدور طبقے میں اضافہ ہو گیا۔ اس وقت کسی قومی سطح کی مزدور تنظیم کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ۱۹۲۰ء میں آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس (AITUC) کا قیام عمل میں آیا۔ آئیک کی سرگرمیوں میں این ایم جوشی کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ لالا لچپت رائے آئیک کے پہلے اجلاس کے صدر تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ مزدوروں کو قومی تحریک میں فعال حصہ لینا چاہیے۔

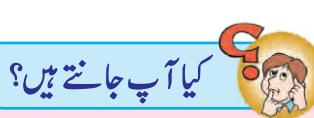
اس کی مثالیں ہیں۔ بھارت مہیلا پریشند (۱۹۰۳ء)، آں اندیا و منس کانفرنس (۱۹۲۷ء) جیسے ادارے بھی قائم کیے گئے۔ ان اداروں کی وجہ سے یہ ادارہ جاتی سرگرمیاں قومی سطح تک پہنچ گئیں۔ خواتین ان اداروں کے ذریعے حق و راثت، رائے دہی کا حق وغیرہ مسائل کے لیے جدوجہد کرنے لگیں۔

**رمابائی راناڑے**



رکھمابائی جنارون ساوے بھارت میں طبی خدمات انجام دینے والی اویں خاتون ڈاکٹر ہیں۔ انہوں نے خواتین کے لیے صحت و تندرتی سے متعلق یکچھ سیریز چلائی۔ انہوں نے راجکوٹ میں ریڈ کراس سوسائٹی کی شاخ بھی قائم کی۔

**ڈاکٹر رکھمابائی ساوے**



**ڈاکٹر آندی بائی جوشی :** پہلی بھارتی خاتون ڈاکٹر۔ ان کا پیٹا دن کا ہی تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ یہی صدمہ انھیں طبی تعلیم کی جانب کھینچ لے گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں انہوں نے ایم ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ بھارت لوٹنے وقت انھیں تپ دق ہو گیا۔ پونہ میں ۱۶ افروری ۱۸۸۷ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

**ڈاکٹر آندی بائی جوشی**



جے پرکاش نارائن، مینو مسانی، ڈاکٹر رام منوہر لوہیا وغیرہ رہنماء شامل تھے۔ ۱۹۲۲ء کی بھارت چھوڑو تحریک، میں سماج وادی نوجوان صفائی میں کھڑے تھے۔

بھارت کے عوام کارل مارکس اور اس کی اشتراکیت سے واقف ہونے لگے۔ لوک مانیہ تلک نے ۱۸۸۱ء میں مارکس کے بارے میں مضمون لکھا تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد بھارت میں اشتراکیت کے اثرات محسوس کیے جانے لگے۔ بین الاقوامی اشتراکی تحریک میں مانویندر ناتھ رائے کا سرگرم کردار تھا۔

۱۹۲۵ء میں بھارت میں اشتراکی (کمیونٹ) پارٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اشتراکی نوجوانوں نے مزدوروں اور کسانوں کی تنظیمیں قائم کرنے میں اہم کردار بھایا۔ حکومت کو اشتراکی تحریک سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ حکومت نے اس تحریک کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ شری پادامت ڈائلگ، مظفر احمد، کیشو نیل کنٹھ جو گلکیر وغیرہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر انگریز حکومت کا تختہ پلنے کی سازش کا الزام عائد کیا گیا۔ انھیں مختلف سزا میں دی گئیں۔ چونکہ یہ مقدمہ میرٹھ میں دائر کیا گیا تھا اس لیے اسے میرٹھ سازش مقدمہ کہا جاتا ہے۔ میرٹھ مقدمے کے بعد بھی مزدور تحریک پر اشتراکیوں کے اثرات قائم رہے۔

**خواتین کی تحریک :** بھارتی سماجی نظام میں خواتین کو دوسرے درجے کا مقام حاصل تھا۔ بہت سی بڑی رسوم و رواج کی وجہ سے ان پر ظلم ہوتا تھا۔ لیکن جدید دور میں اس کے خلاف بیداری پیدا ہونے لگی۔ خواتین سے متعلق اصلاحی تحریکوں میں چند مردم مصلحین نے پہلی کی۔ وقت کے ساتھ ساتھ خواتین کی قیادت سامنے آنے لگی۔ ان کی آزادانہ تنظیمیں اور ادارے بھی قائم ہونے لگے۔ پنڈتا رام بائی کے 'آریہ مہیلا سماج' اور 'شاردا سدن' نامی ادارے اور رام بائی راناڑے کا 'سیوا سدن' نامی ادارہ



**پنڈتا رام بائی**



انھوں نے پونہ کے پاروٹی مندر میں داخلے کے لیے ستیگرہ، دلوں کی زرعی پر پیشہ، تحدہ حلقہ انتخاب منصوبہ وغیرہ سے متعلق دلت طبقے کے مفادات کے نظریے سے سرگرم حصہ لیا۔

راجشی شاہومہاراج نے ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی قیادت کی حمایت کی۔ انھی کے دور میں قائم ہونے والی غیرہمنی



راجشی شاہومہاراج

تحریک کی قیادت کی۔ راجشی شاہومہاراج نے کولھاپور ریاست میں محفوظ نشتوں کا انقلابی اعلامیہ جاری کیا۔ مفت اور لازمی ابتدائی تعلیم کے لیے قانون سازی کی۔

انھوں نے ذات پات کی تفریق کو مٹانے کے لیے نہایت اہم کام انجام دیے۔ روٹی بندی، بیٹی بندی اور دھنہ بندی ذات پات کے نظام کی تین اہم پابندیاں تھیں۔ شاہومہاراج نے مختلف پروگراموں اور اجلاؤں میں دلوں کے ہاتھ سے روٹی کھا کر 'روٹی بندی' کی کھلے طور پر مذمت کی۔ شاہومہاراج کا خیال تھا کہ جب تک سماج میں بیٹی بندی کی پابندی جاری رہے گی تب تک ذات پات کا نظام جڑ سے ختم نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے اپنی ریاست میں مختلف ذاتوں کے مابین شادی کو قانونی درجہ دینے والا قانون بنایا۔ ۲۲ فروری ۱۹۱۸ء کو کولھاپور حکومت کے گزٹ میں اعلامیہ کی اشاعت کے ذریعے ریاست میں بلوتے داری نظام کو ختم کر دیا گیا۔ کسی بھی شخص کو اپنی مرضی سے پیشہ اختیار کرنے کی آزادی دی گئی۔ شاہومہاراج نے پیشہ کا اختیار دے کر لوگوں کو ایک قسم کی سماجی غلامی سے نجات دلائی۔

جنوبی ہند میں جسٹس پارٹی نے سماجی مساوات کے لیے گران قدر خدمات انجام دیں۔ مہاتما گاندھی نے چھوٹ چھات کے مسئلے کو گانگریں کے پلیٹ فارم سے پیش کیا۔ ایروڈا جیل میں انھوں نے سناتی ہندو پنڈتوں سے بحث کرتے ہوئے ثابت کیا

بیسویں صدی میں عوامی زندگی میں خواتین کی شرکت میں اضافہ ہوتا گیا۔ قومی تحریک اور انقلابی سرگرمیوں میں خواتین نے اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۵ء کے قانون کے بعد صوبائی وزارتوں میں بھی خواتین شامل رہیں۔ آزادی کے بعد بھارتی دستور میں مساوات مردوں کے اصول کو واضح طور پر درج کیا گیا۔

**دلت تحریک :** بھارت کی سماجی تشکیل عدم مساوات پر مبنی تھی۔ سماج میں دلوں کے ساتھ ہونے والی نانصافیوں کے خلاف مہاتما جوئی راؤ پھلے، نارائن گرو جیسے مصلحین نے عوامی بیداری پیدا کی۔ مہاتما جوئی راؤ پھلے کی تعلیمات سے متاثر ہو کر گوپال بابا و لنگر اور شیورام جانا بنا کاملے نے چھوٹ چھات کے خاتمے جیسے کارہائے نمایاں انجام دیے۔ گوپال بابا و لنگر اور شیورام جانا بنا کاملے نے چھوٹ چھات کو ختم کرنے کا کام کیا۔ گوپال بابا و لنگر نے ۱۸۸۸ء میں 'ٹال و دھوئُسن' نامی کتاب کے ذریعے چھوٹ چھات کی مذمت کی۔ شیورام جانا بنا کاملے نے کیم جولائی ۱۹۰۸ء کو 'سوم و نشی متر' نامی رسالہ جاری کیا۔ مرلی اور جوگ تی کے مسائل کو منظر عام پر لایا۔ انھوں نے دیو داس بیوی کی شادی کے لیے بھی پہل کی۔ تامل نادو میں پیر یار رام سوامی نے چھوٹ چھات کے خلاف تحریک شروع کی۔

**مہرشی و ٹھل رام جی شندے**  
شندے نے دلوں کی ترقی کے لیے ۱۹۰۶ء میں 'ڈپریسٹ کلاسیس مشن' نامی ادارہ شروع کیا۔ انھوں نے دلوں کو تعلیم یافتہ، عزتِ نفس کا حامل اور کاروباری بنانے میں اہم

کردار ادا کیا۔ وہیں ان کی خدمات کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ انھوں نے اعلیٰ طبقات کے دلوں سے دلوں سے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کی کوششیں کیں۔ اس مقصد کے تحت انھوں نے نمیمی کے پریل اور دیونار میں مراٹھی اسکولیں اور صنعتی اسکولیں قائم کیں۔

بابا صاحب بولے نے ممبئی ریزیڈنسی کی مجلسِ متفہنے میں پانی پینے کی عوامی جگہوں کو دلوں کے لیے کھول دینے کا قانون منظور کروالیا تھا۔ اس کے باوجود عملی طور پر ان جگہوں پر دلوں کو اجازت نہیں تھی۔ اس لیے بابا صاحب امبیڈکر اور ان کے پیروکاروں نے مہاؤ کے 'چودار تالاب پرستی' گرد کیا۔ انہوں نے عدم مساوات کا درس دینے والی 'منو اسرتی' نامی کتاب کو نذر آتش کیا۔ ناشک کے کالارام مندر میں دلوں کو داخلہ دلوانے کے لیے انہوں نے ۱۹۳۰ء میں ستیہ گردہ شروع کیا۔ اس ستیہ گردہ کی قیادت کرم ویرداد اصحاب گائیکوڑا نے کی تھی۔

اخبارات ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی تحریک کا لازمی حصہ تھے۔ سماجی بیداری اور دکھوں کو منظر عام پر لانے کے لیے انہوں نے 'مؤل ناک'، 'بھشکرت' بھارت، جتنا، سمعنا، جیسے اخبارات جاری کیے۔

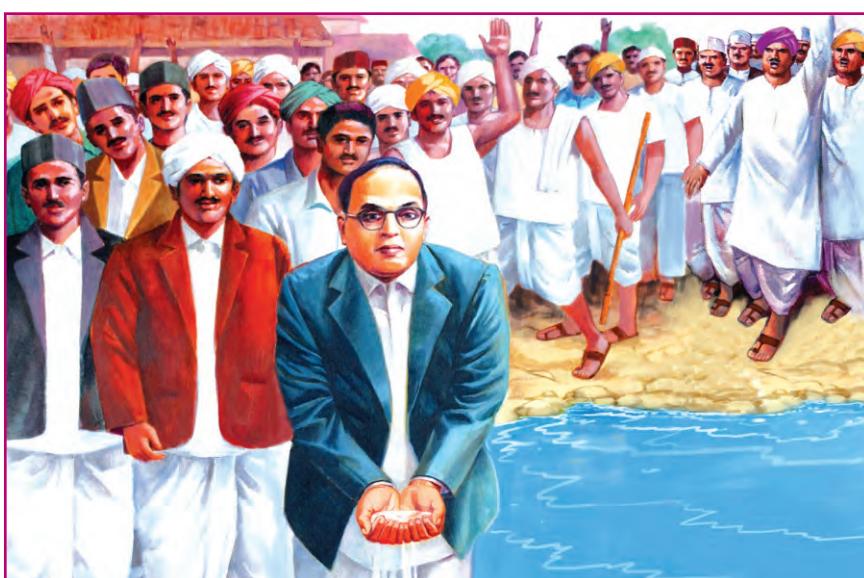
ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے 'سو اتنہ مجوز پکش'، (آزاد مزدور پارٹی) قائم کی۔ مزدوروں کے مفادات سے ٹکرانے والے قوانین کی مجلسِ متفہنے میں مخالفت کی۔ دلوں کے مسائل موثر طریقے سے پیش کرنے کے لیے انہوں نے ۱۹۴۲ء میں 'شید ولڈ کاست فیڈریشن' قائم کیا۔ بھارت کے آئین کی تدوین کے ذریعے ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے جدید بھارت میں

کہ چھوٹ چھات کی بنیاد کسی بھی شاستر (ندہبی کتاب) میں موجود نہیں ہے۔ انہوں نے ہر یجن سیوک سنگھ کو تحریک دی۔ ان سے تحریک حاصل کر کے امرت لال و خل داس ٹھکر عرف ٹھکر باپا، اپا صاحب پُور دھن وغیرہ رضا کاروں نے مساوات قائم کرنے کے کام میں خود کو جھوک دیا۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی قیادت میں دلوں کی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر امبیڈکر کا مقصد مساوات، بھائی چارہ اور آزادی پر مبنی سماج کی تشكیل تھا۔ انھیں یقین تھا کہ ذات پات کے نظام کے مکمل خاتمے کے بغیر دلوں کے ساتھ ہونے والی نا انصافی اور عدم مساوات کا خاتمہ ممکن نہیں ہے۔ ان کا خیال تھا کہ سماجی مساوات دلوں کا حق ہے۔ عزتِ نفس پر مبنی تحریک شروع کرنا ان کے پیش نظر تھا۔ اسی خیال کے تحت جولائی ۱۹۴۲ء میں انہوں نے 'بھشکرت ہت کارنی سجھا' قائم کی۔ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو 'سیکھو، متحد ہو جاؤ اور جدوجہد کرو' جیسا حوصلہ بخش پیغام دیا۔



ٹھکر باپا



مہاؤ کے چودار تالاب کا ستیہ گرد

مساوات پر مبنی سماج کی تشکیل کی خاطر گراں قدر خدمات انجام اختیار کیا۔  
 جدید بھارت کی تغیریں مساوات کے لیے کی گئی جدوجہد کو دیں۔ انہوں نے ۱۹۵۶ء میں ناگپور میں اپنے لا تعداد پیروکاروں کے ساتھ انسانیت اور مساوات کی تعلیم دینے والے بدھ منہب کو اہم مقام حاصل ہے۔

## مشق

(۲) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

- ۱۔ جدید بھارت کی تغیریں مساوات کے لیے کی گئی جدوجہد کو اہم مقام کیوں حاصل ہے؟
- ۲۔ مشرقی خاندیش میں سانے گرو جی کی خدمات پر روشی ڈالیے۔
- ۳۔ مزدوروں کی جدوجہد قومی تحریک کے لیے کیسے معاون ثابت ہوئی؟
- ۴۔ خواتین سے متعلق اصلاحی تحریک کی نویعت واضح کیجیے۔

### سرگرمی

- ۱۔ ڈاکٹر آندی بائی جو شی کی زندگی پر تحریک کردہ کتاب پڑھیے۔
- ۲۔ راجرزی شاہومہراج کی سوانح پڑھیے۔



(۱) صحیح مقابل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

- (لا الہ چشت رائے، سانے گرو جی، رکھما بائی جناردن ساوے)
- ۱۔ راجکوٹ میں ..... نے ریڈ کراس سوسائٹی قائم کی۔
  - ۲۔ ..... امنیئر کارخانے کی مزدور یونین کے صدر تھے۔
  - ۳۔ آئیک کے پہلے اجلاس کے صدر ..... تھے۔

(۲) نوٹ لکھیے۔

- ۱۔ مہرشی ٹھل رام جی شندے کی سماجی خدمات
- ۲۔ کولھا پور ریاست میں راجرزی شاہومہراج کی اصلاحات

(۳) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ حکومت نے اشتراکی تحریک کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔
- ۲۔ ڈاکٹر بابا صاحب امیڈ کرنے 'موک ناک'، 'ہشکرت بھارت'، جیسے اخبارات جاری کیے۔
- ۳۔ قومی سطح کی مزدور تنظیم کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔

## ۱۲۔ آزادی کا حصول

بعد بھارت کو آزادی دینے کے لیے انگریز حکمران راضی ہو گئے۔ برطانوی وزیر اعظم ایٹلی نے پارلیمنٹ میں بھارت کے بارے میں پالیسی واضح کر دی جس کے مطابق یہ تسلیم کر لیا گیا کہ بھارت کے آئین کی تدوین کا اختیار بھارتی عوام کو ہو گا۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ اقلیتوں کے مسائل آزادی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ مارچ ۱۹۴۶ء میں تین برطانوی وزرا پیش ک لارنس، اسٹینفورڈ کرپس اور اے وی ایگزینڈر کے وفد نے بھارت سے متعلق برطانوی منصوبہ بھارتی رہنماؤں کے سامنے پیش کیا۔ اسے سہ وزیری منصوبہ کہا جاتا ہے۔

اس منصوبے کی چند شقیں قومی جماعت کو منظور نہیں تھیں۔ اس منصوبے میں مسلمانوں کے لیے آزاد ریاست کے قیام کا بھی ذکر نہیں تھا لہذا مسلم لیگ بھی اس سے مطمئن نہیں تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر سہ وزیری منصوبہ مکمل طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔

**یوم راست اقدام :** پاکستان کا مطالبہ پورا نہ ہوتا دیکھ کر مسلم لیگ نے راست اقدام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کے مطابق مسلم لیگ کی جانب سے ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء کو یوم راست اقدام (ڈائریکٹ ایکشن ڈے) کے طور پر منانے کا اعلان کیا گیا۔ اس دن ملک میں جگہ جگہ ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ بنگال کے نواحی میں زبردست قتل و غارت گری ہوئی۔ اس تشدد کو روکنے کے لیے گاندھی جی اپنی جان کی پرواہ کرتے ہوئے وہاں پہنچ۔ وہاں امن قائم کرنے کے لیے انہوں نے سخت کوششیں کیں۔

**عبوری حکومت کا قیام :** ملک میں تشدد کے ماحول میں ہی واسرائے ویویل نے عبوری حکومت قائم کر دی۔ پنڈت جواہر لال نہرو اس حکومت کے سربراہ تھے۔ ابتدا میں مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شامل نہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ کچھ عرصے بعد وہ عبوری حکومت میں شامل ہو گئی لیکن مسلم لیگ کے سخت رویے کی وجہ سے عبوری حکومت کا کام کا ج آسانی کے ساتھ نہ چل سکا۔

دوسری عالمی جنگ کے دوران بھارت کی آزادی کی لڑائی وسیع ہو چکی تھی۔ بھارت کی آزادی کا مطالبہ زور پکڑتا جا رہا تھا۔ انگریز حکمرانوں کے لیے اس مطالبے پر سنجیدگی سے غور کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اس تناظر میں انگریز حکمران بھارت کو آزادی دینے کے لیے مختلف منصوبے بنانے لگے۔

قومی جماعت کی تشکیل سیکولرزم کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ قومی تحریک میں تمام مذاہب اور ذات کے لوگ شامل تھے۔ اس تحریک کو کمزور کرنے کے لیے انگریزوں نے 'پھوٹ ڈالا' اور حکومت کرو کی پالیسی اپنائی تھی۔ اسی کے نتیجے میں مسلم لیگ قائم ہوئی۔

۱۹۴۰ء میں مشہور شاعر ڈاکٹر محمد اقبال نے خود مختار مسلم ملک کا نظریہ پیش کیا۔ چودھری رحمت علی نے پاکستان کا تصور پیش کیا۔ بیرونی محمد علی جناح نے دوقوئی نظریہ پیش کر کے آزاد مسلم ملک پاکستان کا مطالبہ کیا۔ بیرونی جناح اور مسلم لیگ کا کہنا تھا کہ قومی جماعت صرف ہندوؤں کی پارٹی ہے اور مسلمانوں کو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔

**دیویل پلان :** جون ۱۹۴۵ء میں بھارت کے واسرائے لارڈ ویویل نے ایک منصوبہ بنایا۔ اس منصوبے میں مختلف شقیں تھیں جن میں مسلمانوں، دلوں اور اقلیتوں کے لیے مرکزی اور صوبائی قانون ساز مجلس میں مناسب نمائندگی اور واسرائے کی مجلس عاملہ میں ہندو اور مسلمان ارکان کی مساوی تعداد جیسے نکات اہم تھے۔ اس منصوبے پر غور و خوض کرنے کے لیے شملہ میں بھارت کی اہم سیاسی پارٹیوں کی ایک نشست منعقد کی گئی تھی۔ بیرونی جناح نے اصرار کیا کہ واسرائے کی مجلس عاملہ میں مسلم ارکان کے نام تجویز کرنے کا اختیار صرف مسلم لیگ ہی کو ہو گا۔ قومی جماعت نے اس کی مخالفت کی جس کی وجہ سے ویویل منصوبہ کا میاں نہ ہوسکا۔

**سہ وزیری منصوبہ :** دوسری عالمی جنگ کے اختتام کے

جس کی وجہ سے تقسیم کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ رہا۔  
بحالتِ مجبوری قومی جماعت نے تقسیم کے فیصلے کو قبول کر لیا۔

**بھارت کی آزادی کا قانون :** ماڈنٹ بیٹن کی اسکیم کے مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو برطانوی پارلیمنٹ میں بھارت کی آزادی کا قانون منظور کر لیا گیا۔ اس قانون میں موجود شقون کے مطابق یہ طے کیا گیا کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو بھارت اور پاکستان دو آزاد ملک وجود میں آئیں گے۔ ان ملکوں پر برطانوی پارلیمنٹ کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ دیسی ریاستوں پر سے برطانیہ کا

**ماڈنٹ بیٹن منصوبہ :** برطانوی وزیر اعظم ایٹلی نے اعلان کیا کہ برطانیہ ۱۹۴۸ء سے قبل بھارت کو اقتدار منتقل کر دے گا۔ اقتدار کی منتقلی کے پس منظر میں بھارت کے وائرے کے طور پر لارڈ ماڈنٹ بیٹن کا تقرر کیا گیا۔ لارڈ ماڈنٹ بیٹن نے بھارت کے اہم رہنماؤں کے ساتھ گفت و شنید کی۔ انہوں نے بھارت اور پاکستان دو آزاد ملکوں کے قیام کا منصوبہ تیار کیا۔ قومی جماعت نے تقسیم کی مخالفت کی۔ ملک کا اتحاد ہی قومی جماعت کے قیام کی بنیاد تھا۔ لیکن مسلم لیگ پاکستان کے قیام پر بند تھی



غلامی کے بعد بھارت آزاد ہو گیا۔

آزادی کے حصول کی مسرت احساسِ غم سے خالی نہ تھی۔ ملک تقسیم ہو گیا اور تقسیم کے بعد امنڈنے والے تشدد کی وجہ سے عوامِ غم زدہ تھے۔ آزادی کے جشن میں شریک نہ رہتے ہوئے گاندھی جی بنگال میں اپنی جان جو حکم میں ڈالے ہوئے تھے۔ آزادی ملنے کے محض چھے مہینے بعد ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء کو ناقہورام گوڑ سے نے گاندھی جی پر گولیاں چلا کر ان کا بھیانہ قتل کر دیا۔ ہندو مسلم اتحادِ قائم رکھنے کے لیے گاندھی جی ہمیشہ کوشش رہے اور اسی مقصد کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔

اقدارِ ختم ہو جائے گا۔ یہ ریاستیں بھارت یا پاکستان کے ساتھ اپنی مرضی سے الحال کر سکتی ہیں یا چاہیں تو آزاد و خود مختارہ سکتی ہیں۔

**آزادی کا حصول :** بھارت کی آزادی کے قانون کے مطابق ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو بھارت کو آزادی دے دی گئی۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کی نصف شبِ دلی کے پارلیمنٹ ہال میں قانون ساز اسمبلی کا اجلاس جاری تھا۔ نصف شبِ بارہ بجے بھارت کی غلامی کا دورِ ختم ہو گیا۔ برطانوی پرچم یونین جیک کو اُتار کراس کی جگہ بھارت کا ترزاگا پرچم لہرایا گیا۔ ڈیڑھ سو برس کی

## مشق

(۵) درج ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

- ۱۔ انگریزوں نے بھارت کو آزادی دینے کی خاطر اقدامات کیوں کیے؟
- ۲۔ ماونٹ بیٹن منصوبے کے بارے میں معلومات دیجیے۔
- ۳۔ مسلم لیگ نے ۱۲ اگست کو یومِ راست اقدام کے طور پر منانے کا اعلان کیا کیا؟ اس کے کیا نتائج ہوئے؟

### سرگرمی

مختلف حوالہ جاتی کتابوں اور اسنٹریکٹ کی مدد سے آزادی کے بعد عام لوگوں کے روکنے کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔



(۱) صحیح مقابلہ کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ عبوری حکومت کے سربراہ..... تھے۔

(الف) ولیح بھائی پٹلیل (ب) مہاتما گاندھی

(ج) پنڈت نہرو (د) بیرسٹر محمد علی جناح

۲۔ بھارت اور پاکستان ان دو آزاد ملکوں کی تشکیل کا منصوبہ ..... نے بنایا تھا۔

(الف) لاڑڈو یویل (ب) اسٹینفورڈ کرپس

(ج) لاڑڈو ماؤنٹ بیٹن (د) پیٹھک لارنس

(۲) درج ذیل سوالوں کے ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ بیرسٹر جناح نے کون سے مطالے پر اصرار کیا؟

۲۔ سہ وزیری منصوبے میں شامل وزرا کے نام لکھیے۔

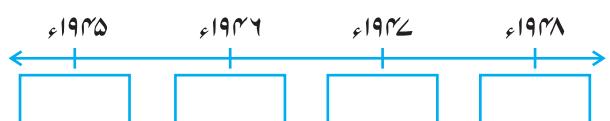
(۳) درج ذیل بیانات و جوابات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ قومی جماعت نے تقسیم کو منظور کر لیا۔

۲۔ عبوری حکومت کا کام کا ج آسانی کے ساتھ نہیں چل سکا۔

۳۔ لاڑڈو یویل منصوبہ کا میاب نہ ہو سکا۔

(۴) دیے گئے زمانی خط پر ترتیب وار واقعات لکھیے۔



## ۱۳۔ جنگِ آزادی کا اختتام

بھارت میں ان ریاستوں کی شمولیت کس طرح ان کے لیے فائدہ مند ہے۔ ان کے اس اعلان کو ریاستوں کی جانب سے ثابت رو عمل ملا۔ جونا گڑھ، حیدرآباد اور کشمیر کو چھوڑ کر تمام ریاستیں بھارت میں شامل ہو گئیں۔ ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ سردار پیل نے نہایت سخت موقف اختیار کرتے ہوئے حل کیا۔

**جونا گڑھ کا الحاق :** جونا گڑھ سوراشر کی ایک ریاست تھی۔ یہاں کے عوام بھارت میں شامل ہونا چاہتے تھے لیکن جونا گڑھ کے نواب پاکستان میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ان کے اس فیصلے کی عوام نے سخت مخالفت کی۔ نواب پاکستان چلے گئے اور فروری ۱۹۴۸ء میں جونا گڑھ کا الحاق بھارت کے ساتھ ہو گیا۔

**سقوطِ حیدرآباد :** حیدرآباد بھارت کی سب سے بڑی دیسی ریاست تھی جس میں تیلگو، کنڑ اور مرٹھی لسانی علاقے شامل تھے۔ یہاں نظام کی مطلق العنان حکومت تھی۔ ریاست میں شہری اور سیاسی حقوق کا فقدان تھا۔



سوامی رامانند تیرتھ

اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے ریاست حیدرآباد کے عوام نے تلکانا کے علاقے میں آندھرا پریشد، مرٹھواڑہ کے علاقے میں مہاراشٹر پریشد اور کرناٹک کے علاقے میں کرناٹک پریشد نامی تنظیمیں قائم کیں۔ ۱۹۴۸ء میں سوامی رامانند تیرتھ نے حیدرآباد اسٹیٹ کا نگریں قائم کی۔ نظام نے اس تنظیم پر پابندی عائد کر دی۔ حیدرآباد اسٹیٹ کا نگریں کو منظور کروانے اور جمہوری حقوق حاصل کرنے کے لیے جدوجہد شروع ہو گئی۔ اس جدوجہد کی قیادت سوامی رامانند تیرتھ جیسے مجاہد نے کی۔ انھیں نارائن ریڈی اور سراج الحسن ترمذی جیسے ساتھیوں کا

بھارت آزاد ہو چکا تھا لیکن آزادی کی لڑائی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ بھارت میں کئی آزاد ریاستیں تھیں۔ ان ریاستوں کو بھارت میں شامل ہونے یا آزاد رہنے کا حق حاصل تھا جس کی وجہ سے تیشنل کانگریس کا مکمل بھارت کا خواب ادھورا رہ گیا تھا۔ ان ریاستوں کے آزاد رہنے کی وجہ سے بھارت کے کئی ٹکڑے ہونے کے امکانات تھے۔ پرنسپل اور فرانسیسی حکومتوں نے بھارت کے کچھ حصوں پر اپنا اقتدار چھوڑا نہیں تھا۔ لیکن بھارت نے ان مسائل کو تدبیر کے ساتھ حل کیا۔ اس سبق میں ہم اسی کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

**آزاد ریاستوں کا بھارت کے ساتھ الحاق :** بھارت میں چھوٹی بڑی چھے سو سے زیادہ ریاستیں تھیں۔ عدم تعاون



سردار ولجہ بھائی پیل

تحریک کی وجہ سے ان ریاستوں میں سیاسی بیداری کا آغاز ہو چکا تھا۔ ان ریاستوں میں عوامی تنظیمیں قائم ہونے لگیں۔ عوامی تنظیمیں (پرجا منڈل) یعنی ریاست کے عوام کے مفادات اور ان کے سیاسی حقوق کے لیے لڑنے والی عوامی تنظیمیں۔ ۱۹۴۷ء میں ان تمام عوامی تنظیموں کو ملا کر ایک کل ہند پرجا پریشد (عوامی مجلس) قائم کی گئی۔ اس کی وجہ سے ان ریاستوں میں تحریکوں کی راہ ہموار ہو گئی۔ آزادی کے بعد ان ریاستوں کے الحاق کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے وزیر داخلہ ولجہ بھائی پیل نے نہایت مدبرانہ راستہ ڈھونڈ نکالا۔ انھوں نے ان ریاستوں کے حکمرانوں کو اعتماد میں لے کر سب کے لیے قابل قبول انضمامی منشور تیار کیا۔

سردار پیل نے ریاستوں کے حکمرانوں کو یہ باور کرایا کہ

سقوط حیدر آباد کا دن یعنی ۱۹ ستمبر کو مراٹھواڑے کا یومِ آزادی کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو مراٹھواڑہ آزاد بھارت میں شامل نہیں تھا۔ یہ علاقہ عوامی جدوجہد کے نتیجے میں ۱۹۴۸ء میں بھارت میں شامل کیا گیا۔

**مسئلہ کشمیر :** ریاست کشمیر کے راجا ہری سنگھ نے آزاد رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پاکستان کا ارادہ کشمیر کو اپنے ساتھ شامل کرنے کا تھا جس کے لیے پاکستان ہری سنگھ پر دबاؤ ڈالنے لگا۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی ایما پر مسلح دراندازوں نے کشمیر پر حملہ کر دیا۔ تب کہیں ہری سنگھ نے بھارت کے ساتھ الحاق کے معاهدے پر دستخط کیے۔ کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کے بعد وہاں بھارتی فوج بھیج دی گئی۔ فوج نے کشمیر کے بڑے حصے کو دراندازوں سے آزاد کروایا۔ البتہ کچھ حصہ پاکستان کے قبضے ہی میں رہا۔

**فرانسیسی نواز بادیات کا الحاق :** بھارت کی آزادی کے بعد بھی چندرنگر، پدوچیری، کاریکل، ماہے اور یامن پر فرانسیسی قابض تھے۔ یہاں کے عوام بھارت میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے بے چین تھے۔ بھارتی حکومت نے مطالہ کیا کہ یہ علاقے بھارت کا حصہ ہیں اس لیے انھیں بھارت کے حوالے کر دیا جائے۔ فرانس نے ۱۹۴۹ء میں چندرنگر میں استصواب رائے کروایا جس میں عوام نے بھارت کے حق میں فیصلہ دیا۔ لہذا چندرنگر کو بھارت کے حوالے کر دیا گیا۔ بعد ازاں فرانس نے دیگر علاقے بھی بھارت کو سونپ دیے۔

**گوا کی آزادی کی لڑائی :** پرتگال نے اپنے قبضے والے بھارتی علاقے بھارت کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس علاقے کو حاصل کرنے کے لیے بھارتیوں کو جدوجہد کرنا پڑی۔ اس لڑائی میں ڈاکٹر ٹی بی گنہا سرفہrst تھے۔ انھوں نے پرتگالی حکومت کے خلاف عوامی بیداری پیدا کی۔ اس مقصد کے تحت انھوں نے گوا کا نگریں کمیٹی قائم کی۔ ۱۹۴۵ء میں ڈاکٹر گنہا نے ممبئی میں ”گوا یو تھل لیگ“ قائم کی۔ ۱۹۴۶ء میں انھوں نے گوا جا کر

تعاون حاصل تھا۔ پی وی نرسمہ بھارا اور گووند بھائی شراف ان کے وفادار پیغمبر کار تھے۔

جولائی ۱۹۴۷ء میں حیدر آباد اسٹیٹ کا نگریں نے ریاست حیدر آباد کے بھارت کے ساتھ الحاق کی تجویز منظور کی لیکن نظام نے بھارت مخالف موقف اختیار کیا۔ وہ پاکستان کے ساتھ حیدر آباد کے الحاق کی تیاریاں کرنے لگے۔ نظام کے معافون قاسم رضوی نے حیدر آباد کے عوام کے بھارت کے ساتھ الحاق کے مطابے کو مسترد کرنے کے لیے رضا کار نامی تنظیم قائم کی۔ قاسم رضوی اور ان کے ساتھیوں نے غیر مسلموں اور بھارتی جمہوریت کی حمایت کرنے والے مسلمانوں پر بھی سختیاں کیں جس کے خلاف عوامی غصہ بھڑک اٹھا۔ بھارتی حکومت نظام کے ساتھ مصالحت کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن نظام کی جانب سے ثابت رد عمل کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔ آخر کار بھارت حکومت نے ۱۳ ستمبر ۱۹۴۸ء کو نظام کے خلاف پوس کارروائی شروع کر دی۔ اس کا کوڈ نام ”آپریشن پلو“ تھا۔ بالآخر ۱۹۴۸ء ستمبر کو نظام نے سپردگی اختیار کر لی۔ ریاست حیدر آباد کا الحاق بھارت کے ساتھ ہو گیا۔ ریاست کے عوام کی جدوجہد کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ اس لڑائی میں آریہ سماج نے نمایاں خدمات انجام دیں۔

**سقوط حیدر آباد میں مراٹھواڑے کا تعاون:** اس لڑائی میں سوامی راما نند تیرتھ، بابا صاحب پرانچے، گووند بھائی شراف، انشت بھالے راء، آشتاتائی واگھمارے مانک چندرپھاڑے وغیرہ نے اہم کردار ادا کیا۔

وندے ماترم تحریک کے ذریعے طلبہ نے بھی سقوط حیدر آباد میں حصہ لیا۔ سقوط حیدر آباد کے دوران وید پر کاش، شیام لال، گووند پانسرے، بہرجی شندے، شری دھرورتک، جنارڈھن ماما، شعیب اللہ خان وغیرہ نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ان کی قربانیوں نے بھارتیوں کے دلوں کو جوش سے بھر دیا۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ سقوط حیدر آباد کی لڑائی میں مراٹھواڑہ کے رہنماؤں اور عوام نے نمایاں کردار ادا کیا۔

۱۹۵۷ء میں 'گواہتی سمیتی'، قائم کی گئی۔ اس کمیٹی نے مہاراشٹر سے ستیگر ہیوں کی کئی ٹکڑیاں گواہیجیں جن میں این جی گورے، سینا پتی باپٹ، پیٹر الوارس، مہادیو شاستری جو شی اور ان کی اہلیہ سدھاتائی شامل تھیں۔ موہن راناؤ 'گواہتی تحریک' کے سرگرم رہنما تھے۔ پرانگالی حکومت نے ستیگر ہیوں پر بے حد ظلم کیا جس کے بعد بھارت میں اس کے خلاف عوامی غصہ تیز ہو گیا۔

گوا کی آزادی کی لڑائی نے شدت اختیار کر لی۔ بھارتی حکومت پر تنگالی حکومت کے ساتھ گفت و شنید کہ رہی تھی لیکن کوئی فاکدہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ آخر کار بھارتی حکومت نے بحالتِ مجبوری فوجی طاقت استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۶۱ء میں بھارتی فوج گوا میں داخل ہو گئی۔ نہایت قلیل مدت میں پرتگالی فوج نے ہتھیار ڈال دیے۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۱ء کو گوا پر تنگالیوں کے قبضے سے آزاد ہو گیا۔ بھارت کی سر زمین سے سامراج ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ صحیح معنوں میں بھارت کی آزادی کی لڑائی اختتام پذیر ہوئی۔

تقریر کرنے پر پابندی کا قانون توڑا۔ انھیں آٹھ برس قید کی سزا سنائی گئی۔ ۱۹۸۶ء میں ہی ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے گوا کی آزادی کے لیے ستیگرہ شروع کیا۔ انھوں نے پابندی کے قانون کو توڑتے ہوئے مددگار میں تقریر کی جس کی وجہ سے پرتگالی حکومت نے انھیں شہر بدر کر دیا۔



ڈاکٹری بی گنہا

اسی دوران گجرات کے 'دادرا' اور 'نگر حولی'، کی پرتگالی نوآبادیوں کی آزادی کے لیے 'آزاد گمنشک' پارٹی قائم کی گئی۔ ۱۹۵۳ء کو اس پارٹی کے جوانوں نے مسلح حملہ کر کے دادرماں اور نگر حولی کو پرتگالیوں سے آزاد کروایا۔ اس حملے میں وشنوتا تھ لونڈے، راجا بھاڑا واکنکر، سدھیر پھڑکے، نانا صاحب کا جرکیر وغیرہ شامل تھے۔

مشق

(۳) درج ذمل سوالوں کے مختصر جواب لکھئے۔

- ۱۔ ریاستوں کے احاق میں سردار پیل کے کردار پر روشنی ڈالیے۔
  - ۲۔ سقوط حیدر آباد میں سوامی راما نند تیرتھ کی خدمات واضح کیجئے۔

۲۷

سقوط حیدر آباد کے موضوع پر تصاویر اور معلومات حاصل کیجئے۔  
تاریخ کی جماعت میں اس پر مبنی جدلوں کی نمائش منعقد کیجئے۔

1



(۱) صحیح متبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھئے۔

- ۱۔ بھارت میں چھوٹی بڑی چھے سو سے زیادہ ..... تھیں۔

(الف) حکومتیں      (ب) دیہات

(ج) ریاستیں      (د) شہر

۲۔ جوناگڑھ، ..... اور کشمیر کو چھوڑ کر تمام ریاستیں  
بھارت میں شامل ہو گئیں۔

(۲) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ بھارت کے ساتھ جونا گڑھ کا الحاق ہو گیا۔
  - ۲۔ بھارتی حکومت نے نظام کے خلاف پوس کارروائی شروع کی۔
  - ۳۔ ہری سنگھ نے بھارت کے ساتھ الحاق کے معاملے پر دستخط کئے۔

ریاستوں کی تشکیل کے حالات کا مطالعہ کرنے کے لیے کانگریس نے ۲۹ نومبر ۱۹۴۸ء کو ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی میں پنڈت جواہر لال نہرو، ولجھ بھائی پیل اور پٹا بھی سیتار میا شامل تھے۔ ان تین ارکان کے ناموں کے پہلے حرف کے پیش نظر یہ کمیٹی بے وی پی کمیٹی کہلاتی ہے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں سفارش کی کہ کانگریس کو اصولی طور پر لسانی بنیادوں پر ریاستوں کی تشکیل منظور ہے لیکن اس کام کے لیے یہ وقت مناسب نہیں ہے۔ پورے مہاراشٹر میں اس رپورٹ کے خلاف شدید رو عمل ہوا۔ اسی دورانِ عوامی بیداری کے لیے سیناپتی بابت نے پربھات پھیریاں، شروع کیں۔

آچاریہ آترے نے مبینی کار پوریشن میں بشویں مبینی متحده مہاراشٹر کی تجویز پیش کی جو ۳۵ کے مقابلے ۵۰ ووٹوں سے منظور کر لی گئی۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ عوام کی خواہش ہے کہ مبینی مہاراشٹر میں رہے۔

**ریاستوں کی تشکیلِ نو کے لیے کمیشن :** بھارت حکومت نے جیسیں ایس فضل علی کی صدارت میں ۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء کو کمیشن برائے ریاستوں کی تشکیلِ نو، قائم کیا۔ اس کمیشن نے ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس احوال میں سفارش کی گئی کہ مبینی کو ذوالسانی ریاست بنایا جائے۔

**ناگپور معاہدہ :** مراثی بولنے والے تمام عوام پر مشتمل ایک ریاست قائم کرنے کے لیے ۱۹۵۳ء میں ناگپور معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے کے تحت مغربی مہاراشٹر، وربھ اور مراثوڑا کے ساتھ متحده مہاراشٹر کی تشکیل انجام پائی۔ آئین کی ۱۹۵۳ء کی ترمیم کے مطابق دفعہ ۳۷(۲) کو شامل کیا گیا۔ اس کی رو سے ترقیاتی کاموں کے لیے مناسب فنڈ، ٹکنیکی اور پیشہ و رانہ تعلیم کے لیے خاطر خواہ رقم، متعلقہ حصوں میں آبادی کے تناسب میں ریاستی حکومت میں ملازمتوں کے موقع اور مہاراشٹر اسمبلی کے

بھارت کی آزادی کے بعد لسانی بنیاد پر ریاستوں کی تشکیل کا مطالبہ بڑے پیمانے پر کیا جانے لگا۔ مہاراشٹر میں مراثی لسانی ریاست کا مطالبہ کرنے والی متحده مہاراشٹر تحریک، ۱۹۴۶ء سے ہی جاری تھی۔ مختلف تغیرات کے ذریعے اس تحریک کی پیش رفت کے نتیجے میں کیم میں ۱۹۶۰ء کو ریاستِ مہاراشٹر کا قیام عمل میں آیا۔

**پس منظر :** بیسویں صدی کے آغاز ہی سے مراثی بولنے والوں کو تحد کرنے کا خیال بہت سے واقف کاروں نے برسِ عام ظاہر کرنا شروع کیا۔ ۱۹۱۱ء میں انگریزوں کو تقسیمِ بُنگال منسوخ کرنا پڑا۔ اسی پس منظر میں این ایچ کیلکرنے لکھا، ”مراثی بولنے والی تمام آبادی ایک ہی حکومت کے تحت ہونی چاہیے۔“ لوک مانیہ تملک نے ۱۹۱۵ء میں لسانی بنیادوں پر ریاستوں کی تقسیم کا مطالبہ کیا تھا لیکن اُس زمانے میں بھارت کی آزادی کا مسئلہ زیادہ اہم تھا اس لیے یہ سوال پس پردہ چلا گیا۔

۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء کو بیلگام میں منعقدہ ساہیہ سمیلن میں متحده مہاراشٹر سے متعلق اہم تجویز منظور کی گئی۔

**متحده مہاراشٹر پریشند :** ۲۸ نومبر ۱۹۴۶ء کی میں میں شنکر راؤ دیو کی صدارت میں مہاراشٹر ایکی کرن پریشند کا انعقاد ہوا۔ اس پریشند میں تجویز منظور کی گئی کہ مراثی بولنے والے علاقوں کی ایک ریاست بنائی جائے جس میں مبینی، صوبہ متوسط کے مراثی بولنے والے علاقے، مراثوڑا اور گونٹک جیسے مراثی بولنے والے علاقے شامل ہوں۔

**دارکمیشن :** دستور ساز مجلس کے صدر ڈاکٹر راجندر پر ساد نے ۷ ار جون ۱۹۴۸ء کو جسٹس ایس کے دار کی صدارت میں لسانی بنیادوں پر ریاستوں کی تشکیل کے لیے دارکمیشن، قائم کیا۔ ۱۰ نومبر ۱۹۴۸ء کو دارکمیشن نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس کے باوجود اس مسئلے کا کوئی حل نہیں نکلا۔

**جے وی پی سمبیتی (سہ رکنی کمیٹی) :** لسانی بنیادوں پر

جید ہے کی صدارت میں پونہ کے تنک اسما رک مندر میں ایک جلسہ ہوا جس میں کمیٹی نے اپنی مجلسِ عاملہ کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے مطابق کامریڈ شری پادامرت ڈائیگ کمیٹی کے صدر،



**آچاریہ پی کے آترے**

وائی کے سونی وغیرہ نے اہم کردار ادا کیا۔ ان کے ساتھ ساتھ سینا پتی باپٹ، کرانٹی سنگھ نانا پاٹل، لال جی پینڈے اور الہیا بائی رانگنے کرنے متعدد مہاراشٹر تحریک میں سرگرم کردار نبھایا۔ یہ تحریک مہاراشٹر کے گاؤں گاؤں تک جا پہنچی۔



**پر بودھن کارٹھا کرے**



**ایس ایم جوثری**

جس وقت یہ ظاہر ہو گیا کہ ممبئی مہاراشٹر کے حصے میں نہیں آئے گا اس وقت بہت بڑی عوامی تحریک شروع ہو گئی۔ اس تحریک کے دوران ریاستی حکومت کی گولی باری میں ۱۰۶ ارلوگ شہید ہو گئے۔ متعدد مہاراشٹر کے لیے اپنی جان قربان کرنے والے ان ۱۰۶ ار شہیدوں کی یاد میں ممبئی کے 'فلورا فائنٹین' کے پاس 'یادگار شہیداں، قائم کی گئی۔

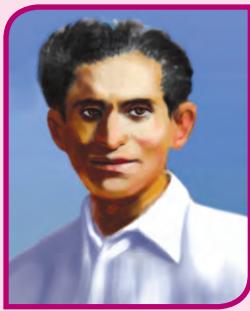
لیکن نومبر ۱۹۵۶ء کو ذوالسانی ممبئی ریاست وجود میں آئی۔ بعد ازاں ۷۱۸۵۶ء میں لوگ سمجھا، ودھان سمجھا اور ممبئی کار پوریشن کے انتخابات ہوئے جن میں متعدد مہاراشٹر کمیٹی کو بڑی کامیابی ہاتھ لگی۔ یہ نتائج اس بات پر شاہد تھے کہ رائے دہندگان ذوالسانی

سالانہ ایک سیشن ناگپور میں ہونے وغیرہ امور کی ضمانت دی گئی۔ بشمول ممبئی مہاراشٹر کی تشکیل کے لیے مراثی بولنے والوں کی جدو جہد کا آغاز ہو چکا تھا۔ ممبئی میں کامگار میدان پر بہت بڑا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں شنکر راؤ دیو نے کہا، "ممیٹ کے بغیر مہاراشٹر کی تشکیل کی مخالفت کے لیے ہم جان لڑادیں گے۔" عوام کے جذبات اور مطالبات نے عوامی تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ خواتین بھی اس میں شامل ہونے لگیں۔ اس تحریک میں سستی بائی گورے، عصمت چفتانی، درگا بھاگوت، تارا ریڈی، چاروشیلا گپتی، کملاتائی مورے، سلطانہ جوہری جیسی کئی خواتین نے بھی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۲۱ نومبر ۱۹۵۵ء کو مزدوروں کا اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف مزدور تنظیمیں کمیونسٹ، پرجاماج وادی، سماج وادی، شیکنگھ کامگار پارٹی، جن سنگھ وغیرہ سیاسی پارٹیاں شامل ہوئیں۔ کامریڈ شری پادامرت ڈائیگ اس کے صدر تھے۔ اس سیشن میں ایس ایم جوثری نے ممبئی اور وور بھ کے بشمول مہاراشٹر کی تجویز پیش کی۔

**براہ راست نکراو کا آغاز :** مراثی بولنے والے عوام میں بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ سینا پتی باپٹ کی قیادت میں ودھان سمجھا پر بڑا مورچا لے جایا گیا۔ اس وقت مرارجی دیسائی وزیر اعلیٰ تھے۔ حکومت نے پابندی کا اعلان کر دیا۔ پوس نے مورچے پر لاٹھی چارج اور آنسو گیس کا استعمال کیا۔ اسی دن شام کو کامگار میدان پر پچاس ہزار لوگوں پر مشتمل جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ کامریڈ ڈائیگ نے اس کی قیادت کی۔ متعدد مہاراشٹر کے مطالبے میں شدت لانے کے لیے ۲۱ نومبر ۱۹۵۵ء کو ایک دن کی علامتی ہڑتاں کرنے کا فیصلہ لیا گیا۔

**متعدد مہاراشٹر کمیٹی کا قیام :** مراثی بولنے والے عوام کا متعدد مہاراشٹر کا مطالبه پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ ریاست بھر میں بے اطمینانی کی لہر دوڑ رہی تھی۔ ۲۱ نومبر ۱۹۵۶ء کو کیشوارا



شاعر ڈی این گوکھر



شاعر ارشاد



عواوی شاعر ان بھاؤ سانچے

ٹھاکرے نے 'ماڈل' کے قلمی نام سے کارٹونس بنانے کے عواوی تحریک کو وسیع کر دیا۔

عواوی شاعر آنا بھاؤ سانچے، امرشیخ اور وی این گوکھر نے اپنے کلام کے ذریعے بڑے پیمانے پر عواوی بیداری پیدا کی۔

**مراٹھی اخبارات اور شعرا کے کارنائے :** اس تحریک میں اخبارات کا کردار اہم تھا۔ پر بودھن، کیسری، سکال، نواکال، نویگ، پربھات جیسے متعدد اخبارات نے عواوی بیداری کا کام کیا۔ متحده مہاراشٹر تحریک میں آچاریہ اترے کے اخبار 'مراٹھا' نے خصوصی کارکردگی انجام دی۔ بالا صاحب

سے مرکزی حکومت مہاراشٹر کے قیام کے لیے راضی ہو گئی۔ اس موقع پر کانگریس کی صدر اندر اگاندھی نے سیمیتی کی حمایت کا اعلان کیا۔ مرکزی حکومت نے مہاراشٹر اور گجرات ان دو لسانی ریاستوں کے قیام کو منظوری دے دی۔ اپریل ۱۹۶۰ء میں پارلیمنٹ نے ممبئی تشكیل نو قانون منظور کیا۔ اس قانون کے مطابق کیمیتی ۱۹۶۰ء کو ریاست مہاراشٹر کا قیام عمل میں آیا۔

کیمیتی ۱۹۶۰ء کو مزدور دن کے موقع پر پنڈت جواہر لال



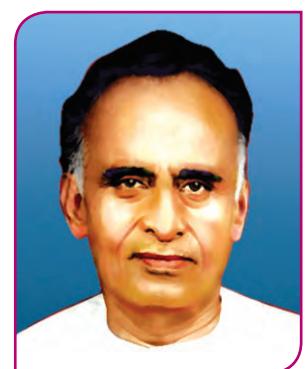
یشوٹ راؤ چوہان

نہرو نے صحیح سویرے راج بھون میں منعقدہ خصوصی تقریب میں ریاست مہاراشٹر کے قیام کا باقاعدہ اعلان کیا۔ مہاراشٹر کے اولین وزیر اعلیٰ کے طور پر یشوٹ راؤ چوہان نے

ذمے داری سنہجاتی۔

ریاست کے خلاف اور متحده مہاراشٹر کی حمایت میں ہیں۔ ۳۰ نومبر ۱۹۵۷ء کو پنڈت جواہر لال نہرو کے ہاتھوں پرتاپ گڑھ پر شیواجی مہاراج کے مجسمے کی نقاب کشائی ہوئی تھی۔ اس وقت متحده مہاراشٹر کیمیتی کے بھائی مادھورا و باغل کی قیادت میں ایک بہت بڑا مورچا نکالا گیا۔ ایس ایم جوشی، این جی گورے، جینت راؤ تملک، پروفیسر کے اترے، ادھورا و پاٹل وغیرہ رہنماء موجود تھے۔ کیمیتی نے پرانی گھاٹ اور پولا دپور کے پاس شدید مظاہرے کیے۔ کیمیتی مراٹھی عوام کے جذبات اور مجموعی حالات کو پنڈت نہرو کے علم میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔

متحده مہاراشٹر کیمیتی کی قیادت میں چلنے والی تحریک کی وجہ



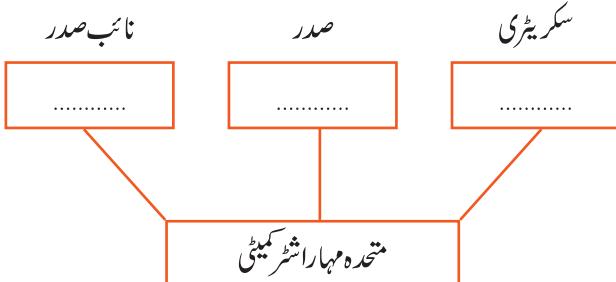
ادھورا و پاٹل

## مشق

(۳) نوٹ لکھیے۔

- ۱۔ متحده مہاراشٹر پریشند
- ۲۔ متحده مہاراشٹر کمیٹی کی خدمات

(۴) درج ذیل تصویراتی خاکہ کمکل کیجیے۔



### سرگرمی

ریاست مہاراشٹر کے قیام میں اہم خدمات انجام دینے والی شخصیات کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور اپنے استاد کی مدد سے اس پر بنی پروجیکٹ تیار کیجیے۔



(۱) سچ تبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

- ۱۔ کیم مئی ۱۹۶۰ء کو..... ریاست کا قیام عمل میں آیا۔
- (الف) گوا (ب) کرناٹک
- (ج) آنحضر پریش (د) مہاراشٹر
- ۲۔ ممبئی کار پوریشن میں 'مہاراشٹر بشمول ممبئی' کی تجویز..... نے پیش کی۔

(الف) جی ٹی ماڈکولکر (ب) آچاریہ اترے

(ج) ڈی وی پوندار (د) شنکر راؤ دیو

- ۳۔ مہاراشٹر کے اوّلین وزیر اعلیٰ کے طور پر..... نے ذمہ داری سنہجاتی۔

(الف) یشونت راؤ چوہان (ب) پرتوہی راج چوہان

(ج) شنکر راؤ چوہان (د) ولاس راؤ دیشمکھ

(۲) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ متحده مہاراشٹر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔
- ۲۔ متحده مہاراشٹر کی لڑائی میں اخبارات نے اہم کردار نبھایا۔

# شہریت

## (پارلیمانی طرزِ حکومت)

### فہرست

نمبر شمار	سینک کا نام	صفحہ نمبر
۱۔	پارلیمانی طرزِ حکومت کا تعارف	۶۸
۲۔	بھارت کی پارلیمنٹ	۷۱
۳۔	مرکزی مجلسِ عاملہ	۷۵
۴۔	بھارت کا عدالتی نظام	۷۹
۵۔	ریاستی حکومت	۸۳
۶۔	نوکرشاہی	۸۶

## آموزشی ماحصل

آموزشی ماحصل	درس میں تجویز کردہ تعلیمی عمل
طالب علم -	<p>طالب علم کو انفرادی طور پر / جوڑی میں / گروہ میں آموزش کے موقع فراہم کرنا اور انھیں درج ذیل امور کی ترغیب دینا -</p> <p>آئین، پارلیمنٹ، عدالتی مکملہ، ریاستوں کی حد بندی یا marginalization جیسے تصورات پر بنی مذاکروں میں حصہ لینا۔</p> <ul style="list-style-type: none"> <li>● بھارتی آئین کی اہمیت، تمهید، پارلیمانی طرز حکومت، حکومت کی تقسیم، وفاقی پختگی خاکے اور تصاویر کے ساتھ چارٹس بنانا اور تحریری / زبانی پیش کرنا۔</li> <li>● جماعت / اسکول / گھر / سماج میں آزادی، مساوات اور بھائی چارے کے اصولوں پر کس طرح عمل درآمد ہوتا ہے، اس پر مباحثہ کرنا۔</li> <li>● ریاست / مرکزی زیر انتظام علاقوں کے لوک سمجھا انتخابی حلقوں کے نقشے کا مشاہدہ کرنا۔</li> <li>● بچوں کی پارلیمنٹ اور مصنوعی ضابطہ اخلاق اور مصنوعی انتخابات کا انعقاد کرنا۔</li> <li>● اپنے علاقے / پڑوں میں اندراج کردہ ووڈروں کی فہرست تیار کرنا۔</li> <li>● اپنے علاقے میں رائے دہی کی اہمیت پر بنی بیداری مہم کا انعقاد کرنا۔</li> <li>● اپنے حلقة انتخاب میں عوامی نمائندوں نے جن عوامی کاموں کا بیڑہ اٹھایا ہے ان کی معلومات حاصل کرنا۔</li> <li>● اطلاع اول رپورٹ (FIR) کے نفسِ مضمون کی جانچ کرنا۔</li> <li>● مقدمے کے فریقین کو انصاف حاصل ہونے میں منصف (نج) کے کردار پر تفصیلی اور تقدیری مضامین کے ذریعے ذاتی رائے کے اظہار کا موقع دینا۔</li> <li>● خصوصاً خواتین، درج فہرست ذاتیں اور قبائل، خانہ بدوش اور آزاد جماعتیں، مذہبی اور لسانی اقلیتیں، معذور، خاص ضرورت کے حامل طلب، دیگر محروم طبقات کے انسانی حقوق کی تلفی، تحفظ اور شہیر پر گروہی مباحثے کا انعقاد کرنا۔</li> <li>● بچہ مددوی، حقوق اطفال اور بھارت میں فوجداری نظام عدالت پر ڈراما پیش کرنا۔</li> <li>● عوامی سہولیات، پانی اور حفاظان صحت کی سہولیات، بجلی کی فراہمی میں عدم مساوات کے تعلق سے ساتھیوں کے ساتھ اپنے تجربات کے لین دین کا موقع فراہم کرنا۔</li> <li>● عوامی سہولیات کی فراہمی کی ذمہ داری حکومت پر کس طرح عائد ہوتی ہے، اس پر بحث و مباحثہ کا انعقاد کرنا۔</li> </ul>
8.73H.14 08.73H.15 08.73H.16 08.73H.17 08.73H.18 08.73H.19 08.73H.20 08.73H.21 08.73H.22 08.73H.23	<p>8.73H.14 08.73H.15 08.73H.16 08.73H.17 08.73H.18 08.73H.19 08.73H.20 08.73H.21 08.73H.22 08.73H.23</p> <p>دستور ہند کے تاثر میں اپنے علاقے کے سماجی اور سیاسی مسائل کی وضاحت کرتا ہے۔</p> <p>ریاستی اور مرکزی حکومت کے فرق کو واضح کرتا ہے۔</p> <p>لوک سمجھا کے انتخابی عمل کو بیان کرتا ہے۔</p> <p>ریاستی، مرکزی کے زیر انتظام علاقے کے نقشے میں خود کے پارلیمانی حلقوں کی نشاندہی کرتا ہے اور مقامی عوامی نمائندوں کے نام لکھتا ہے۔</p> <p>قانون سازی کے عمل کو بیان کرتا ہے۔ (جیسے قانون برائے گھر بیوں تشدد سے حفاظت، قانون حق معلومات، قانون حق تعلیم وغیرہ)</p> <p>چند اہم عدالتی فیصلے بیان کرتے ہوئے ان کی مدد سے بھارت کے عدالتی نظام کے کام واضح کرتا ہے۔</p> <p>اطلاع اول رپورٹ (FIR) کے طریقہ کار کا مظاہرہ کرتا ہے۔</p> <p>اپنے علاقے کے پسمندہ افراد کو گاؤں کی حد سے باہر کیوں رہنا پڑتا ہے، اس کی وجہات اور بتائیج کا تجزیہ کرتا ہے۔</p> <p>پانی، عوامی صفائی، سڑک، بجلی وغیرہ عوامی سہولیات کی فراہمی میں حکومت کے کردار کی نشاندہی کرتا ہے اور ان سہولیات کی دستیابی کا جائزہ لیتا ہے۔</p> <p>مہاراشٹر میں حکومتی مشینری کی نوعیت واضح کرتا ہے۔</p>

## ۱۔ پارلیمانی طرزِ حکومت کا تعارف

نظامِ حکومت کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ یعنی برطانیہ کا پارلیمنٹری نظامِ حکومت اور بھارت کا پارلیمانی نظامِ حکومت وسیع مفہوم میں یکساں نظر آتے ہیں۔ لیکن مفہوم و معنی اور مقاصد کے نقطہ نظر سے بھارت کے پارلیمانی نظام اور برطانیہ کے نظامِ حکومت میں فرق پایا جاتا ہے۔ آئیے، بھارتی پارلیمانی نظامِ حکومت کی خصوصیات سمجھ لیں۔

- پارلیمانی نظامِ حکومت حکومتی کام کا رج کا ایک طریقہ ہے۔ مرکزی حکومت کی قانون ساز مجلس کو پارلیمنٹ، کہا جاتا ہے۔ صدر جمہوریہ، لوک سبھا (ایوانِ زیریں) اور راجیہ سبھا (ایوان بالا) کے باہمی اشتراک سے پارلیمنٹ، کی تشکیل ہوتی ہے۔

- پارلیمان کے ایوان لوک سبھا کے عوامی نمائندے عوام کی جانب سے براہ راست منتخب ہوتے ہیں۔ لوک سبھا کے نمائندوں کی تعداد طے ہوتی ہے۔

- مقررہ مدت کے بعد لوک سبھا کے انتخابات ہوتے ہیں۔ ان انتخابات میں ملک کی تمام سیاسی جماعتیں شامل ہو سکتی ہیں۔ جن سیاسی جماعتوں کو نصف سے زائد نشستیں حاصل ہوتی ہیں اسے اکثریتی جماعت، تسلیم کیا جاتا ہے۔ اکثریت حاصل کرنے والی جماعت حکومت کرتی ہے۔

- بسا اوقات کسی ایک ہی جماعت کو واضح اکثریت حاصل نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں کچھ سیاسی جماعتیں آپسی اتحاد کر کے اپنی اکثریت ثابت کرتی ہیں اور انھیں حکومت سازی کا موقع ملتا ہے۔ اسے متحدہ/مخلوط حکومت، کہتے ہیں۔

- عوام کی طرف سے منتخبہ نمائندے قانون ساز مجلس کے اراکین تسلیم کیے جاتے ہیں اور اکثریت جماعت کو اپنی حکومت تشکیل دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

- اکثریتی جماعت کا قائد وزیر اعظم کے عہدے پر فائز

ہمیں اس سبق میں بھارت کے آئین میں مذکور نظامِ حکومت یا طرزِ حکومت کا مطالعہ کرنا ہے۔

### کیا آپ کے ذہن میں بھی یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں؟

- پارلیمانی طرزِ حکومت سے کیا مراد ہے؟
- بھارت میں وزیر اعظم کا عہدہ ہے لیکن امریکہ میں وزیر اعظم کا عہدہ کیوں نہیں ہے؟
- پارلیمانی طرزِ حکومت اور صدارتی طرزِ حکومت میں کیا فرق ہے؟

مذکورہ بالا سوالوں سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہر ملک کا طرزِ حکومت مختلف نوعیت کا ہوتا ہے۔ مختلف نظامِ حکومت کی نوعیت کو ذہن نشین کرنے سے قبل ہم نظامِ حکومت کی اہم شاخوں کی مختصر معلومات حاصل کریں گے۔

قانون ساز مجلس (مقننه) قوانین کی تشکیل کا کام کرتی ہے۔ مجلس عالمہ ان قوانین کو نافذ کرتی ہے۔ عدیلیہ کی ذمہ داری انصاف قائم کرنا ہے۔ ان تینوں شاخوں کے کام، دائرہ اختیارات، حدود اور باہمی تعلقات دستور ہی طے کرتا ہے۔ نظامِ حکومت کی نوعیت ان تینوں عوامل پر مبنی ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر طرزِ حکومت کی دو قسمیں ہیں : (۱) پارلیمانی طرزِ حکومت (۲) صدارتی طرزِ حکومت۔

### پارلیمانی طرزِ حکومت

پارلیمانی طرزِ حکومت دراصل برطانیہ میں ارتقا پذیر ہوا۔ برطانیہ میں غیر تحریری دستور ہونے کی وجہ سے آج بھی نظامِ حکومت روایتی طرز پر قائم ہے۔ پارلیمنٹ کی نشوونما بھی برطانیہ ہی میں ہوئی ہے۔ پارلیمنٹ پر مبنی پارلیمانی (Parliamentary) نظامِ حکومت برطانیہ ہی کی اختراع مانی جاتی ہے۔ البتہ بھارت میں اس طرزِ حکومت کو پارلیمانی

لیے پارلیمنٹ کا مرتبہ اعلیٰ ہوتا ہے۔

### ہم نے پارلیمانی طرزِ حکومت کیوں اپنایا؟

بھارت کے پارلیمانی طرزِ حکومت اپنانے کی چند وجہات ہیں۔ انگریزوں کے دورِ حکومت ہی میں بھارتی پارلیمانی ادارہ تشكیل پا چکا تھا۔ انگریز حکومت نے اس طرزِ حکومت کے مطابق حکومتی امور کی انجام دہی کی ابتدا کی تھی۔ پارلیمانی طرزِ حکومت بھی بھارت کی جنگ آزادی کا ایک حصہ ہے۔ اس کی وجہ سے بھارتیوں کو اس طرزِ حکومت کا تعارف ہوا تھا۔ دستور ساز مجلس میں اس نظامِ حکومت پر بڑی بحث بھی ہوئی۔ بھارتی سماج کی صورت حال کو منظر رکھتے ہوئے دستور سازوں نے اس بات میں مناسب تبدیلی کی۔

پارلیمانی طرزِ حکومت میں بحث اور تبادلہ خیال کے لیے کافی گنجائش ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ میں عوامی مفاد پر بحث ہوتی ہے۔ اس بحث میں حزبِ اختلاف کے ارکان بھی شریک ہوتے ہیں۔ مناسب موقع پر حکومت کا ساتھ دینا، قوانین اور پالیسیوں کی خامیاں واضح کرنا، سوالات پیش کرنا وغیرہ تر زبانِ اختلاف کی ذمے داریاں ہیں۔ اس لیے پارلیمنٹ کو بے نقش قوانین وضع کرنا ممکن ہوتا ہے۔

### صدراتی طرزِ حکومت

نظامِ حکومت کی ایک اور قسم صدراتی طرزِ حکومت ہے۔ امریکہ میں صدراتی طرزِ حکومت رائج ہے۔ یہ نظامِ حکومت پارلیمانی طرزِ حکومت سے مختلف ہے۔ قانون ساز مجلس اور مجلس عاملہ الگ ہوتے ہیں اور عوام براہ راست کارگزار صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ اسی طرزِ حکومت کو صدراتی طرزِ حکومت کہتے ہیں۔ اس نظامِ حکومت کے تینوں شعبے ایک دوسرے سے آزاد ہوتے ہیں لیکن ان میں اتنا تعلق بھی ہوتا ہے کہ ان کے کاموں میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ صدراتی طرزِ حکومت کی بنیاد امریکہ نے ڈالی۔ اس نظامِ حکومت کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

ہوتا ہے اور وہ اپنے چند ساتھیوں پر مشتمل وزرائونسل (کابینہ) تشكیل دیتا ہے۔

- وزیر اعظم اور ان کی وزارتی کو نسل (کابینہ) حکومت کی مجلسِ عاملہ ہوتی ہے۔ مجلسِ عاملہ پر دہری ذمے داریاں ہوتی ہیں۔ (۱) مجلسِ عاملہ کے طور پر انھیں قوانین کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ (۲) وہ قانون ساز مجلس کے بھی رکن ہوتے ہیں اس لیے انھیں قانون ساز مجلس سے متعلق ذمہ داریاں بھی نبھانا ہوتی ہیں۔ وزیر اعظم اور ان کی کابینہ اپنے کاموں اور پالیسیوں کے لیے قانون ساز مجلس کو جواب دہ ہوتے ہیں یعنی کابینہ کو قانون ساز مجلس کو ساتھ لے کر حکومتی امور انجام دینا ہوتا ہے۔ اسی لیے پارلیمانی نظامِ حکومت کو جواب دہ طرزِ حکومت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اجتماعی جواب دہی پارلیمانی طرزِ حکومت کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ کسی ادارے کا فیصلہ حکومت کا فیصلہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس فیصلے کی ذمے داری پوری کابینہ کی ہوتی ہے۔ آئندہ دو اسیق میں ہم مثالوں کے ساتھ اس کے نافذ ہونے کے طریقے کا مطالعہ کریں گے۔

پارلیمانی نظامِ حکومت میں مجلسِ عاملہ قانون ساز مجلس کے اعتبار پر محصر ہوتی ہے۔ یعنی قانون ساز مجلسِ مجلسِ عاملہ سے متفق رہنے تک ہی وزیر اعظم اور کابینہ با اختیار ہوتے ہیں۔ اگر قانون ساز مجلس یا پارلیمنٹ کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ مجلسِ عاملہ کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں ہے تو پارلیمنٹ تحریک عدم اعتماد پیش کر کے مجلسِ عاملہ کو اختیارات سے برطرف کر سکتی ہے۔ تحریک عدم اعتماد حکومت پر قابو رکھنے کا ایک موثر وسیلہ ہے۔

پارلیمانی طرزِ حکومت میں پارلیمنٹ یا قانون ساز مجلس کا مرتبہ اعلیٰ ہوتا ہے۔ عوام کے ذریعے منتخب کردہ نمائندے عوام کی توقعات پارلیمنٹ میں پیش کرتے ہیں۔ عوامی مفاد کے لیے کیا کیا جائے یہ پارلیمنٹ طے کرتی ہے۔ وہ عوامی نمائندوں کا ایوان ہے اور چونکہ ایوان عوام کے اعلیٰ ترین حقوق کو پیش کرتا ہے اس

طریقے سے حکومتی کام کا ج انجام پاسکتا ہے۔  
پارلیمانی اور صدارتی طرزِ حکومت کے علاوہ دیگر اقسام کے  
نظامِ حکومت فرانس، سوئٹر لینڈ، جمنی وغیرہ ممالک میں قائم  
ہیں۔ مختلف ممالک اپنے حسب حال طرزِ حکومت اختیار کرتے  
ہیں۔

آئندہ سبق میں ہم بھارتی پارلیمنٹ کی تشکیل (ساخت)، طریقہ کار اور کردار کو سمجھنے کی کوشش کرس گے۔

مشق

(۳) درج ذیل بیانات و جوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ بھارت نے پارلیمانی نظام حکومت کو قبول کیا۔

۲۔ پارلیمانی طرز حکومت میں بحث اور تبادلہ خیال کو اہمیت حاصل ہے۔

(۲) درج ذیل سوالوں کے ۲۵ تا ۳۰ رکھاں میں جواب لکھیے۔

- ۱۔ ذمے دار نظام حکومت سے کیا مراد ہے؟  
 ۲۔ صدارتی طرز حکومت کی خصوصیات ہمان تکھے۔

(۵) حزب مخالف جماعتوں کا کردار اہم کیوں ہوتا ہے؟ اپنے خپالات

تھر کیجے۔



قوی ٹی وی چینل دوردرش پر ایوان زیریں اور ایوان بالا کی سرگرمیوں کی راست نشریات ملاحظہ کر کے اینے مشاہدات لکھیں۔

- صدراتی طرز حکومت میں قانون ساز مجلس اور مجلس عاملہ ایک دوسرے پر منحصر نہیں ہوتے۔ قانون ساز مجلس کے دونوں ایوانوں اور قومی صدر کو براہ راست عوام منتخب کرتے ہیں۔ صدرِ مملکت عاملہ کا صدر ہوتا ہے اور قانون پر عمل آوری جسے کئی اختیارات اسے حاصل ہوتے ہیں۔

- صدر ارتی طرز حکومت کی اس طرح تشکیل ہونے کے باوجود قانون ساز مجلس اور مجلسِ عاملہ ایک دوسرے کی نگرانی کرتے ہیں۔ باہمی جواب دہی کی وجہ سے ذمے دارانہ

(۱) صحیح متبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔



(۲) درج ذیل خاکہ مکمل کیجئے۔

نمبر شمار	مجلس کا نام	کام
۱-	قانون ساز مجلس	.....
۲-	مجلس عاملہ	.....
۳-	عدلیہ	.....



## ۲۔ بھارت کی پارلیمنٹ

راجیہ سبھا (ایوان بالا) کا شمار ہوتا ہے۔ صدر جمہوریہ بھارتی پارلیمنٹ کی ناقابل تقسیم اکائی ہے لیکن انھیں پارلیمنٹ کے اجلاس میں حاضر رہ کر بحث اور تبادلہ خیال میں حصہ لینے کا اختیار نہیں ہے۔

پارلیمنٹ کے دو ایوانوں کو لوک سبھا اور راجیہ سبھا کہا جاتا ہے۔

### لوک سبھا (ایوان زیریں) :

بھارتی پارلیمنٹ کا زیریں اور اوپریں ایوان یعنی لوک سبھا۔ لوک سبھا عوام کی طرف سے برائے راست منتخب کیا جانے والا ایوان ہے۔ اسی لیے لوک سبھا کو اوپریں ایوان بھی کہتے ہیں۔

لوک سبھا کے انتخابات کے لیے جغرافیائی انتخابی حلقات بنائے گئے ہیں۔ لوک سبھا کی مدت پانچ سال ہوتی ہے۔ لوک سبھا کے انتخابات ہر پانچ سال میں ہوتے ہیں۔ ان انتخابات کو عام انتخابات کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ بسا واقعات پانچ سال کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی لوک سبھا کے برخاست ہونے کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ ان حالات میں ہونے والے انتخابات کو وسط مدتی انتخابات کہتے ہیں۔

لوک سبھا ملک کے عوام کی نمائندگی کرنے والا ایوان ہے۔ لوک سبھا کے نمبر ان کی تعداد آئین کے مطابق زیادہ سے زیادہ ۵۵۲ ہوتی ہے۔ اپنے ملک کے پورے سماج کے طبقات کو نمائندگی دینے کے مقصد سے درج فہرست ذاتیں اور قبائل کے لیے تحفظات دیے ہوئے ہیں۔ اسی طرح اینگلستان میں برادری کی مناسب نمائندگی نہ ہونے کی صورت میں صدر جمہور یا ان کے دو نمائندوں کو لوک سبھا میں نامزد کر سکتے ہیں۔

**راجیہ سبھا (ایوان بالا) :** بھارتی پارلیمنٹ کا اعلیٰ اور ثانوی ایوان راجیہ سبھا ہے۔ راجیہ سبھا بھارتی پارلیمنٹ کا



### پارلیمنٹ، نئی دلی

ہم دیکھے چکے ہیں کہ پارلیمانی طرز حکومت میں پارلیمنٹ اہم ہے۔ اس سبق میں ہم بھارت کی پارلیمنٹ پر غور کریں گے۔ بھارتی پارلیمنٹ کی بنیاد بھارتی آئین نے رکھی ہے۔ تو میں سطح پر یعنی مرکزی حکومت کی قانون ساز مجلس کو پارلیمنٹ کہا جاتا ہے۔ پارلیمنٹ میں صدر جمہوریہ، لوک سبھا (ایوان زیریں) اور



وفاقی حکومتوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے لوک سبھا میں نشستیں ملتی ہیں۔ انتخابات کے لیے ریاست کا جغرافیائی حلقة انتخاب تقسیم کیا جاتا ہے۔ عام طور پر انتخابی حلقات کی آبادی یکساں ہوتی ہے۔ انتریٹ کی مدد سے معلوم کیجیے کہ مختلف وفاقی حکومتوں کو لوک سبھا کی کتنی نشستیں مقرر ہیں۔

مثلاً

مہاراشٹر : ۳۸

گجرات :

مدھیہ پردیش :

اُتر پردیش :

گوا



- مسکان :** یہ کیسے ممکن ہے؟ کیا وہ بھارت کا شہری ہے؟
- پرویز :** سمجھو، مجھے کیرالا سے انتخابات لڑنا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے؟
- رابعہ :** ہاں۔ کیونکہ اپنے استاد نے کہا ہے کہ کسی بھی ریاست کے انتخابی حلقوے سے لوک سمجھا انتخابات لڑ سکتے ہیں۔
- خذیفہ :** عمر اور شہریت سے متعلق شرائط تو سمجھ میں آگئے لیکن انتخابات میں حصہ لینے کے لیے کس کو نااہل سمجھا جائے؟
- ماریہ :** الیٹ کی طرح ناالیٹ کے لیے بھی کچھ شرائط اور حدود ہوں گی۔ چلو، ہم اپنے استاد سے معلوم کرتے ہیں۔

- ماریہ :** کیا میں دسویں جماعت پاس ہونے کے بعد امیدوار کی حیثیت سے لوک سمجھا انتخابات میں حصہ لے سکتی ہوں؟
- رابعہ :** نہیں۔ تم ۱۸ برس کی ہو جاؤ گی تو ووٹ دے سکوگی لیکن انتخابات میں بطور امیدوار حصہ نہیں لے سکتی ہو۔
- توویر :** تمھیں نہیں معلوم کہ لوک سمجھا انتخابات میں حصہ لینے کے لیے امیدوار کی عمر ۲۵ برس تک مکمل ہونی چاہیے۔
- شبانہ :** ہمارے پڑوی ملک کا کوئی شہری لوک سمجھا انتخابات میں بطور امیدوار شرکت کرنا چاہے تو؟

لوک سمجھا اور راجیہ سمجھا کے ممبران کو رکنِ پارلیمنٹ کا شہری جاتا ہے۔ رکنِ پارلیمنٹ اپنے انتخابی حلقوے کے مسائل اور دیگر سوالات لوک سمجھا میں پیش کر کے ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ انتخابی حلقوے کے ترقیاتی کاموں کے لیے ترقیاتی فنڈ انھیں حکومت دیتی ہے۔

**پارلیمنٹ کے کام :** بھارتی پارلیمنٹ کے دو ایوان لوک سمجھا اور راجیہ سمجھا سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بعد آئیے، اب ان کے کاموں کا مطالعہ کریں۔

**قانون سازی :** عوام کے مفادات اور ان کی بہبود کے لیے اور آئین میں درج مقاصد پر عمل آوری کے لیے پارلیمنٹ کو کئی نئے قوانین بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ از کارفتہ قوانین کو منسون خ کرنا ہوتا ہے۔ کچھ قوانین میں مناسب تبدیلیاں کرنی ہوتی ہیں۔ قانون سازی کے عمل کو دستور نے ہی واضح کر رکھا ہے۔ اس کے مطابق پارلیمنٹ اپنی بنیادی یا اہم ذمے داری ادا کرتی ہے۔

### بتائیے تو بھلا!

کیا آپ از کارفتہ قوانین کے تحت منسون خ کیے گئے قوانین کی کچھ مثالیں دے سکتے ہیں؟ مثلاً بادشاہوں یا نوابوں کے وظائف۔

با الواسطہ منتخب کیا جانے والا ایوان ہے۔ راجیہ سمجھا وفاقی بھارت کی ۲۸ ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام ۹ ریاستوں کی نمائندگی کرتا ہے یعنی راجیہ سمجھا میں وفاقی ریاستوں کے نمائندے ممبر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

راجیہ سمجھا کے کل ممبران کی تعداد ۲۵۰ ہے۔ اس میں سے ۲۳۸ نمبران مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ راجیہ سمجھا میں تمام ریاستی حکومتوں کے ممبران کی تعداد یکساں نہیں ہوتی بلکہ آبادی کے لحاظ سے ریاستی حکومت کی نمائندگی ہوتی ہے۔ بقیہ ۱۲ ممبران کا تقرر صدر جمہوریہ کرتے ہیں۔ ادب، سائنس، فنون، لطیفہ، کھیل، سماجی خدمات وغیرہ میدانوں سے تجربہ کار یا قابل اشخاص نامزد کیے جاتے ہیں۔ راجیہ سمجھا میں ممبران کی تقریبی نمائندگی کے تناسب کے طریقے سے کی جاتی ہے۔

راجیہ سمجھا کبھی بھی ایک وقت تحلیل نہیں کی جاسکتی اسی لیے اسے مستقل نوعیت کا ایوان تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہر دو سال بعد پچھے برس مدت مکمل کرنے والے ممبران کا ایک تہائی حصہ سبکدوش کر دیا جاتا ہے اور پھر سے اتنی ہی تعداد میں ممبران کا تقرر کیا جاتا ہے۔ مرحلہ وار معینہ تعداد میں ممبران سبکدوش ہوتے ہیں اس لیے راجیہ سمجھا کا ایوان مسلسل جاری رہتا ہے۔ راجیہ سمجھا انتخابات میں بطور امیدوار مقابلہ کرنے والے فرد کا بھارتی شہری ہونا لازمی ہے۔ اس کی عمر ۳۰ رسال مکمل ہونی چاہیے۔

رکن کو بطور صدر، (اپسیکر) اور ایک کو بطور نائب صدر منتخب کرتے ہیں۔ لوک سبھا کے صدر کی رہنمائی اور نگرانی میں لوک سبھا کا کام کانج چلتا ہے۔

لوک سبھا بھارتی عوام کی نمائندگی کرتی ہے اور صدر لوک سبھا کی نمائندگی کرتا ہے۔ لوک سبھا کا صدر منتخب ہونے کے بعد، لوک سبھا کا کام کانج نہایت غیر جانبدارانہ طریقے سے چلانا ہوتا ہے۔ لوک سبھا کے ممبران کو عوامی نمائندہ ہونے کی وجہ سے کچھ خاص اختیارات اور خصوصی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ صدر ان کا تحفظ کرتا ہے۔ ایوان کے کام ذمے دارانہ طریقے سے چلانا، ایوان کا احترام قائم رکھنا، اصول و ضوابط کی پابندی کے ساتھ چلانا صدر کے فرائض ہیں۔

**راجیہ سبھا کا چیزیں میں :** راجیہ سبھا کے تمام کام کانج صدر کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ بھارت کے نائب صدر راجیہ سبھا کے باقاعدہ صدر ہوتے ہیں۔ ایوان میں نظم و نسق برقرار رکھنا، مباحثہ کروانا، ممبران کو بولنے کا موقع دینا وغیرہ راجیہ سبھا کے صدر کے فرائض ہیں۔

### پارلیمنٹ قانون کیسے بناتی ہے؟

ہمارے ملک میں قانون بنانے کا اختیار پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ قانون بنانے کے مخصوص طریقے ہوتے ہیں۔ ان طریقوں کو قانون سازی کا عمل کہا جاتا ہے۔

پہلے قانون کا خام مسودہ تیار کیا جاتا ہے۔ اسے قانون کی تجویز یا بیل کہتے ہیں۔

پارلیمنٹ کے ایوان میں پیش کیے جانے والے مسودے عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) مالیاتی بیل (۲) عمومی بیل۔

بیل کو قانونی حیثیت حاصل ہونے کے لیے درج ذیل مراحل سے گزنا ہوتا ہے۔

**پہلی خواندگی :** متعلقہ وزیر یا رکن پارلیمان بیل پیش کرتا ہے اور اس کا مختصر خلاصہ بیان کرتا ہے۔ اسے بیل کی پہلی خواندگی کہتے ہیں۔

**دوسری خواندگی :** دوسری خواندگی کے دو مرحلے ہیں۔

**کابینہ کی نگرانی :** وزیر اعظم اور ان کی کابینہ پارلیمنٹ میں قائم ہوتی ہے اور ان پر پارلیمنٹ نگرانی رکھتی ہے۔ نگرانی کے مختلف طریقے پارلیمنٹ کو حاصل ہیں۔ پارلیمنٹ کو نظر انداز کر کے کابینہ خود کے اختیارات کا استعمال نہ کرے اس کی نگرانی پارلیمنٹ کے ذمے ہوتی ہے۔

**آئینی ترمیمات :** بھارت کے آئین میں ضروری تبدیلی (ترمیم) کا فیصلہ پارلیمنٹ کا اختیار ہوتا ہے۔ آئین میں ترمیمات کی تجویز اہم ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ ان کی ضرورت پر بحث کر کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ بھارتی آئین میں ترمیمات کے درج ذیل طریقے ہیں۔ (۱) بھارت کے آئین میں کچھ قوانین پارلیمنٹ کی عام اکثریت سے تبدیل کیے جاتے ہیں۔ (۲) کچھ ترمیمات کو پارلیمنٹ کی خصوصی اکثریت (۲/۳) کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۳) کچھ قوانین پارلیمنٹ کی خصوصی اکثریت سے زیادہ اور آدھے سے زیادہ وفاقی ریاستوں کی منظوری سے تبدیل کیے جاتے ہیں۔

**لوک سبھا کا صدر :** لوک سبھا کے انتخابات کے بعد پہلی نشست میں لوک سبھا کے ممبران اپنے ہی درمیان سے کسی ایک

### یہ سمجھ لیجیے!

لوک سبھا اور راجیہ سبھا دونوں ایوانوں کو یکساں حقوق حاصل ہیں لیکن کچھ اختیارات ایسے بھی ہیں جو صرف لوک سبھا کو حاصل ہیں اور راجیہ سبھا کو نہیں۔ مثلاً لیکن متعلقہ تجویز روپوں سے متعلق ہے۔ روپوں سے متعلق تجویز کو 'معاشی' سمجھا جاتا ہے اور تمام تجویز لوک سبھا میں پیش کی جاتی ہیں اور وہی منظور ہو جاتی ہیں۔ راجیہ سبھا کو اس معاملے میں بہت محدود اختیارات ہیں۔

کچھ اختیارات راجیہ سبھا کو حاصل ہیں لیکن لوک سبھا کو نہیں۔ مثلاً ریاستی فہرست میں قومی مناد کے لحاظ سے پارلیمنٹ میں قانون پاس کرنے کا اختیار راجیہ سبھا کو دیا گیا ہے۔

- پارلیمنٹ کے دوسرے ایوان میں بھی مسودہ قانون مذکورہ بالا تمام مرحلوں سے گزرتا ہے۔ دونوں ہی ایوان کی منظوری کے بعد مسودہ صدر جمہوریہ کی منظوری کے لیے بھیجا جاتا ہے۔
- مسودہ قانون سے متعلق مرکز میں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے درمیان اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں پارلیمنٹ کا متحده اجلاس ہونا نہایت ضروری ہو جاتا ہے۔ صدر جمہوریہ کی منظوری اور دستخط کے بعد مسودہ قانون کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور قانون تیار ہوتا ہے۔

### یہ بھی جان لیجیے۔

- ملک کے وزیر مالیات ہر سال فروری مہینے میں ملک کا بجٹ لوک سبھا میں پیش کرتے ہیں۔
- ریاستوں کے مسودہ کمیٹی میں بھی پارلیمانی طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ ریاستی مسودہ کمیٹی کے منظور شدہ مسودے پر گورنر کی منظوری اور دستخط ہوتے ہیں۔ پھر اس مسودے کو قانونی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

پہلے مرحلے میں بل کے مقاصد پر بحث ہوتی ہے۔ ایوان میں شریک ارکان پارلیمان بل سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ بل سے متفق ارکان اس کے حق میں بحث کرتے ہیں جبکہ اختلاف رکھنے والے حزب اختلاف اس کی خامیوں اور کمیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ایوان میں بل پر بحث و مباحثہ ہونے کے بعد ضرورت محسوس ہونے پر ایوان کی ایک کمیٹی کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ بل غلطیوں سے پاک ہواں لیے کمیٹی ہدایات اور اصلاحات پر بنی احوال ایوان کے پاس بھیجنی ہے۔ اس کے بعد دوسری خواندگی کے دوسرے مرحلے کا آغاز کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں بل کی دفعات پر بحث ہوتی ہے۔ ممبران اصلاحات کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ بعد ازاں اس پر ایوان میں رائے شماری کرائی جاتی ہے۔

**تیسرا خواندگی :** تیسرا خواندگی کے وقت مسودہ قانون پر مختصر انظر نافی کی جاتی ہے۔ مسودے کو منظور کرنے کے فیصلے پر رائے شماری کرائی جاتی ہے۔ قانون کے لیے ضروری کثرت رائے حاصل ہونے پر یہ مان لیا جاتا ہے کہ ایوان نے بل کو منظوری دے دی ہے۔

## مشق

### (۳) درج ذیل بیانات و جوابات کے ساتھ واضح کیجیے۔

- ۱۔ راجیہ سبھا مستقل ایوان ہے۔
- ۲۔ لوک سبھا کو پہلا ایوان کہا جاتا ہے۔

### (۴) درج ذیل سوالوں کے ۲۵ تا ۳۰ الفاظ میں جواب لکھیے۔

- ۱۔ لوک سبھا کے ممبران کس طرح منتخب کیے جاتے ہیں؟
- ۲۔ لوک سبھا کے صدر کے فرائض کی وضاحت کیجیے۔

### (۵) قانون سازی کے مرحلوں کی وضاحت کیجیے۔

## سرگرمی

صدر جمہوریہ راجیہ سبھا کے ۱۱۲ ممبران کو نامزد کرتے ہیں۔ ان ممبران کے انتخاب کی کیا کسوٹیاں ہیں، معلوم کیجیے۔



### (۱) صحیح متبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ لوک سبھا میں ..... طریقے سے امیدوار بھیجا جاتا ہے۔

(الف) جغرافیائی انتخابی حلقہ (ب) مذہبی انتخابی حلقہ

(ج) انتخابی حلقہ برائے مقامی حکومتی ادارہ

(د) نمائندگی کے متناسب

۲۔ بھارت کا ..... راجیہ سبھا کا باقاعدہ چیئر مین ہوتا ہے۔

(الف) صدر جمہوریہ (ب) نائب صدر جمہوریہ

(ج) وزیر اعظم (د) چیف جسٹس

### (۲) تلاش کر کے لکھیے۔

۱۔ لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبران کو اس نام سے جانا جاتا

..... ہے۔

۲۔ ان پر قانون سازی کی ذمہ داری ہے .....

## ۳۔ مرکزی مجلسِ عاملہ

مجلسِ عاملہ میں کس کا شمار ہوتا ہے، دستور میں اس کے بارے میں کون سی توضیعات ہیں، مجلسِ عاملہ عوام کی فلاح کی پالپی کس طرح تیار کرتی ہے وغیرہ کی معلومات ہمیں حاصل کرنا ہے۔ بھارت کی مرکزی مجلسِ عاملہ میں صدر جمہوریہ، وزیر اعظم اور وزرا کو نسل کا شمار ہوتا ہے۔

**صدر جمہوریہ :** بھارت کی آئینی شفقوں کے مطابق صدر جمہوریہ بھارت کا سربراہ ہوتا ہے۔ صدر جمہوریہ بھارتی جمہوریت کا نمائندہ ہوتا ہے اسی لیے یہ عہدہ نہایت محترم اور باوقار ہے۔ آئینہ ہند نے صدر جمہوریہ کو مکمل اختیارِ عاملہ دیا ہے۔ ملک کے حکومتی امور صدر جمہوریہ کی غرائی میں انجام پاتے ہیں۔ اس کے باوجود عملی طور پر وزیر اعظم اور وزرا کو نسل حکومتی کام کا ج کرتے ہیں۔ اسی لیے صدر جمہوریہ آئینی صدر برائے نام ہے جبکہ وزیر اعظم انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔

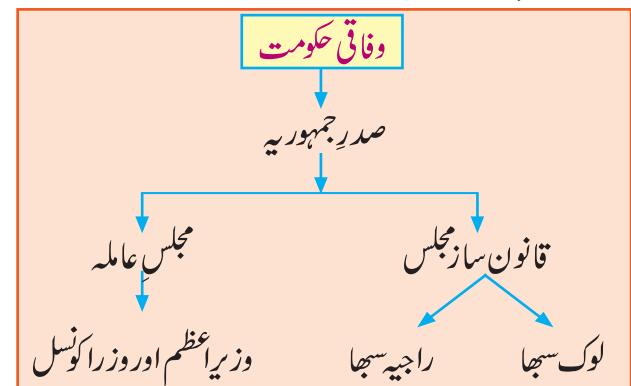
**صدر جمہوریہ کا انتخاب :** بھارت کے عوام بالواسطہ طور پر صدر جمہوریہ کو منتخب کرتے ہیں۔ بھارت کے عام رائے دہنگان صدر جمہوریہ کو براہ راست منتخب نہیں کرتے بلکہ ان کے منتخب کردہ ارکانِ پارلیمنٹ اور ارکانِ اسمبلی صدر جمہوریہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ پارلیمنٹ اور ودھان سمجھا کے اراکین کے ایسے گروہ کو انتخابی مجلس، کہا جاتا ہے۔

صدر جمہوریہ کی مدت کارپانچ برس ہوتی ہے۔ صدر جمہوریہ کے امیدوار کا بھارتی شہری ہونا ضروری ہے۔ اس کی عمر ۳۵ برس مکمل ہونی چاہیے۔ بطور صدر جمہوریہ منتخب شدہ شخص کو اپنے عہدے کا حلف لیتا ہوتا ہے۔ آئین کی حفاظت اور آئین کے مطابق انتظامی امور کی غرائی صدر جمہوریہ کے فرائض ہیں۔ صدر جمہوریہ وزیر اعظم اور وزرا کو نسل کے مشوروں پر انتظامی امور انجام دیتے ہیں۔

آئین کی حفاظت کرنا صدر جمہوریہ کی ذمے داری ہے۔

گزشتہ سبق میں ہم نے مرکزی سطح پر قانون ساز مجلس یعنی پارلیمنٹ کی تشکیل کے ساتھ ساتھ اس کے طریقہ کار سے متعلق معلومات حاصل کی۔ اس سبق میں ہم مرکزی مجلسِ عاملہ کا مطالعہ کریں گے۔

**وفاقی حکومت کی تشکیل :** وفاقی حکومت سے مراد مرکزی حکومت ہے۔ وفاقی حکومت کی درج ذیل اکائیاں ہیں۔



آپ جانتے ہیں کہ قانون ساز مجلس، مجلسِ عاملہ اور عدیلہ، نظام حکومت کی یہ تین اکائیاں ہیں جو عوام کی فلاح و بہبود کو منظر رکھ کر کام کرتی ہیں۔ پارلیمانی نظام حکومت میں مجلسِ عاملہ قانون ساز مجلس کا حصہ ہوتی ہے اور اسی کو جواب دہ ہوتی ہے۔

**رما :** صدر جمہوریہ معزز صدر اور وزیر اعظم کا گزار صدر ہیں۔ ان دونوں عہدوں کی شخصیتوں کے آپسی تعلقات کیسے ہوتے ہوں گے؟

**میناز :** مجھے ایسا لگتا ہے کہ وزیر اعظم صدر جمہوریہ سے پابندی سے ملاقات کرتے ہیں اور وہ حکومتی کام کا ج کس طرح چلا رہے ہیں، اس کی معلومات دیتے ہیں۔

جی ہاں! یہ صحیح ہے۔ ملک کا کام کاج اور نئے نئے قانون اور پالیسیوں کی معلومات وزیر اعظم صدر جمہوریہ کو دیتے ہیں بلکہ اس طرح کی معلومات حاصل کرنا صدر جمہوریہ کا اختیار اور حق ہے۔

ہے۔ جنگ اور امن سے متعلق فیصلے صدر جمہوریہ کرتے ہیں۔  
(۶) صدر جمہوریہ کو کئی عدالتی اختیارات بھی حاصل ہیں مثلاً کسی شخص کی سزا میں تخفیف کرنا، سزا کی شدت کم کرنا یا استثنائی صورت حال میں انسانیت کے نقطہ نظر سے سزا میں تخفیف کرنا یا معاف کرنا وغیرہ۔

(۷) ملک میں ناگہانی حالات پیدا ہونے پر صدر جمہوریہ ایم جنسی نافذ کر سکتے ہیں۔ آئین میں تین قسم کی ایم جنسی کا ذکر ہے (۱) قومی ایم جنسی (۲) وفاقی ریاستی ایم جنسی یا صدر راج (۳) معاشری ایم جنسی۔

صدر جمہوریہ کی غیر موجودگی میں نائب صدر جمہوریہ انتظامی امور سنچالتے ہیں۔ نائب صدر جمہوریہ کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ممبران کرتے ہیں۔

**وزیر اعظم اور وزرا کو نسل (کابینہ) :** صدر جمہوریہ آئینی سربراہ اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات محض برائے نام ہوتے ہیں۔ حکومت کے انتظامی امور دراصل وزیر اعظم اور ان کی کابینہ سنچالتے ہیں۔ اب ہم وزیر اعظم کے کام اور ان میں ان کے کردار سے متعلق مزید معلومات حاصل کریں گے۔

انتخابات میں اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی اپنے کسی رہنمای وزیر اعظم کے عہدے کے لیے منتخب کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ اسی پارٹی کے وزیر اعظم کے قابلِ اعتماد ساتھیوں کو کابینہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ وزیر اعظم اور دیگر وزرا کا پارلیمنٹ کا رکن ہونا ضروری ہے۔ اگر نہ ہو تو انھیں پچھے مہینے کی مدت میں پارلیمنٹ کی رکنیت حاصل کرنا ہوتی ہے۔ وزیر اعظم اور ان کی کابینہ صحیح معنوں میں حکومت کا کام کا ج سنبھالتے ہیں یعنی حکومت کا کام کا ج چلانے کے حقیقی اختیارات وزیر اعظم اور کابینہ کے پاس ہوتے ہیں۔

### وزیر اعظم کی ذمہ داریاں

(۱) وزیر اعظم کو سب سے پہلے اپنی کابینہ تشکیل دینا ہوتی ہے۔ وزیر اعظم اپنی پارٹی کے قابلِ اعتماد ساتھیوں کو ترجیح دیتے

لیکن اگر ان کے کسی طرزِ عمل سے یہ محسوس ہوتا ہو کہ صدر جمہوریہ آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں انھیں عہدے سے برخاست کرنے کا اختیار پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ اس عمل کو نموخاذہ کہتے ہیں۔ صدر جمہوریہ کی جانب سے آئین میں مداخلت یا خلاف ورزی پائی جانے پر کوئی ایک ایوان الزام کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا ایوان اس کی تفتیش۔ دونوں ایوانوں میں خصوصی اکثریت (۲/۳) سے تجویز پاس ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد صدر جمہوریہ عہدے سے ہٹ جاتے ہیں۔

**صدر جمہوریہ کے فرائض اور اختیارات :** آئین نے صدر جمہوریہ کو کئی کاموں کے اختیارات دیے ہیں۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد کرنا، برخاست کرنا، پارلیمنٹ کو پیغام دینا، لوک سمجھا قبل از مدت یا مدت کے بعد برخاست کرنا، یہ تمام اختیارات صدر جمہوریہ کو حاصل ہیں۔

(۲) لوک سمجھا اور راجیہ سمجھا کے ذریعے منظور کیے ہوئے مسودہ قانون پر صدر جمہوریہ کے دستخط نہایت ضروری ہیں۔ ان کے دستخط کے بغیر مسودہ قانون میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔

(۳) وزیر اعظم کی نامزدگی صدر جمہوریہ کرتے ہیں اور وزیر اعظم کے تجویز کردہ شخص کی عہدة وزارت پر تقرری بھی صدر جمہوریہ کا اختیار ہے۔

(۴) عدالتِ عظمیٰ اور عدالتِ عالیہ کے جوں کا تقرر بھی صدر جمہوریہ کرتے ہیں۔ اسی طرح تمام ریاستوں کے گورز، چیف ایکشن کمشنر اور دیگر اہم عہدوں پر تقرری بھی صدر جمہوریہ کے اختیارات میں شامل ہے۔

(۵) صدر جمہوریہ تینوں دفاعی افواج کا سربراہ اعلیٰ ہوتا

### عمل کیجیے



صدر جمہوریہ کو دیے جانے والے حلف کا مسودہ حاصل کیجیے۔ استاد کی مدد سے اس کے مشمولات سمجھیے۔

ہے۔ وزرائونسل تمام اہم مسائل پر بحث و مباحثے کے بعد فیصلہ کرتی ہے۔

(۲) تعلیم، زراعت، صنعتیں، صحت اور خارجہ معاملات جیسے بہت سارے موضوعات پر وزرائونسل کو ایک مقررہ حکمت عملی یا کام کرنے کی سمت طے کرنا ہوتی ہے۔ وزرائونسل کی طے کردہ پالیسیوں کے لیے پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا لازمی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وزرا اپنے اپنے حکمے کی پالیسیاں پارلیمنٹ میں پیش کر کے ان پر بحث و مباحثے کے بعد پارلیمنٹ میں انھیں منظور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۳) وزرائونسل کی اہم ذمے داری پالیسیوں کو رو به عمل لانا ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ سے کسی پالیسی یا قانون کی تجویز کو منظوری مل جانے کے بعد وزرائونسل ان پر عمل کرتی ہے۔

### وزرائونسل پر پارلیمنٹ کس طرح نگرانی رکھتی ہے؟

پارلیمانی طرز حکومت میں پارلیمنٹ وزرائونسل پر قابو رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ پالیسی یا قانون سازی، اس پر عمل آوری اور اس کے بعد کے دور میں بھی وزرائونسل پارلیمنٹ کے زیر نگرانی ہوتی ہے۔ یہ نگرانی درج ذیل طریقوں سے ہوتی ہے۔

(۱) **بحث و مباحثہ اور تبادلہ خیال :** قانون تیار کرنے کے دوران اراکینِ پارلیمنٹ بحث و مباحثہ اور تبادلہ خیال کے ذریعے پالیسیوں یا قانون میں موجود خامیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ قانون کو خامیوں سے پاک رکھنے کے لیے یہ بحث و مباحثہ اہم ثابت ہوتا ہے۔

(۲) **سوال جواب :** پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران کام کاج کی ابتدا اراکینِ پارلیمان کے ذریعے پوچھے گئے سوالوں سے ہوتی ہے۔ متعلقہ وزیر کو ان سوالوں کے اطمینان بخش جواب دینا ہوتے ہیں۔ سوال جواب، وزرائونسل پر قابو اور نگرانی رکھنے کا انتہائی موثر طریقہ ہے۔ اس درمیان حکومت پر تنقید کرنے اور مختلف مسائل پر سوالات پیش کرنے کا کام بھی ہوتا

ہے۔ ان کے علاوہ وزارت کے انتخاب کے لیے انتظامی تجربہ، حکومتی کام کاج کی مہارت، صلاحیت اور موضوعات میں مہارت وغیرہ پر بھی غور کیا جاتا ہے۔

(۲) وزرائونسل میں کسے شامل کیا جائے یہ طے کرنے کے بعد وزیر اعظم ان وزرائیں مکملوں کی تقسیم کرتے ہیں۔ وزرائونسل کے تمام اجلاس وزیر اعظم کی صدارت میں ہوتے ہیں۔

(۳) وزیر اعظم وزرائونسل کے سربراہ ہوتے ہیں۔ وزرائونسل کے مکملوں کی تقسیم کے بعد مختلف مکملوں میں تال میل قائم رکھنا، مکملوں میں باہمی تعاون کو فروغ دینا اور مکملوں کے کام کاج اور الیت کی نگرانی کی ذمے داری بھی وزیر اعظم کو نہانی پڑتی ہے۔

(۴) بین الاقوامی سطح پر ملک کی ساکھ بلند کرنے کے لیے علمی رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کرنا، اعتماد بحال کرنا اور ناگہانی حالات میں آفت زدہ لوگوں کی حمایت میں کھڑے رہنا جیسے کام بھی وزیر اعظم انجام دیتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟



کیا آپ نے 'جبووزارت' کا نام سنا ہے؟  
اس کے معنی ہوتے ہیں بہت بڑی وزرائونسل۔  
ہمارے ملک میں وزرائونسل کی جسمات بڑی رکھنے کا رجحان تھا۔ وزرائونسل کو محدود رکھنے کے لیے آئین میں ضروری ترمیم کی گئی۔ اس کے مطابق یہ طے پایا کہ وزرائونسل کی تعداد لوک سبھا کے کل ارکان کی تعداد کے ۵۰ فیصد سے زیادہ نہیں ہوگی۔

### وزرائونسل کی ذمے داریاں

(۱) پارلیمانی طرز حکومت میں وزرائونسل قانون سازی کے لیے پہل کرتی ہے۔ اس کا مسودہ تیار کر کے اس پر مباحثہ کراتی ہے اور پھر اسے پارلیمنٹ کے ایوان میں پیش کیا جاتا

وزراؤں کو نسل برسر اقتدار نہیں رہ سکتی۔ ”ہمیں وزراؤں کو اعتماد نہیں،“ یہ کہہ کر ارکانِ پارلیمان عدم اعتماد کی تحریک پیش کر سکتے ہیں۔ تحریک عدم اعتماد منظور ہو جانے کی صورت میں وزراؤں کو استعفی دینا پڑتا ہے۔

**بتائیے تو بھلا!**

بحث و مباحثے میں موثر شمولیت کے لیے ارکانِ پارلیمنٹ کو کیا کرنا چاہیے؟

مجلسِ عاملہ کے زیرِ انصرام ایک بڑی نوکر شاہی ہوتی ہے۔ چھپے سبق میں ہم نوکر شاہی کی تشکیل کا مطالعہ کریں گے۔

ہے۔ وزیر کے جواب سے اطمینان نہ ہونے کی صورت میں اختلاف پیدا ہو سکتا ہے۔ اپنا اختلاف درج کراتے وقت کبھی کبھی ارکانِ پارلیمان ایوان سے باہر نکل جاتے ہیں یا پھر نظرے بازی کرتے ہوئے ایوان کے بیچوں بیچ جمع ہو جاتے ہیں۔

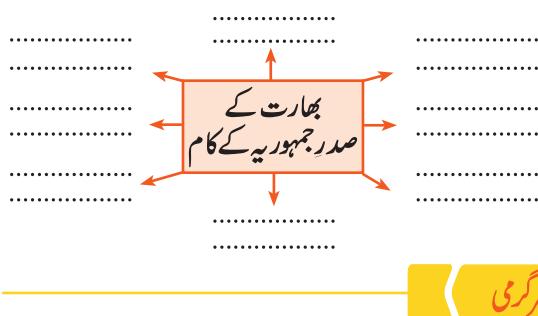
**(۳) وقفہ صفر:** اجلاس کے دوران دوپہر بارہ بجے کا وقت وقفہ صفر کہلاتا ہے۔ اس درمیان عمومی اعتبار سے کسی بھی اہم مسئلے پر بحث و مباحثہ کروایا جاتا ہے۔

**(۴) تحریک عدم اعتماد:** تحریک عدم اعتماد وزراؤں کو نسل پر قابو کھنے کا موثر طریقہ ہے۔ جب تک لوگ سمجھا میں اکثریت ہوتی ہے تب تک ہی حکومت کام کر سکتی ہے۔ ارکانِ پارلیمان کے ذریعے اکثریت واپس لے لینے کی صورت میں حکومت یا

## مشق

۲۔ پارلیمنٹ وزراؤں کو کس طرح قابو کھتی ہے؟

**(۵) درج ذیل تصویراتی خاکہ کمکل کیجیے۔**



**سرگرمی**

- ۱۔ اگر آپ وزیر اعظم بن جائیں تو کن کاموں کو ترجیح دیں گے؟ ان کاموں کی ترجیحی نہ سرتاسر بنا کر اپنی جماعت میں پیش کیجیے۔
- ۲۔ بھارت کے تمام صدور کی تصاویر اور معلومات حاصل کیجیے۔



**(۱) سچ متبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔**

۱۔ بھارت کا عملی اقتدار..... کے پاس ہوتا ہے۔

(صدر جمہوریہ، وزیر اعظم، گورنر)

۲۔ صدر جمہوریہ کی مدت کار..... سال ہوتی ہے۔

(تین، چار، پانچ)

۳۔ وزراؤں کی قیادت..... کرتا ہے۔

(پارٹی کا سربراہ، وزیر اعظم، صدر جمہوریہ)

**(۲) پہچانی اور لکھیے۔**

۱۔ بھارت کی جس مجلس میں صدر جمہوریہ، وزیر اعظم اور وزرا

کو نسل کی شمولیت ہوتی ہے وہ مجلس۔

۲۔ اجلاس کے دوران دوپہر بارہ بجے کا وقت اس نام سے پہچانا

جاتا ہے۔

**(۳) درج ذیل تصویرات کی وضاحت اپنے الفاظ میں لکھیے۔**

۱۔ مواخذے کا عمل ۲۔ تحریک عدم اعتماد

۳۔ جمیزو وزارت

**(۴) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔**

۱۔ وزراؤں کے کاموں کی وضاحت کیجیے۔

## ۲۔ بھارت کا عدالتی نظام

و سعت اور گہرائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جمہوریت کو مخصوص طور پر کرنے کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے۔

- عدالیہ کی وجہ سے قانون کی بالادستی قائم رہتی ہے۔ انصاف رسانی کی وجہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قانون غریب، امیر، ترقی یافتہ - غیر ترقی یافتہ، مرد و زن سب کے لیے برابر ہے۔

- انصاف رسانی کی وجہ سے عوام کے حقوق بھی محفوظ رہتے ہیں۔ قانون کی روشنی میں تنازعات حل ہوتے ہیں اور کسی بھی گروہ یا فرد کی زبردستی یا آمربیت کے فروع کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔

**عدالیہ کی تشکیل :** بھارت ایک وفاقی ملک ہے۔ مرکزی حکومت اور وفاقی ریاستوں کی آزادانہ قانون ساز مجلس اور مجلس عاملہ ہے لیکن عدالیہ پورے ملک کے لیے ایک ہی ہے۔ اس میں مرکزی یا ریاستی تقسیم نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بھارت کی عدالیہ مرکوز نوعیت کی ہے۔ عدالیہ کی اعلیٰ ترین سطح پر سپریم کورٹ ہے اور سپریم کورٹ کے ماتحت ہائی کورٹ ہیں۔ ہائی کورٹ کے ماتحت ضلعی عدالتیں اور ان کے بعد درجہ دوم کی عدالتیں ہیں۔ اس طرح بھارت میں عدالیہ کی تشکیل کی گئی ہے۔

**سپریم کورٹ (عدالتِ عظمی)**: بھارت کے چیف جسٹس سپریم کورٹ کے سربراہ ہوتے ہیں۔ چیف جسٹس اور دیگر ججوں کا تقرر صدر جمہوریہ کرتے ہیں۔ سپریم کورٹ کے سب سے سینئر ججوں کو چیف جسٹس کے عہدے کے لیے نامزد کرنے کی روایت ہے۔ انصاف رسانی کا عمل کسی دباؤ کے تحت نہیں ہونا چاہیے۔ نج انصاف رسانی کا کام بے خوبی کے ساتھ انجام دے سکیں اس لیے عدالیہ کو آزاد رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے تحت آئینے نے درج ذیل گنجائش فراہم کی ہے۔

- ججوں کی اہلیت کی شرائط آئینے نے واضح کر دی ہیں۔

قانون ساز مجلس اور مجلس عاملہ کے ساتھ ساتھ عدالیہ بھی حکومتی نظام کا ایک اہم حصہ ہے۔ قانون سازی کا کام قانون ساز مجلس کرتی ہے، مجلس عاملہ ان پر عمل درآمد کرتی ہے اور انصاف دینے کا کام عدالیہ کرتی ہے۔ اس سبق میں ہم یہ دیکھیں گے کہ عدالیہ انصاف کس طرح فراہم کرتی ہے اور اس کی وجہ سے سماج سے نا انصافی کا خاتمہ ہو کر سماجی استحکام کیسے پیدا ہوتا ہے۔ آئیے، اس سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ انصاف کرنے کی ضرورت کیوں ہوتی ہے۔ انسانوں کے خیالات، رائے، نظریات، فہم، عقائد، ثقافت وغیرہ میں تنوع پایا جاتا ہے۔ اگر رواداری سے کام لیا جائے تو آپسی مکاراؤ کی صورت پیدا نہیں ہوتی لیکن اختلافِ رائے میں شدت آجائے تو مکاراؤ کی نوبت آ جاتی ہے جسے غیر جانبدارانہ طریقے سے قانون کے ذریعے نپڑائے جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مقصد کے تحت عدالیہ جیسے غیر جانبدارانہ نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔

- افراد اور حکومتی اداروں کے درمیان بھی مفادات کے تعلق سے مکاراؤ پیدا ہو سکتا ہے۔ حکومت کا کوئی فیصلہ یا کوئی قانون عوام کو نا انصافی محسوس ہو سکتا ہے اور اس کے خلاف عدالیہ سے انصاف کی درخواست کی جاسکتی ہے۔

جس طرح حکومت آئین میں درج سماجی انصاف اور مساوات کے مقاصد کے حصول کے لیے کوشش رہتی ہے اسی طرح عدالیہ بھی کچھ مقدمات کے فیصلوں کے ذریعے یا سرگرم موقف اختیار کر کے حکومت کی حمایت کر سکتی ہے۔ عدالیہ سماج کے کمزور طبقات، خواتین، بچوں، معدوروں اور مختلقوں (transgender) وغیرہ جیسے سماجی طبقات کو مرکزی دھارے میں شامل ہونے کے لیے تعاون کر سکتا ہے۔

- جب عام انسانوں کو آزادی، مساوات، انصاف اور جمہوریت کے فوائد حاصل ہوتے ہیں تب جمہوریت کی

تصور یہ ہے کہ کسی تنازع کو عدالت تک لے جایا جائے تو عدالت اس کا حل نکلتی ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں عدالت کے اس تصور میں تبدیلیاں آئی ہیں اور عدالتیں فعال ہو گئی ہیں یعنی عدالت آئین میں درج انصاف اور مساوات کے مقاصد کی تکمیل کے لیے پیش قدمی کرنے لگی ہے۔ سماج کے کمزور طبقات، خواتین، ادی واسی، مزدور، کسان اور بچوں وغیرہ کو تحفظ فراہم کرنے کا کام بھی عدالتوں نے کیا ہے۔ اس مقصد کے تحت مفادِ عامہ کی درخواستیں (پیشیں) نہایت اہمیت کی حامل ثابت ہوئی ہیں۔



### بھارت کی عدالتِ عظمی (سپریم کورٹ) - نئی دلی

- قانون کے ماہر اور ہائی کورٹ میں منصفی کا تجربہ یا وکالت کا تجربہ رکھنے والے شخص کو اہل مانا جاتا ہے۔
- جوں کا تقریر صدر جمہوریہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے سیاسی دباؤ کا داخل نہیں ہوتا۔

- سپریم کورٹ کی ذمہ داریاں**
- \* وفاقی حکومت کی عدالت کے طور پر مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت، ریاستی حکومت اور ریاستی حکومت، مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت کے خلاف دیگر ریاستی حکومتوں کے درمیان ہونے والے تنازعات حل کرنا۔
  - \* شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرنا اور اس سے متعلق احکامات جاری کرنا۔
  - \* زیریں عدالتوں کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنا، اپنے ہی دیے ہوئے فیصلوں پر نظر ثانی کرنا۔
  - \* عوامی اہمیت کے حامل مسائل کی قانونی صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے صدر جمہوریہ کو بصورتِ طلب مشورے دینا۔

بتائیے تو بھلا!

صدر جمہوریہ کسی اہم عوامی مسئلے کے بارے میں سپریم کورٹ کا مشورہ کیوں طلب کرتے ہیں؟

- جوں کو خدماتی صفائح حاصل ہوتی ہے۔ معمولی وجوہات یا سیاسی مقاصد کے تحت انہیں عہدے سے برخاست نہیں کیا جاسکتا۔ سپریم کورٹ کے نجی عمر کے ۲۵ ویں سال اور ہائی کورٹ کے نجی عمر کے ۲۲ ویں سال میں سبکدوش ہوتے ہیں۔
- جوں کی تخلیہ بھارت کے دفتر محاسبی سے ادا کی جاتی ہے۔ اس پر پارلیمنٹ میں بحث نہیں ہوتی۔
- جوں کی سرگرمیوں اور ان کے فیصلوں پر ذاتی تنقید نہیں کی جاسکتی۔ عدالت کی توجیہ کرنا ایک جرم ہے جس کی سزا مقرر ہے۔ ان شقتوں کی وجہ سے جوں کو غیر ضروری تنقید سے تحفظ تو حاصل ہوتا ہی ہے اس کے علاوہ عدیہ کی آزادی بھی متاثر نہیں ہوتی۔

- پارلیمنٹ جوں کے رویے پر بحث نہیں کر سکتی لیکن اسے بجوں کو عہدے سے برخاست کرنے اور ان کے خلاف مواخذہ کی کارروائی کا حق حاصل ہے۔

**عدلیہ کی فعالیت :** عدالت کے بارے میں روایتی

عبارت پڑھیے اور لکھیے۔

**عدالتی نظر ثانی:** سپریم کورٹ کی ایک اہم ذمہ داری آئین کی حفاظت کرنا ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ آئین ملک کا بنیادی قانون ہوتا ہے۔ دستور کی خلاف ورزی یا اس کے منافی کوئی قانون پارلیمنٹ پاس نہیں کر سکتی۔ مجلسِ عاملہ کی ہر پالیسی اور عمل دستور سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ پارلیمنٹ کا کوئی قانون یا مجلسِ عاملہ کا کوئی عمل اگر آئین کی کسی شق سے مکراتا ہے تو عدالت اسے غیر قانونی ٹھہراتے ہوئے منسوخ کر دیتی ہے۔ عدالت کے اس اختیار کو ”نظر ثانی کا اختیار“ کہا جاتا ہے۔

### عمل کیجیے۔

تمہیں ہائی کورٹ دوریاں تو مہاراشٹر اور گوا نیز دارا اور نگر جوبلی اور دیو-دمن مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے ہے۔ ایک سے زائد ریاستوں کے لیے ایک ہی ہائی کورٹ کی مزید دو مشالیں تلاش کیجیے۔

### ہائی کورٹ کی ذمہ داریاں

- \* اپنے دائرہ اختیار میں آنے والی ثانوی عدالتوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کا اختیار۔
- \* بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے احکامات دینے کا اختیار۔
- \* ضلعی عدالتوں کے بھوؤں کا تقرر کرتے وقت گورنر ہائی کورٹ کا مشورہ لیتے ہیں۔

**ضلعی اور ثانوی عدالتیں:** جن عدالتی اداروں سے عوام کا ہمیشہ سابقہ پڑتا ہے وہ ضلع اور تعلق سطح کی عدالتیں ہوتی ہیں۔ ضلعی عدالت میں ایک ضلع بھج ہوتا ہے۔

**بھارت میں قانونی نظام کی دو شاخیں:** بھارت میں دیوانی طرز قانون کی دو شاخیں ہیں۔

(۱) دیوانی قانون

(۲) فوجداری (کریمیل) قانون

**دیوانی قانون:** فرد کے حقوق کے منافی تنازعات اس قانون کے دائرے میں آتے ہیں۔ مثلاً زمین سے متعلق تنازع،

### یہ مثال دیکھیے۔

انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کو عدالت نے اپنی ملکیت اور جائیداد، تعلیمی لیافت، آمدنی وغیرہ کے بارے میں حلف نامہ داخل کرنے کے لیے کہا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ رائے دہنگان امیدوار کی صحیح معلومات کی بنیاد پر مناسب امیدوار کے حق میں رائے دی کر سکیں۔ کیا یہ ہمارے انتخابی عمل کو شفاف بنانے کی کوشش نہیں ہے؟ کیا اس حوالے سے عدالت نے مزید کوئی احکام جاری کیے ہیں؟ اس کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

مفاذِ عاملہ کی درخواست سے مراد عوامی مسائل کے حل کے لیے کوشش شہری، سماجی تنظیم یا غیر سرکاری تنظیم نے عوام کی جانب سے عدالت میں دائرہ کردہ درخواست۔ عدالت اس درخواست پر غور و فکر کے بعد اپنا فیصلہ سناتی ہے۔

**ہائی کورٹ (عدالت عالیہ):** بھارت کی وفاقی ریاستوں میں ہر وفاقی ریاست کے لیے ایک ہائی کورٹ قائم کرنے کا اختیار پارلیمنٹ کو دیا گیا ہے۔ فی الحال ہمارے ملک

مقدمہ دائر ہوتا ہے۔ جرم ثابت ہو جانے پر سزا کی نوعیت بھی سنگین ہوتی ہے۔

بھارت کی ترقی میں عدیلیہ کا اہم کردار ہے۔ عام انسان کے دل میں بھی عدالت کے تین احترام اور بھروسہ ہے۔ بھارت کی عدیلیہ نے شخصی آزادی، وفاقی ریاستوں اور آئین کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ بھارت میں جمہوریت کو مضبوط کرنے میں عدیلیہ کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

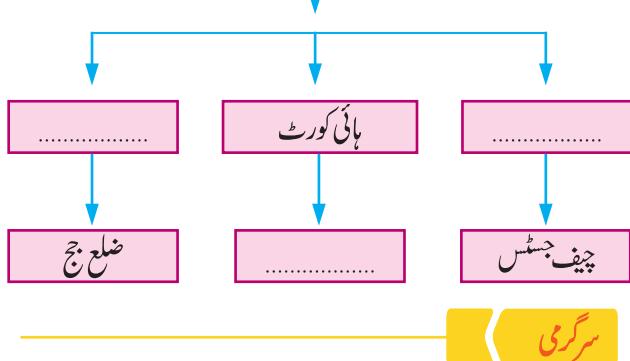
کرایہ معاهدہ، طلاق وغیرہ۔ متعلقہ عدالت میں پیش دائر کرنے پر عدالت اس پر فیصلہ دیتی ہے۔

**فوجداری قانون :** سنگین نوعیت کے جرائم کا فیصلہ فوجداری قانون کے تحت کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوری، نقب زنی، جہیز کے لیے ایذا رسانی، قتل وغیرہ۔ ان جرائم کے بارے میں پہلے پوس کے پاس اطلاع اول رواداد (ایف آئی آر) درج کی جاتی ہے۔ پوس اس کی تفتیش کرتی ہے جس کے بعد عدالت میں

## مشق

(۵) خاک کمل کیجیے۔

### عدیلیہ کی تشکیل



### سرگرمی

- ۱۔ اپنے اسکول میں تمثیلی عدالت کا انعقاد کر کے مفادِ عامہ کی درخواست تیار کیجیے اور تمثیلی عدالت میں سوال کیجیے۔
- ۲۔ قریبی پوس اسٹیشن کا دورہ کر کے اپنے استاد کی مدد سے اطلاع اول رواداد (FIR) درج کرنے کے عمل کو سمجھیے۔



A6F7XI

(۱) صحیح متبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ قانون بنانے کا کام ..... انجام دیتی ہے۔

(الف) قانون ساز مجلس (ب) وزرائونسل/کابینہ

(ج) عدیلیہ (د) مجلس عالمہ

۲۔ سپریم کورٹ کے جھوٹ کا تقریر ..... کرتے ہیں۔

(الف) وزیر اعظم (ب) صدر جمہوریہ

(ج) وزیر داخلہ (د) چیف جسٹس

(۲) درج ذیل اصطلاحات/تصورات کو واضح کیجیے۔

۱۔ عدالتی نظر ثانی

۲۔ مفادِ عامہ کی درخواست

(۳) نوٹ لکھیے۔

۱۔ دیوانی اور فوجداری قانون

۲۔ عدالتی فعالیت

(۴) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ سماج میں قانون کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

۲۔ سپریم کورٹ کی ذمہ داریوں کی وضاحت کیجیے۔

۳۔ بھارت میں عدیلیہ کو آزاد رکھنے کے لیے کون سی شقیں موجود ہیں؟

## ۵۔ ریاستی حکومت

پارلیمنٹ کی طرز پر ریاستی حکومتوں کی سطح پر ہر ریاست میں قانون ساز مجلس موجود ہے۔ صرف سات ریاستیں ایسی ہیں جہاں قانون ساز مجلس دو ایوانی ہے۔ ان میں مہاراشٹر کا شمار ہوتا ہے۔ قانون ساز مجلس کے ارکان کو کن اسمبلی کہا جاتا ہے۔

**مہاراشٹر کی قانون ساز مجلس :** مہاراشٹر میں دو ایوان ودھان سبھا اور ودھان پر لیشد ہیں۔



ودھان بھون، بمبئی

**ودھان سبھا :** ودھان سبھا مہاراشٹر کی قانون ساز مجلس کا پہلا ایوان ہے جس کے ارکان کی تعداد ۲۸۸ ہے۔ اینگلو انگلین سماج کی خاطر خواہ نمائندگی نہ ہونے پر گورنر اس سماج کے ایک نمائندے کو ودھان سبھا کے لیے نامزد کرتا ہے۔ درج فہرست ذاتوں اور جماعتوں (قبائل) کے لیے کچھ نشستیں محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ انتخابات کے لیے پورے مہاراشٹر کو انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر حلقة انتخاب سے ایک نمائندہ منتخب کیا جاتا ہے۔

ودھان سبھا کی مدت کارپائچ سال ہوتی ہے۔ استثنائی حالات میں ودھان سبھا کے انتخابات مدت سے قبل بھی ہو سکتے ہیں۔

مہاراشٹر میں مقیم ۲۵ سال عمر کا کوئی بھی بھارتی شہری ودھان سبھا کے لیے انتخاب میں بحیثیت امیدوار کھڑا ہو سکتا ہے۔

گزشتہ اس باقی میں ہم نے وفاقی حکومت کی پارلیمنٹ اور مجلس عاملہ کی نوعیت کو سمجھا ہے۔ ہم نے بھارت کے نظامِ عدل کا بھی تعارف حاصل کر لیا۔ اس سبق میں ہم ریاستوں اور ریاستی حکومت کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

وفاقی نظامِ حکومت میں حکومتی ادارہ دو سطحوں پر کارکرد ہوتا ہے؛ قومی سطح پر وفاقی حکومت اور علاقائی سطح پر ریاستی حکومت کام کرتی ہے۔ بھارت میں ۲۸ ریاستیں ہیں جن کا کام کاج اس ریاست کی حکومت سنبھالتی ہے۔

**پس منظر :** بھارت جغرافیائی اعتبار سے ایک بڑا ملک ہے اور یہ ایک کثیر آبادی والا ملک ہے۔ بھارت میں زبان، مذہب، رسم و رواج اور علاقوں کے لحاظ سے رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ایک ہی مرکزی مقام سے حکومتی کام کاج چلانا سہولت بخش نہیں ہو سکتا۔ اسی بات کے پیش نظر آئین نے ہمارے ملک کے لیے وفاقی طرزِ حکومت اختیار کیا۔ وفاقی ریاستوں کی تشکیل لسانی بنیادوں پر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی کے مطابق لسانی بنیادوں پر ریاستوں کی تشکیل کی گئی۔

بھارت کی تمام وفاقی ریاستوں کے طرزِ حکومت کی نوعیت ایک جیسی ہے۔ جموں اور کشمیر کو استثنی حاصل ہے۔ آئینے، ہم مہاراشٹر کے حوالے سے وفاقی ریاستوں میں حکومتی اداروں کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟



بھارت میں اگرچہ ۲۸ ریاستیں ہیں لیکن ودھان سبھا کی تعداد ۳۱ ہے کیونکہ دہلی، پدوچیری اور جموں اور کشمیر جیسی مرکزی کے زیر انتظام ریاستوں میں ودھان سبھا موجود ہے۔

**ریاستی حکومت کی قانون ساز مجلس :** مرکزی سطح پر

سربراہ ہوتا ہے اسی طرح ریاستی سطح پر گورنر برائے نام سربراہ ہوتا ہے۔

گورنر کو صدر مملکت نامزد کرتے ہیں اور وہ جب تک چاہیں گورنر اپنے عہدے پر قائم رہ سکتا ہے۔ گورنر کو بھی قانون سے متعلق کچھ اہم اختیارات حاصل ہیں۔ مثلاً ودھان سمجھا اور ودھان پریشند کے ذریعے منظور کیے گئے مسودے (بل) گورنر کی دستخط کے بعد ہی قانون بن پاتے ہیں۔ گورنر کو قانون ساز مجلس کا اجلاس بلانے کا اختیار ہوتا ہے۔ قانون ساز مجلس کا اجلاس جاری نہ ہو تو کوئی قانون بنانے کی ضرورت پیش آئے تو گورنر اس طرح کا آرڈیننس (حکم) جاری کر سکتا ہے۔

**وزیر اعلیٰ اور وزارتی کونسل (کابینہ) :** ودھان سمجھا میں جس پارٹی کو اکثریت حاصل ہوتی ہے اس پارٹی کا رہنماء وزیر اعلیٰ کے طور پر منتخب ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ اپنے قابل اعتبار ساتھیوں کو کابینہ میں شامل کرتا ہے۔ وزیر اعظم کی طرح ہی وزیر اعلیٰ با اختیار سربراہ ہوتا ہے۔ ریاست کا تمام حکومتی کام کاج گورنر کے نام سے چلتا ہے لیکن عملی طور پر پورا کام کاج وزیر اعلیٰ انجام دیتا ہے۔

### وزیر اعلیٰ کی ذمہ داریاں

**کابینہ کی تشکیل :** اکثریت حاصل ہو جانے کے بعد وزیر اعلیٰ کو سب سے پہلے اپنی وزارتی کونسل (کابینہ) تشکیل دینی ہوتی ہے۔ اس کام کو انجام دینا ایک چیز ہوتا ہے کیونکہ کابینہ کی تشکیل میں زیادہ سے زیادہ نمائندگی کے لیے علاقوں، مختلف سماجی طبقات (درج فہرست ذاتوں اور قبائل، دیگر پسمندہ طبقات، خواتین اور اقلیتوں) کو شامل کرنا ہوتا ہے۔ واضح اکثریت نہ ہونے کی صورت میں چند پارٹیاں آپس میں مل کر حکومت تشکیل دیتی ہیں۔ اس صورت میں تمام شریک پارٹیوں کو کابینہ میں جگہ دینے کا مشکل کام بھی وزیر اعلیٰ کے ذمے ہوتا ہے۔

**محکموں (قلمدانوں) کی تقسیم :** کابینہ کی تشکیل کے بعد

**ودھان سمجھا کا صدر (اپسیکر) :** ودھان سمجھا کا کام کاج صدر (اپسیکر) کی رہنمائی میں چلتا ہے۔ انتخابات کے بعد وجود میں آنے والی ودھان سمجھا کے ارکان اپنے ہی درمیان سے کسی ایک رکن کو صدر اور دوسرے کو نائب صدر کی حیثیت سے منتخب کرتے ہیں۔ ودھان سمجھا کا کام کاج باقاعدگی اور نظم و ضبط کے ساتھ چلانے کے لیے پروگرام کا خاکہ تیار کرنے سے لے کر غیر پارلیمانی روایہ اختیار کرنے والے ارکان کو برخاست کرنے تک کے سارے کام صدر کو کرنا پڑتے ہیں۔ صدر کی غیر موجودگی میں یہ ذمے داریاں نائب صدر ادا کرتا ہے۔

ایک سال میں مہاراشٹر کی قانون ساز مجلس کے کم از کم تین اجلاس منعقد ہوتے ہیں؛ بجٹ اجلاس اور مانسون اجلاس ممکنہ میں اور سرماںی اجلاس ناگپور میں۔

**مہاراشٹر کی ودھان پریشند :** ودھان پریشند قانون ساز مجلس کا دوسرا ایوان ہے جس کے ارکان کا انتخاب برائے راست نہیں ہوتا۔ یہ ارکان سماج کے مختلف طبقات سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ مہاراشٹر ودھان پریشند کے ارکان کی تعداد ۸۷ ہے۔ ان میں فنون، ادب، سائنس اور سماجی خدمات کے شعبوں سے مہرین کو گورنر نامزد کرتا ہے جبکہ بقیہ نمائندے ودھان سمجھا، مقامی حکومتی ادارے، معلم حلقہ انتخاب، گرجویٹ حلقہ انتخاب سے منتخب کیے جاتے ہیں۔

ودھان پریشند مکمل طور پر برخاست نہیں ہوتی۔ اس کے ارکان کی معینیت تعداد ہر دو سال بعد سکدوں ہو جاتی ہے۔ ان خالی گھبلوں کو انتخابات کے بعد دوبارہ پُر کیا جاتا ہے۔ ودھان پریشند کا کام کاج ودھان پریشند کے سماپتی (چیئرمین) کے زیر انصرام اور رہنمائی میں چلتا ہے۔ سماپتی کی غیر موجودگی میں نائب سماپتی یہ ذمہ داری نبھاتا ہے۔

**مہاراشٹر کی مجلس عاملہ :** مہاراشٹر کی مجلس عاملہ میں گورنر، وزیر اعلیٰ اور وزارتی کونسل (کابینہ) کا شمار ہوتا ہے۔

**گورنر :** جس طرح مرکزی سطح پر صدر مملکت برائے نام

قیادت کرتا ہے اسی طرح وزیر اعلیٰ ریاست کی قیادت کرتا ہے۔ اپنی ریاست کے عوام کے مفاد، ان کے مسائل اور مشکلات کے پیش نظر وزیر اعلیٰ اپنی حکومت کی پالیسیاں تیار کرتا ہے۔ ریاست کے عوام وزیر اعلیٰ کو اپنے مسائل حل کرنے والے شخص کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ریاست کے مسائل پر توجہ دے کر حکومت کی جانب سے مناسب اقدامات کا تینقین اگر وزیر اعلیٰ کی جانب سے مل جائے تو عوام کو سلی ہو جاتی ہے۔

ریاست مہاراشٹر بھارت کی ترقی پذیر ریاست ہے۔ تعلیم، صنعتوں، خدماتی شعبوں، طبی خدمات اور سماجی تحفظ وغیرہ کے معاملات میں یہ ریاست سرفہرست ہے۔ دہشت گردانہ کارروائیاں اور غسل وادی تحریک ہماری ریاست کو روپیش دو بڑے چیزیں ہیں۔

وزیر اعلیٰ کو منتخبہ وزرا میں مکمل تقسیم کرنے ہوتے ہیں۔ مکملوں کی تقسیم کرتے وقت وزریوں کے سیاسی تجربے، انتظامی مہارت، عوامی رجحان سے ان کی واقفیت، قیادت جیسے امور کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔

**مکملوں کے مابین تال میل :** وزیر اعلیٰ اور اس کی کابینہ مجموعی طور پر وہ ان سمجھا کو جوابدہ ہوتی ہے۔ عمدہ کام کا ج کی تتمی ذمہ داری وزیر اعلیٰ پر ہوتی ہے۔ اگر مختلف مکملوں میں آپسی تعاوون اور تال میل نہ ہو تو اس کا اثر حکومت کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ لہذا وزیر اعلیٰ مختلف مکملوں کے درمیان تنازعات حل کر کے تمام مکملوں کے ایک ہی سمت میں کام کرنے کو لیکنی بناتا ہے۔

**ریاست کی قیادت :** جس طرح وزیر اعظم ملک کی

## مشق

(۳) نوٹ لکھیے۔

- ۱۔ گورنر ۲۔ وزیر اعلیٰ کی ذمہ داریاں

(۴) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

- ۱۔ ودھان سمجھا کے صدر کے کاموں کی وضاحت کیجیے۔
- ۲۔ آئین نے بھارت کے لیے وفاقی طرز حکومت کیوں اختیار کیا؟
- ۳۔ مکملوں کو تقسیم کرتے وقت وزیر اعلیٰ کو کون امور کا خیال رکھنا پڑتا ہے؟

## سرگرمی

مہاراشٹر حکومت کی مصدقہ ویب سائٹ پر جا کر مختلف وزرا اور ان کے مکملوں کے کام کا ج کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

## ڈیکھو



A6P3Z6

(۱) صحیح تبادل کا انتخاب کر کے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

- ۱۔ مہاراشٹر قانون ساز مجلس کا سرمائی اجلاس ..... میں منعقد ہوتا ہے۔

- (الف) ممبئی (ب) ناگپور  
(ج) پونہ (د) اورنگ آباد  
۲۔ گورنر کی نامزدگی ..... کی جانب سے ہوتی ہے۔  
(الف) وزیر اعلیٰ (ب) وزیر اعظم  
(ج) صدر جمہوریہ (د) چیف جسٹس  
۳۔ ریاستی قانون ساز مجلس کے اجلاس بلا نے کا اختیار ..... کو ہوتا ہے۔

- (الف) وزیر اعلیٰ (ب) گورنر  
(ج) صدر جمہوریہ (د) سمجھا پتی

(۲) جدول مکمل لکھیجیے۔

نمبر شمار	ایوان	مدتِ کار	ارکان کی تعداد	انتخاب کی نوعیت	سربراہ
۱۔	ودھان سمجھا				
۲۔	ودھان پریشند				

## ۶ - نوکرشاہی

رہتا ہے۔ ان خدمات کے تحت حفاظت کے لیے شہری خدمات کی مدد کی جاتی ہے۔ ان خدمات کو ہم ”فوجی خدمات“ کہتے ہیں۔ دوسری قسم کے کاموں کے لیے انتظامی نظام تیار کیا جاتا ہے جسے ہم ”انتظامی خدمات“ (سول سروسیز) کہتے ہیں۔ انتظامی افسران کے اس بڑے نظام کو نوکرشاہی کہا جاتا ہے۔

پارلیمانی جمہوریت میں عوام کے منتخب نمائندوں اور وزرا پر انتظامی ذمے داری ہوتی ہے۔ حکومت کے کام مختلف مکملوں کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔ ہر مکمل کا ایک وزیر ہوتا ہے جو اس مکمل کا سیاسی سربراہ ہوتا ہے۔ عوام کے نمائندے کی حیثیت سے وزیر کو اپنے مکمل کا کام کا ج عمومی مفادات کو ترجیح دے کر انجام دینا ہوتا ہے۔ وزیر اگر اپنے مکمل کے موضوع کا مہر نہ ہوتا بھی اسے وسیع تر عوامی مفاد کا علم ہوتا ہی ہے۔ وزیر کے مکمل کے سکریٹری درکار مہارت یا مناسب مشورے دیتے ہیں۔ ان سکریٹریوں کا تقرر سول سروسیز کے زمرے سے کیا جاتا ہے۔ پارلیمانی طرزِ حکومت میں عوام کی خواہش اور انتظامی مہارت کے تال میں کا خیال رکھا جاتا ہے۔

### نوکرشاہی کی نوعیت

- مستقل نوعیت کا انتظامیہ :** نوکرشاہی ٹیکس وصول کرنے، ماحول کا تحفظ کرنے، قانون اور نظم و نسق برقرار رکھنے اور ہمیں سماجی تحفظ فراہم کرنے کا کام متواتر کرتی ہے کیونکہ یہ مستقل نوعیت کی حامل ہوتی ہے۔ ہر انتخاب کے بعد نئے وزیر اعظم اور وزرا کو نسل اقتدار میں آسکتے ہیں لیکن ان کے ماتحت کام کرنے والی نوکرشاہی تبدیل نہیں ہوتی۔ یہ مستقل نوعیت کی ہوتی ہے۔

- سیاسی اعتبار سے غیر جاندار :** نوکرشاہی سیاسی اعتبار سے غیر جاندار ہوتی ہے یعنی کسی بھی پارٹی کی حکومت

لکھنور نے عوامی اجتماعات پر پابندی عائد کر دی۔

میونپل کمشنر نے تخمینہ پیش کیا۔

مالیات کے سکریٹری نے استغفار دے دیا۔

علاقائی کمشنر مخصوص کا جائزہ لیں گے۔

درج بالا چوکون میں لکھنور، میونپل کمشنر، سکریٹری مالیات، علاقائی کمشنر جیسے چند عہدوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ عہدیدار حکومت کے انتظامی نظام کے گزیڈا افسران ہوتے ہیں۔ آپ کے ذمہن میں یہ سوال تو آیا ہی ہوگا کہ ان کی ذمے داریاں اور کام کیا ہوتے ہیں؟

مجلسِ عاملہ کا کردار واضح کرتے ہوئے ہم نے پڑھا ہی ہے کہ وزیر اعظم اور ان کی کابینہ نئے قوانین کی تجویز / خاکہ اور پالیسیاں تیار کرتے ہیں۔ حکومت کی پالیسیوں کو عملی شکل دینے والی اور مجلسِ عاملہ کے زیر انتظام کام کرنے والی ایک انتظامیہ ہوتی ہے جسے ”نوکرشاہی“ کہا جاتا ہے۔ اس سبق میں ہم نوکرشاہی کی اہمیت کو سمجھیں گے۔

کسی بھی ملک کے حکومتی اداروں کو دو بنیادی قسم کے کام کرنے ہوتے ہیں:

- ۱) ملک کو سیرونی حملوں اور داخلی خطروں سے بچا کر شہریوں کی حفاظت کرنا۔
- ۲) شہریوں کو مختلف خدمات فراہم کر کے ان کی روزمرہ زندگی کو زیادہ سہولت بخش بنانا تاکہ وہ اپنی اور ملک کی ترقی کرسکیں۔

ان میں سے پہلی قسم کے کام کے لیے دفاعی انتظامیہ تیار

خواتین کو با اختیار بنانا، بچوں کی حفاظت، کمزور طبقات کے لیے اسکیمیں وغیرہ سے متعلق حکومت جو قانون وضع کرتی ہے اسے عمل میں لانے کا کام نوکرشاہی کرتی ہے۔ پالیسیوں پر عمل آوری کی وجہ سے سماجی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔

سماج کی جمہور کاری کے عمل میں بھی نوکرشاہی کا کردار اہم ہوتا ہے۔ محفوظ نشتوں کی پالیسی پر عمل کرنے کی وجہ سے کئی محروم سماجی طبقات مرکزی دھارے سے جڑ چکے ہیں۔ فیصلہ سازی کے عمل میں ان کی شمولیت بڑھ چکی ہے۔ اس کی وجہ سے جمہور کاری کے لیے جس طرح ترقی پذیر قوانین اور پالیسیوں کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح نوکرشاہی کی الیت اور مستعدی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

**سوں سروسیز کی قسمیں :** بھارتی سوں سروسیز کی تین اہم قسمیں ہیں۔

(۱) **کل ہند خدمات :** ان خدمات میں بھارتی انتظامی خدمات (IAS)، بھارتی پوس خدمات (IPS) اور خدمات برائے بھارتی جنگلات (IFS) کا شمار ہوتا ہے۔

(۲) **مرکزی خدمات :** یہ خدمات مرکزی حکومت کے دائرة اختیار میں ہوتی ہیں۔ ان خدمات میں بھارتی غیر ملکی خدمات (IFS)، بھارتی محصول خدمات (IRS) وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

(۳) **ریاستی خدمات :** یہ خدمات ریاستی حکومت کے دائرة اختیار میں ہوتی ہیں۔ ڈپٹی گلکٹر، بلاک ڈیوپمنٹ آفیسر، تحصیل دار وغیرہ انتظامی افسران کا انتخاب مقابلہ جاتی امتحانات کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

معیار اور الیت کی بنیاد پر سول سرونس کے تقرر کے لیے بھارتی آئین نے پلک سروس کمیشن جیسا خود مختار نظام تشکیل دیا ہے۔ یونین پلک سروس کمیشن (UPSC) کل ہند خدمات اور مرکزی خدمات کے لیے امتحان لے کر امیدواروں کا انتخاب

اقدار میں آئے اس حکومت کی پالیسیوں پر عمل درآمد نوکرشاہی کو اسی مستعدی اور وفاداری کے ساتھ کرنا ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے انتظامی افسروں کو سیاسی موقف یا اپنے سیاسی نظریات کے مطابق کام نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی پارٹی انتخابات ہارنے کے بعد اقتدار سے باہر ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری پارٹی کی حکومت اقتدار میں آتی ہے۔ سابقہ حکومت کی کچھ پالیسیوں کوئی حکومت تبدیل کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں نوکرشاہی کو غیر جانبدارہ کراپنی ذمے داریاں نبھانی چاہئیں۔

• **غیر معروفیت / خفیہ :** غیر معروفیت / گمانی / خفیہ یعنی کسی پالیسی کی کامیابی یا ناکامی کے لیے نوکرشاہی کو براہ راست ذمہ دار نہ ٹھہراتے ہوئے اس کی شاخت گمانام رکھنا۔ اپنے محلے کے کام کا جو مقابلہ کے ساتھ انجام دینا وزیر کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کسی محلے کے غیر مستعد کام کا جو کے لیے بھی وزیر کو ہی ذمہ دار نہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ انتظامی افسران پر براہ راست تقید نہیں ہوتی۔ پارلیمنٹ محلے کی خراب کار کردگی کے لیے وزیر کو ہی ذمے دار قرار دیتی ہے۔ اس حوالے سے وزیر خود اس کی ذمے داری کو قبول کرتے ہیں اور نوکرشاہی کو تحفظ دیتے ہیں۔

**بھارت میں نوکرشاہی کی اہمیت :** بھارت کی نوکرشاہی کی تشکیل نہایت جامع اور پیچیدہ ہے۔ آزادی کے بعد سے جو اہم تبدیلیاں کی گئیں اس انتظامیہ نے ان پر نہایت مؤثر طریقے سے عمل آوری کی۔ آج ہمیں بہت سی اچھی تبدیلیاں دکھائی دیتی ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نوکرشاہی نے ان پالیسیوں پر عمل آوری کے ذریعے انھیں عام شہریوں تک پہنچایا ہے۔ نوکرشاہی کی وجہ سے حکومتی نظام کو استحکام ملتا ہے۔ آب رسانی، عمومی صفائی، ٹریک، صحت و تدرستی، زرعی اصلاحات، انسداد آلوگی جیسی کئی خدمات ہمیں تسلسل کے ساتھ فراہم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے اجتماعی روزمرہ زندگی کو استحکام ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ نوکرشاہی بھی سماجی تبدیلی کا ذریعہ ہے۔

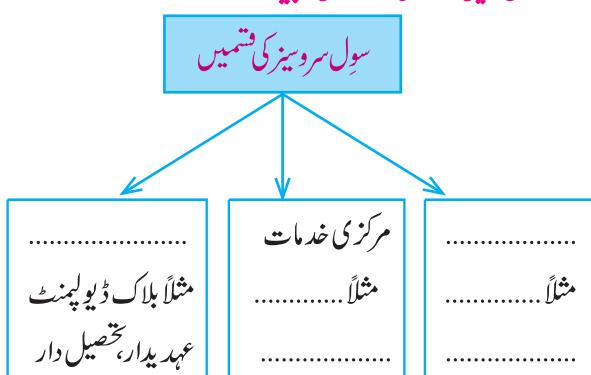
سکریٹری اور نائب سکریٹری کے عہدے پر فائز افسر کے درمیان تال میل کی نوعیت پر متعاقفہ محکمے کی کارکردگی کا انحصار ہوتا ہے۔ محکمے سے متعلق فیصلے وزیر لیتے ہیں لیکن فیصلہ لینے کے لیے درکار تمام معلومات سویں سرونوٹ دیتے ہیں۔ معلومات پر سویں سرونوٹ یعنی نوکرشاہی کو عبور حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک سویں سرونوٹ ہی بتاسکتا ہے کہ کس اسکیم کے لیے کتنی مالی گنجائش ہے۔ پالیسیوں کی کامیابی یا ناکامی کی تاریخ سے بھی سویں سرونوٹ واقف ہوتے ہیں۔ لہذا وزیر بڑی حد تک سویں سرونوٹ پر انحصار کرتے ہیں۔ وزیر بھی اگر سویں سرونوٹ سے اچھا ربط و ضبط رکھیں اور باہمی تعلقات میں اعتماد اور شفافیت ہو تو محکمے کا کام کا ج عمدہ طریقے سے انجام پاسکتا ہے۔

کرتی ہے اور حکومت ان کا تقریر کرتی ہے۔ مہاراشٹر پلک سروس کمیشن (MPSC) مقابلہ جاتی امتحانات کے ذریعے مہاراشٹر میں سویں سروسیز کے لیے امیدواروں کا انتخاب کرتی ہے اور حکومت سے ان کے تقرر کے لیے سفارش کرتی ہے۔ نوکرشاہی اور سویں سروسیز کے توسط سے بھی تمام سماجی طبقات کو موقع فراہم کرنے کے لیے درج فہرست ذاتوں اور قبائل، خواتین، دیگر پسمندہ طبقات اور معدودوں کے لیے محفوظ نشستیں رکھ کر انھیں بھی ان خدمات میں شامل ہونے کا موقع دیا گیا ہے۔ سماجی عدم مساوات کی وجہ سے کمزور طبقات سویں سروسیز میں موقع سے محروم نہ رہ جائیں اس لیے یہ انتظام کیا گیا ہے۔

**وزیر اور سویں سرونوٹ :** وزیر اور محکمے کے سویں سرونوٹ یا

## مشق

(۲) درج ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، پچائیں اور غلط بیان صحیح کر کے دوبارہ لکھیے۔



(۵) نوکرشاہی کی نوعیت واضح کیجیے۔

## سرگری

اپنے آس پاس سویں سروسیز میں بر سر کارکسی افسر سے انترویو کے لیے سوانحہ تیار کیجیے اور انترویو لیجیے۔



A6XZ1T

(۱) درج ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، پچائیں اور غلط بیان صحیح کر کے دوبارہ لکھیے۔

۱۔ پارلیمانی جمہوریت میں عوام کے منتخب نمائندوں اور وزراء پر انتظام و انصرام کی ذمے داری ہوتی ہے۔

۲۔ یونین پلک سروس کمیشن (UPSC) مہاراشٹر میں سویں سروسیز کے لیے مسابقاتی امتحانات کے ذریعے امیدواروں کا انتخاب کرتی ہے۔

(۲) درج ذیل بیانات و جوابات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ سویں سروسیز میں بھی محفوظ نشتوں کی پالیسی رکھی گئی ہے۔

۲۔ سویں سروٹس کو سیاسی اعتبار سے غیر جانبدار ہنا ضروری ہوتا ہے۔

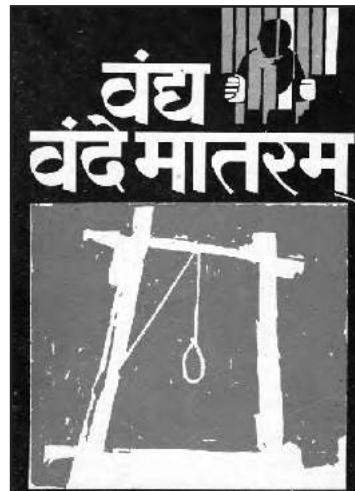
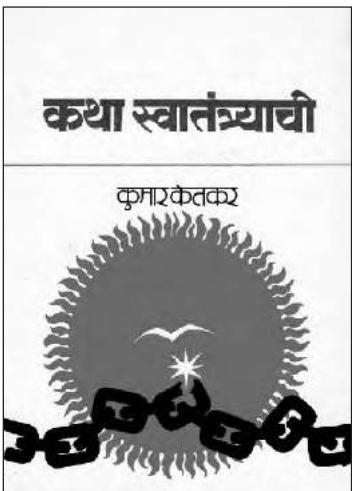
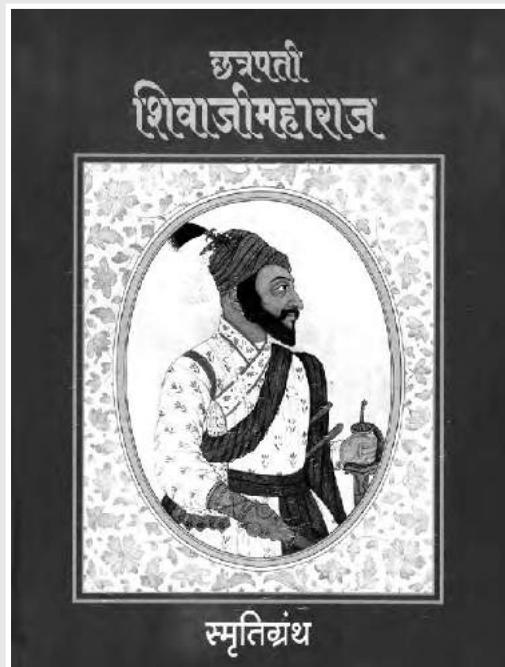
(۳) درج ذیل سوالوں کے ۲۰ تا ۲۵ راجح اصطلاحات میں جواب لکھیے۔

۱۔ محکمے کے کام کا ج کو اچھے ڈھنگ سے چلانے میں وزیر اور سویں سروٹس کا کردار واضح کیجیے۔

۲۔ نوکرشاہی کی وجہ سے حکومتی نظام کس طرح مستحکم ہوتا ہے، واضح کیجیے۔

# छत्रपती शिवाजी महाराज स्मृतिग्रंथ

- सामान्य रयतेच्या कल्याणासाठी स्थापन केलेल्या स्वराज्य स्थापनेची कथा उलगडणारे पुस्तक.
- छत्रपती शिवाजी महाराजांच्या उत्तुंग कार्य व त्यामागची तेवढीच उत्तुंग व उदात्त भूमिका वाचकांसमोर आणणारे प्रेरणादायी वाचन साहित्य.
- इतिहास वाचनासाठी पूरक असे संदर्भ पुस्तक.



- इतिहास वाचनासाठी पूरक अशी संदर्भ पुस्तके.
- निवडक लेखक, इतिहासकारांचे प्रेरणादायी लेखक.

पुस्तक मागणीसाठी [www.ebalbharati.in](http://www.ebalbharati.in), [www.balbharati.in](http://www.balbharati.in) संकेतस्थळावर भेट द्या.



**साहित्य पाठ्यपुस्तक मंडळाच्या विभागीय भांडारांमध्ये  
विक्रीसाठी उपलब्ध आहे.**



ebalbharati

विभागीय भांडारे संपर्क क्रमांक : पुणे - २५६५९४६५, कोल्हापूर- २४६८५७६, मुंबई (गोरेगाव)  
- २८७७९८४२, पनवेल - २७४६२६४६५, नाशिक - २३१९५९९, औरंगाबाद - २३३२९७९,  
नागपूर - २५४७७९६/२५२३०७८, लातूर - २२०९३०, अमरावती - २५३०९६५



महाराष्ट्र राज्य पुस्तक निधि वाचन संशोधन मंडळ, पुणे-

इतिहास व नागरिकशास्त्र इ.८वी (उर्दु माध्यम)

₹ 42.00